تفہیم السنۃ 25

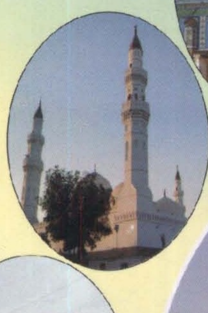
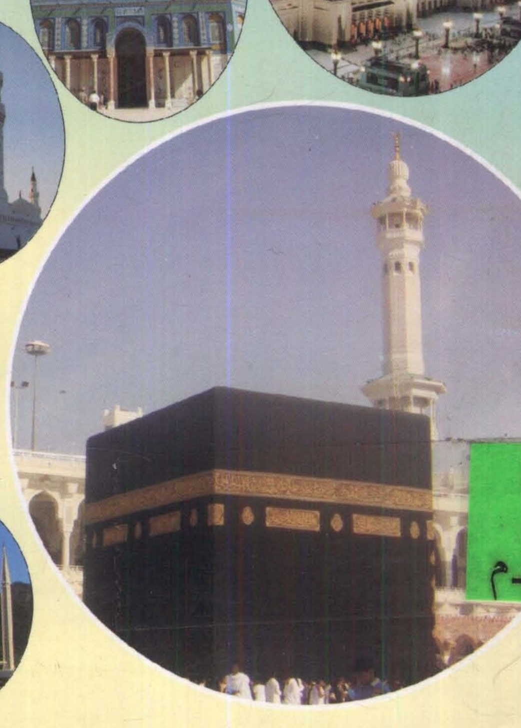
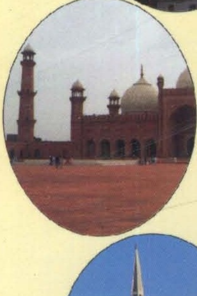
کتابُ المَساجِد

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

مساجد کا بیان

محمد اقبال کیلانی




حدیث
پبلیکیشنز

تفہیم السنۃ

25

کتاب المساجد

مساجد کا بیان

محمد اقبال کیلانی

حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

نام کتاب	....	مساجد کا بیان
مؤلف	....	محمد اقبال کیلانی بن مولانا حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ
اہتمام	....	خالد محمود کیلانی
طابع	....	ریاض احمد کیلانی
کمپوزنگ	....	ہارون الرشید کیلانی
ناشر	....	حدیث پبلیکیشنز لاہور
قیمت	....	=/ روپے

سٹاکسٹ

معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار، پشاور	091-2214720	سہانا جی G-11/1,719-E ڈبل روڈ، اسلام آباد	0321-5336844
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320	مکتبہ دار السلام، لوئر مال، لاہور	0423-7232400
مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار، لاہور / فیصل آباد	041-2631204 / 0423-7244973	علمی کتاب گھر، اردو بازار، کراچی	0213-2628939
دار البلاغ، جنگل روڈ، لاہور	0423-5717842	دار السلام، مین طارق روڈ، کراچی	0213-4393936

حدیث پبلیکیشنز

2- شیش محل روڈ ◉ لاہور ◉ پاکستان

☎ 0423-7232808 - 0300-4903927

E-Mail : hadithpublications@yahoo.com

: haroonkailani@gmail.com

: harunkailani@hotmail.com

فہرست

اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ

''میرا رب یقیناً دعا سننے والا ہے۔''

حمد وثناء صرف اس اللہ کے لئے جو تنہا اور لاشریک ہے ......جو حی اور قیوم ہے...... جو کائنات کا رازق اور مالک ہے...... جو ستار اور غفار ہے...... جو رحمٰن اور رحیم ہے...... جو ہادی اور رشید ہے...... جو جبار اور قہار بھی ہے...... عزیز اور منتقم بھی ہے۔

حمد وثناء صرف اس اللہ کے لئے جس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے رسول مبعوث فرمائے...... اپنی عبادت اور بندگی کے لئے مساجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

حمد وثناء صرف اس اللہ کے لئے جس نے مساجد کو ''بیت اللہ'' کہلانے کا اعزاز بخشا اور حمد وثناء صرف اس اللہ کے لئے

جس نے مساجد کو ''جنت کے باغ'' قرار دیا۔ حمد وثناء صرف اس اللہ کے لئے جس نے مساجد کو روئے زمین پر اپنی سب سے پسندیدہ جگہیں قرار دیا...... جہاں سے روزانہ پانچ بار اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا اعلان ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ کی توحید کا ترانہ بلند ہوتا ہے...... رسول رحمت ﷺ کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے...... اور تمام بنی نوع انسان کو فوز و فلاح کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔

پس ...... اے الٰہ العالمین!

- جو تیرے گھروں سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت فرما اور جو تیرے گھروں سے دشمنی کرے تو بھی اس سے دشمنی فرما۔
- جو تیرے گھروں کو آباد کرے تو بھی اسے آباد فرما اور جو تیرے گھروں کی ویرانی اور بربادی کے درپے ہو تو بھی اسے ویران اور برباد فرما۔
- جو تیرے گھروں کی تعمیر پر خرچ کرے تو بھی اس پر خرچ فرما

اور جو تیرے گھروں کی تعمیر سے (اپنا مال) روک لے تو بھی اس سے (اپنا رزق) روک لے۔

- جو تیرے گھر میں آنے والوں کی سرپرستی کرے تو بھی اس کی سرپرستی فرما اور جو تیرے گھر میں آنے والوں پر عرصہ حیات تنگ کرے تو بھی اس پر عرصہ حیات تنگ فرما۔
- جو تیرے گھروں کی حفاظت کرے تو بھی اس کی حفاظت فرما اور جو تیرے گھروں کی حرمت پامال کرے تو بھی اس کی حرمت پامال فرما۔

حمد و ثناء صرف اس ذات پاک کے لئے جو اپنے کمزور، ناتواں اور مضطرب بندوں کی دعائیں سنتا اور شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ !

روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے پہلا گھر بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (3:96) ترجمہ:''بے شک سب سے پہلا عبادت گھر جو انسانوں کے لئے تعمیر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے اسے برکت دی گئی ہے اور سارے جہان والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔'' (سورہ آلعمران، آیت 96)......لیکن جب کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ کو اس گھر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے زبردستی روک دیا تو پھر وہاں قیام کرنا لا حاصل تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ بستی چھوڑنے کا حکم دے دیا۔آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ چھوڑا اور مدینہ منورہ کا قصد فرمایا، آپ ﷺ کا پہلا پڑاؤ مدینہ منورہ سے پانچ کلو میٹر باہر ایک مضافاتی بستی میں ہوا جس کا نام قبا (دوسرا نام عالیہ) تھا۔آپ ﷺ کی آمد سے قبل اس بستی کے کئی گھرانے مسلمان ہو چکے تھے۔بستی کے سردار حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے ہاں آپ ﷺ نے چودہ دن قیام فرمایا۔دوران قیام میں آپ ﷺ نے جس بات کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی وہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر ہی تھی۔رسول اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نہ صرف مسجد کی بنیاد رکھی بلکہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک مزدور کی طرح مسجد کی تعمیر میں حصہ بھی لیا۔مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل خدمت اسلام کے جن اعلیٰ وارفع جذبات سے معمور تھے اس کا اندازہ اس

بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پرخلوص ایمانی جذبات کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:

﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝﴾(9:108)

وہ مسجد جس کی پہلے روز سے ہی تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی ہے اس مقصد کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو۔ اس مسجد میں (آنے والے) لوگ ایسے ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔" (سورہ التوبہ، آیت 108)

مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی تو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد جیسے ہی آپ ﷺ کی نشست و برخاست کے معاملات طے ہوئے آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ مسجد کی تعمیر کے لئے رسول اکرم ﷺ نے وہی جگہ منتخب فرمائی جہاں مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد پہلی مرتبہ آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ یہ خالی زمین دو یتیم بچوں کی تھی جن کا تعلق آپ ﷺ کے ننھیالی گھر بنو نجار سے تھا۔ دونوں بچوں نے یہ زمین مسجد کے لئے بلا قیمت دینا چاہی، لیکن آپ ﷺ نے بلا قیمت زمین لینا پسند نہ فرمایا چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کی قیمت ادا فرما دی۔

اس زمین میں بعض مشرکین کی قبریں تھیں۔ کچھ جگہ پر درخت اور گھاس پھونس تھا۔ آپ ﷺ کے حکم پر مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں، کھجور کے درخت کاٹ کر ساری جگہ صاف اور ہموار کر دی گئی اور مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور مسجد قبا کی طرح یہاں بھی سید الانبیاء، سرور عالم اور جہان نو کے معمار اعظم ﷺ مسجد کی تعمیر میں ایک عام مزدور کی طرح حصہ لیتے رہے۔ کیسا مبارک عمل تھا، کیسے مبارک لمحات تھے اور کیسے مبارک لوگ تھے وہ، جن کے ساتھ دنیا کا سب سے بڑا معلم اور مبلغ مزدوری بھی فرما رہا تھا اور ساتھ ساتھ رجز کے انداز میں فکر آخرت کی تعلیم بھی دے رہا تھا

لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةْ   فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

ترجمہ "زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، یا اللہ! مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما دے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جب یہ رجز بلند کرتے ہوں گے تو کیسا ایمان پرور

سماں پیدا ہوتا ہوگا۔ ساری فضا جھوم اٹھتی ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اینٹیں اور پتھر اٹھاتے دیکھتے تو عرض کرتے ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ زحمت نہ فرمائیں، غلام حاضر ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں صرف مسکرا دیتے اور اپنے کام میں مشغول رہتے۔ اپنے محبوب قائد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے جانثاروں کا جذبہ عمل دہ چند ہو جاتا اور وہ پکار اٹھتے:

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِيُّ يَعْمَلُ   لَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

ترجمہ ''ہم اگر بیٹھ جائیں اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کام کریں تو یہ سراسر گمراہی کی بات ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسجد تعمیر فرمائی وہ قبلہ کی دیوار سے لے کر پچھلی دیوار تک 150 فٹ لمبی اور کم و بیش اتنی ہی چوڑی تھی مسجد کی بنیادیں 4 تا 5 فٹ گہری کھودی گئیں دیواریں کچی اینٹوں اور گارے سے بنائیں گئیں کھجور کے تنے بطور ستون استعمال کئے گئے اور چھت پر کھجور کی شاخیں اور پتے ڈالے گئے۔ زمین پر ریت اور کنکریاں ڈال کر جگہ ہموار کر دی گئی اور یوں عہد نبوی کی مسجد مکمل ہوگئی۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنفس نفیس شرکت میں امت کے لئے بہت سے سبق ہیں جن کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔

اولاً: تعمیر مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنفس نفیس شرکت سے نہ صرف مسجد کی بہت زیادہ عظمت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تعمیر مسجد میں عملاً حصہ لینے کا اجر و ثواب اس قدر ہے کہ خود رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے محروم رہنا پسند نہیں فرمایا۔

ثانیاً: اللہ تعالیٰ کے بعد ہر طرح کی عزت اور عظمت، بزرگی اور بڑائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے لائق ہے۔ آپ محبوب خدا اور سید الانبیاء ہیں، لیکن مسجد کی تعمیر میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اینٹیں اور گارا اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ تعلیم دی کہ محنت اور مزدوری میں انسان کی توہین یا تذلیل نہیں بلکہ عزت اور عظمت ہے۔ بے کار بیٹھنا قابل فخر نہیں بلکہ اپنے ہاتھوں سے کام کرنا قابل فخر ہے۔ دوسروں پر حکمرانی کرنا بزرگی اور بڑائی نہیں بلکہ دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنا بزرگی اور بڑائی ہے۔ تکبر اور غرور، انسانیت کی معراج نہیں بلکہ انکسار اور عاجزی معراج انسانیت ہے۔

ثالثاً: سیرت طیبہ کے اس پہلو سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں مساوات کا صحیح تصور کیا

ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کا قائد اپنے عوام سے کچھ الگ نہیں بلکہ ان کے سارے معاملات میں برابر کا شریک ہے۔ عسر اور یسر، ہر حالت میں ان کے ساتھ ہے، دکھ سکھ میں ان کا ساجھی ہے، جو قانون اور ضابطہ دوسروں کے لئے ہے وہی ضابطہ اور قانون قائد کے لئے بھی ہے۔

رابعاً: آپ ﷺ کے طرز عمل سے چوتھی اور اہم ترین بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان دین کے کام میں مشغول ہو یا دنیا کے کام میں اسے فکر آخرت سے کسی صورت غافل نہیں ہونا چاہیے۔ کام کاج کرتے ہوئے بھی دل و دماغ پر آخرت کی یاد غالب رہنی چاہیے۔

مسجد کی فضیلت:

مسجد صرف عبادت گھر ہی نہیں بلکہ قرآن و حدیث پڑھنے، پڑھانے، وعظ و نصیحت کرنے نیز اسلام کی نشر و اشاعت کا مرکز بھی ہے اس لئے اس کی فضیلت کے بارے میں آپ ﷺ سے بکثرت احادیث مروی ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد تعمیر کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتے ہیں۔ (بخاری)

② مرنے کے بعد مومن کے نیک کاموں میں سے جن کاموں کا اسے اجر و ثواب قیامت تک ملتا رہتا ہے وہ سات ہیں ان میں سے ایک مسجد کی تعمیر ہے۔ (ابن ماجہ)

③ روئے زمین پر مساجد اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں ہیں۔ (مسلم)

④ مسجد میں ادا کی گئی نماز تنہا نماز کے مقابلہ میں 25 تا 27 درجہ زیادہ اجر و ثواب رکھتی ہے۔ (مسلم)

⑤ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ (مسلم)

⑥ مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔ (ابن عساکر)

⑦ مسجد میں آنے والے نمازی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ (طبرانی)

⑧ قیامت کے روز حشر میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے جگہ پانے والے سات آدمیوں میں سے ایک وہ ہے جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے۔ (بخاری)

⑨ مسجد میں آکر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتے ہیں جتنا کسی غائب شخص کے گھر واپس آنے پر اہل خانہ خوش ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

⑩ گھر سے وضو کر کے مسجد میں آکر باجماعت فرض نماز ادا کرنے والے کو حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

⑪ جمعہ کے روز غسل جنابت کرنے والے اور خطبہ سے پہلے مسجد میں آنے والے اور امام کے قریب بیٹھنے والے اور خطبہ خاموشی سے سننے والے کو مسجد میں آنے اور جانے والے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

⑫ گھر سے وضو کر کے نماز چاشت ادا کرنے کے لئے مسجد میں آنے والے کو عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

⑬ زیادہ فاصلے سے مسجد آنے والے کے لئے زیادہ اجر وثواب ہے۔ (ابن ماجہ)

⑭ اپنا زیادہ وقت مسجد میں گزارنے والے کے لئے دنیا میں خوش وخرم رہنے اور آخرت میں پل صراط پر ثابت قدم رہنے کی ضمانت ہے۔ (طبرانی)

⑮ فرض نماز ادا کرنے کے بعد جب تک نمازی مسجد میں باوضو بیٹھا رہے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ (مسلم)

⑯ زمین پر مساجد آسمان والوں (یعنی فرشتوں) کو اسی طرح روشن اور چمکدار نظر آتی ہیں جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے روشن اور چمکدار نظر آتے ہیں۔ (طبرانی)[1]

قارئین کرام! غور فرمایئے کہ مسجد کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ نے چھوٹی چھوٹی جزئیات کے اجر وثواب کا ذکر کس تفصیل سے فرمایا ہے۔ مسجد کی تعمیر کرنے یا اس میں حصہ لینے کا اجر وثواب، مسجد کی طرف چل کر آنے کا اجر وثواب، مسجد میں باجماعت نمازوں کا اجر وثواب، مسجد میں باوضو بیٹھنے کا اجر وثواب، مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کے انتظار کا اجر وثواب، مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے، پڑھنے اور پڑھانے کا اجر وثواب، آپ ﷺ کے ان ارشادات سے مسجد کی اتنی زیادہ فضیلت، عظمت اور شان ثابت ہوتی ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

ایک نظر آپ ﷺ کی حیات طیبہ پر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا مسجد کے ساتھ

[1] مسجد کی فضیلت کے بارے میں مذکورہ بالا احادیث اور ان کے علاوہ مزید احادیث قارئین کرام کو آئندہ ابواب میں مل جائیں گی۔

بڑا گہرا تعلق تھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام میں مشغول ہوتے ،لیکن جیسے ہی اذان کی آواز سنتے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر فوراً مسجد تشریف لے جاتے ،سفر سے واپسی ہوتی تو پہلے مسجد تشریف لے جاتے ، دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر گھر قدم رنجہ فرماتے ۔فقرو فاقہ کی نوبت آتی تو مسجد تشریف لے جاتے ،خوف گھبراہٹ یا پریشانی کا موقع ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے ،آندھی ،طوفان بادو باراں ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے ،خسوف یا کسوف ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے ،مرض الموت میں صرف چار پانچ یوم مسجد میں تشریف نہ لے جا سکے تو طبیعت مبارک بے چین ہوگئی ،دو آدمیوں کا سہارا لے کر اس حالت میں مسجد تشریف لائے کہ پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے ۔اگلے روز اتنی ہمت بھی نہ تھی ،پردہ سرکایا اور مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باجماعت رونق افروز منظر دیکھا تو رُخ انور مسرت سے تمتما اٹھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ایک مومن آدمی کے لئے مسجد اس کے ذاتی گھر کی نسبت کہیں زیادہ اہم اور افضل ہے۔ ذاتی گھر میں انسان صرف اپنے جسم و جان کا آرام اور سکون حاصل کرتا ہے جبکہ مسجد میں مومن کی روح کو آرام اور سکون ملتا ہے۔مومن کا ایمان اور یقین جلا پاتے ہیں ،اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا حاصل ہوتی ہے ،ملائکہ کی معیت اور دعائیں پانے کا شرف حاصل ہوتا ہے، مسجد کے ساتھ مستقل اور گہرا تعلق رکھنے والوں کے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہوگا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے ایمان کی گواہی دی ہے ۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾(9:108)

''مساجد کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں۔''(سورہ التوبہ، آیت نمبر 108)

پس ہم میں سے ہر مسلمان کو شعوری طور پر یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم دنیا کے جس خطے میں بھی قیام پذیر ہوں وہاں اگر مسجد نہ ہو تو مسجد کی تعمیر کا اہتمام کریں اگر کوئی مسجد پہلے سے زیر تعمیر ہو تو اس میں قولی ،فعلی یا مالی تعاون سے شرکت کا شرف حاصل کریں۔اگر پہلے سے کوئی مسجد موجود ہو تو اس کی دیکھ بھال ،اس کی ضروریات کا اسی طرح خیال رکھیں جس طرح اپنے گھر کی دیکھ بھال اور ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔

محض پانچ نمازوں کے وقت مسجد میں حاضری کا تعلق تو ایک ایسا لازمی ولابدی امر ہے جس کے بغیر کسی مسلمان کا ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا۔مسجد کے ساتھ قلبی تعلق تو اس کی تعمیر یا تعمیر کے بعد اس کی دیکھ بھال

اور خدمت سے ہی پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ !

مساجد......امن وسلامتی کے گہوارے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بیت اللہ شریف کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ﴾

"بے شک سب سے پہلے (اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے) تعمیر کیا گیا گھر وہی ہے جو مکہ میں ہے جو برکت والا ہے اور سارے جہاں والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے اس گھر میں کھلی نشانیاں ہیں (مثلاً) مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔" (سورہ آل عمران، آیت 96-97)

سورہ آلعمران کی ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کے درج ذیل پانچ فضائل بیان فرمائے ہیں:

① دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے پہلے بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا۔

② بیت اللہ شریف برکت والا گھر ہے۔

③ بیت اللہ شریف ساری دنیا کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔

④ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ مثلاً مقام ابراہیم، زمزم، ابرہہ کی ہلاکت وغیرہ۔

⑤ بیت اللہ شریف ہر جاندار کے لئے امن وسلامتی کی جگہ ہے۔

مذکورہ بالا فضائل میں سے پہلی اور چوتھی فضیلت تو صرف بیت اللہ شریف کے لئے خاص ہے جبکہ باقی تین فضیلتیں اپنے اپنے درجہ میں دنیا کی ہر مسجد کو حاصل ہیں۔ ہر مسجد خیر و برکت کی جگہ ہے، ہر مسجد ہدایت کا ذریعہ ہے اور ہر مسجد امن وسلامتی کا گہوارہ ہے۔ مسجد میں آنے والے مسلمانوں کی جان کے تحفظ اور سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے آپ ﷺ نے یہاں تک حکم دیا کہ جو شخص مسجد میں تیر لے کر آئے وہ اس کی نوک اپنے ہاتھ میں پکڑ کر رکھے تاکہ کوئی دوسرا مسلمان اس سے زخمی نہ ہو۔ (بخاری) ایک دفعہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک آدمی نے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آنے کی کوشش کی تو آپ

ﷺ نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ، تم لوگوں کو تکلیف پہنچا رہے ہو۔'' (ابوداؤد) آپ ﷺ نے مسجد میں آنے والے نمازیوں کے لئے نہ صرف جسم و جاں کی سلامتی کو یقینی بنایا بلکہ نمازیوں کے جذبات اور احساسات تک کی سلامتی کا اہتمام بھی فرمایا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کوئی شخص کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں نہ آئے تاکہ دوسرے نمازیوں کو اس کی ناخوشگوار بو سے تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری) مسجد میں اونچی آواز سے بات کرنے سے بھی اسی لئے منع فرمایا تاکہ دوسرے نمازیوں کی توجہ اور یکسوئی میں خلل نہ پڑے۔ مسجد میں دنیاوی گفتگو کرنے سے اس حد تک سختی سے منع فرما دیا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں اپنی گم شدہ چیز کا اعلان کرے تو اسے جواب میں یہ کہنے کا حکم دیا ''اللہ کرے تمہیں یہ چیز نہ ملے۔'' (بخاری) مسجد کے ادب و احترام کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم ہے اس کے ساتھ ساتھ مساجد کو صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنے کا حکم دے کر ہر نمازی کے دل و دماغ میں اس کے ادب اور احترام کو دہ چند فرما دیا گیا ہے۔

مساجد کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی مذکورہ بالا تعلیمات کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ مساجد گزشتہ چودہ صدیوں سے نہ صرف خیر و برکت اور ہدایت کا ذریعہ ہیں بلکہ امن و سلامتی کے بے مثال مراکز ہیں۔ لوگ باوضو ہو کر ذکر اذکار کرتے مسجد کی طرف آتے ہیں، مسجد سے باہر جوتے اتار کر خاموشی اور وقار کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، ہر آدمی اپنے آپ کو محفوظ اور مامون سمجھتا ہے، انتہائی پرسکون اور روح پرور ماحول میں جہاں کہیں جگہ میسر آئے وہیں اپنی عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے، مسجد میں داخل ہونے کے بعد محمود و ایاز ایک ہی صف میں ساتھ ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں، کوئی بڑا رہتا ہے نہ چھوٹا، کوئی کسی کو آگے کر سکتا ہے نہ پیچھے، چھوٹے، بڑے، امیر، غریب، شاہ و گدا، سب مل کر ایک نظم کے تحت اپنے خالق اور مالک کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ نماز مکمل ہونے کے بعد تمام مسلمان جس خاموشی اور وقار کے ساتھ مسجد میں آتے ہیں اسی خاموشی اور وقار کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے ہیں۔

ہفتہ بھر کے وقفہ سے نماز جمعہ کا منظر تو ایسا ایمان پرور اور دلکش ہوتا ہے کہ دل و دماغ کو مسحور کر دیتا ہے۔ بعض مساجد میں سینکڑوں، بعض میں ہزاروں اور مسجد نبوی و مسجد حرام میں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں اہل ایمان شریک ہوتے ہیں، لیکن کہیں کوئی لڑائی جھگڑا یا دنگا فساد نہیں ہوتا، کسی کو خراش تک نہیں آتی جس پیار و محبت، ذوق و شوق اور باہمی ادب و احترام کے جذبہ سے سرشار ہو کر نمازی آتے ہیں اس سے کہیں

زیادہ ایمان کی تازگی، روح کی پاکیزگی، باہمی خلوص اور پیار و محبت کے جذبہ سے سرشار شاداں وفرحاں اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔

مسلم معاشرے میں مساجد کا یہ ارفع واعلیٰ کردار مسلمانوں کے لئے تو نعمت عظمیٰ ہے ہی، لیکن غیر مسلم بھی مسجد کے اس روح پرور کردار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① پروفیسر بنیل ہیوٹ کا شمار اہم امریکی دانشوروں میں ہوتا ہے۔ ان کے ایمان لانے کا سبب جہاں اسلامی تعلیمات کا مطالعہ بنا وہاں مسجد کا باوقار، سادہ اور روح پرور ماحول بھی اس کا باعث بنا۔ پروفیسر بنیل، جو ایمان لانے کے بعد عبداللہ بنیل کہلائے، مساجد کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں ''کسی کلیسا میں چلے جایئے وہاں نقش ونگار، تصویروں اور مورتیوں کے سوا آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ وہاں موجود پادریوں کے زرق برق لباس پر نظر ڈالئے، پھر ان بطریقوں، راہبوں اور ننوں کے ہجوم کو دیکھئے تو ان کا روحانیت سے دور کا بھی تعلق دکھائی نہیں دیتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی عبادت خانے میں نہیں بلکہ ایک ایسے بت خانے میں کھڑے ہیں جو صرف بتوں کی پوجا کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد مساجد پر نظر ڈالئے۔ ہزاروں چھوٹے بڑے انسان شانہ سے شانہ ملائے کھڑے نظر آئیں گے۔ امام صاحب کو دیکھئے تو ان کا لباس سادہ نظر آئے گا، مسجد کی پوری فضا اور اس کی تمام چیزیں روحانیت کی جانب انسان کی راہنمائی کرتی ہیں، نہ وہاں تصنع ہے، نہ بناوٹ۔ سچ تو یہ ہے کہ مسجد میں مسلمانوں کے رکوع و سجود کا منظر اس قدر جاذبِ قلب ونظر ہوتا ہے کہ کوئی بھی انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔''❶

② پولینڈ کے یہودی گھرانے میں پیدا ہونے والے قانون دان ''لیو پولڈ ویس'' کو مسجد کے ایمان پرور مناظر نے ہی اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے پر مجبور کیا جس کے بعد وہ ایمان لا کر ''علامہ محمد اسد'' کہلائے۔ محمد اسد ایمان لانے سے قبل دمشق میں اپنے قیام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''جمعہ کے روز دمشق میں زندگی کا نقشہ بدلا ہوا نظر آیا۔ خوشی، مسرت، رعب اور وقار کی ایک ملی جلی فضا شہر پر طاری رہتی۔ اس روز مجھے یورپ کا اتوار یاد آجاتا۔ خالی دکانیں، گھٹن اور انقباض کی اداس کن فضائیں۔ میں نے غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ یورپ میں روز مرہ کی زندگی لوگوں کے لئے ایک

❶ ہم کیوں مسلمان ہوئے، از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص 153

بھاری بوجھ بن چکی ہے جس سے وہ اتوار کو چھٹکارا حاصل کرتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن کاموں سے فرار کا دن نہیں۔ وہ چند گھنٹوں کے لئے دکانیں کھولتے ہیں، مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں، قہوہ خانوں میں خوش گپیاں کرتے ہیں اور دوبارہ کاروبار زندگی میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ ایک روز میں اپنے میزبان کے ساتھ جامع اموی میں گیا۔ قیام اور رکوع وسجود میں یہ لوگ جس طرح خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرتے اور اپنے امام کی اقتدا کرتے اس سے مجھے ان لوگوں کے خدا کے قرب کا اندازہ ہوا۔ ان کی مسجد کی زندگی روزمرہ کی زندگی سے الگ نظر نہیں آتی بلکہ اسی کا ایک حصہ نظر آتی تھی۔ مسجد سے نکلتے ہوئے میں نے اپنے میزبان سے کہا ''تعجب ہے کہ آپ لوگ خدا کو اس حد تک اپنے قریب سمجھتے ہیں میری تمنا ہے کہ میں بھی خدا کو اسی طرح سمجھ سکوں۔'' میزبان نے جواب دیا ''ہاں کیوں نہیں، خدا خود کہتا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔'' اس نئے احساس اور فکری دریافت کے بعد میں نے اپنا بیشتر وقت اسلامی کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرنا شروع کر دیا۔ ❶

③ اٹلی کی مشہور فلمسٹار مارشیلا انجلو دوسری جنگ عظیم پر بننے والی فلم میں ہیروئن کا کردار ادا کرنے کے لئے مصر کے ایک معروف شہر ''مرسی مطروح'' گئی تو شہر سے گزرتے ہوئے ایک مقام پر اسے رکنا پڑا۔ مارشیلا کہتی ہے کہ میں نے دیکھا کچھ لوگ ایک چھوٹی سے عمارت کی طرف بڑھ رہے ہیں اندر پہنچ کر وہ اپنے جوتے اتارتے ہیں، ہاتھ منہ دھوتے اور پھر نشست و برخاست کا سا عمل کرتے ہیں پہلے تو مجھے یہ بے معنی سا عمل محسوس ہوا، لیکن پھر میری دلچسپی بڑھی اور میں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے دیکھنے کے بجائے عمارت کے اندر چلی گئی میں نے نوٹ کیا کہ وہاں کسی نے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ لوگ بڑی سادگی اور عاجزی سے صحن میں پہنچتے اور پہلے سے صف در صف کھڑے لوگوں میں شامل ہوجاتے۔ یہ سب لوگ ایک ساتھ جھکتے ایک ساتھ زمین پر ماتھا ٹیکتے اور ایک ساتھ کھڑے ہوتے۔ میں کھڑی سوچنے لگی کہ ان کے یہ لمحات کتنے پرسکون ہیں، یہ لمحات مجھے اپنی پوری زندگی میں کبھی میسر نہیں آئے تھے۔ میں نے باہر آکر لوگوں سے عمارت اور ان لوگوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ عمارت مسجد کہلاتی ہے اور یہ لوگ مسلمان ہیں، جو اپنے خدا کی عبادت کر رہے

---

❶ ہم کیوں مسلمان ہوئے، از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص 208

ہیں۔ یہ میری زندگی کا پہلا موقع تھا جب میں نے کسی مسجد کو دیکھا جس میں مختلف عمروں، مختلف لباسوں اور سماجی اعتبار سے مختلف سطح کے لوگوں کو ایک ساتھ کھڑے ہو کر عبادت کرتے دیکھا۔ ان کے سکون، برابری اور پاکبازی پر مجھے رشک آیا اور ساتھ ہی مجھے جگر پگھلا دینے والی وہ راتیں یاد آنے لگیں جن میں، میں کسی منزل کی تلاش میں سرگرداں رہتی تھی۔ دوسرے روز میں پھر مسجد گئی...... وہی مسجد...... کچھ دیر اس کے دروازے پر کھڑی رہی اور نمازیوں کو نماز پڑھتے دیکھتی رہی۔ نماز ختم ہونے کے بعد میں نے ان میں سے ایک دو کے ساتھ بات چیت کی۔ وہ مجھے ''بہن'' اور ''بیٹی'' کہہ کر ہمکلام ہوتے۔ مجھے ان کی گفتگو سے تحفظ کا احساس ہوا کیونکہ آج تک میں نے اپنی زندگی میں مفاد بھری اور جھوٹی محبت کا ہی مشاہدہ کیا تھا۔ فلم کی شوٹنگ ختم ہوگئی اور میں واپس اٹلی آ گئی، لیکن اب میں اپنے گھر کے کسی حصہ میں تنہا بیٹھ کر گھنٹوں سوچتی رہتی، گھوم پھر کر مصر کے محلے کی ایک چھوٹی سی مسجد کی تصویر بار بار میری آنکھوں کے سامنے آجاتی۔ ایک روز شہر میں گاڑی چلاتے چلاتے میری نظر ''مرکز اسلامی روم'' پر پڑی۔ میں نے بلا تامل گاڑی روکی، اندر جا کر اطالوی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ طلب کیا اور اس کا مطالعہ کرنے لگی۔ قرآن مجید نے میرے لئے ہدایت کا دروازہ کھول دیا اور میں از خود مرکز اسلامی پہنچ گئی اور کلمہ شہادت کا اقرار کر لیا۔ اس روز مجھے جو قلبی سکون اور راحت نصیب ہوئی میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ [1] یوں ایک مسجد کے ایمان افروز منظر کا مشاہدہ کرنے والی فلم سٹار مارشیلا سے فاطمہ بن گئی۔

④ ہندوستان کی مرکزی قانون ساز اسمبلی کے رکن کنہیا لال گابا کسی کام سے مصر گئے اور وہاں اسلامی طرز معاشرت کا قریب سے مشاہدہ کیا۔ کنہیا لال کو جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ مسجد میں مسلمانوں کی باہمی اخوت و محبت، احترام انسانیت اور مساوات کا طرز عمل تھا۔ کنہیا لال گابا کہتے ہیں ''مصر سے واپس آنے کے بعد جب بھی میں کسی مسجد کے قریب سے گزرتا میرا سر اس کی عظمت و جبروت کے سامنے جھک جاتا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا کہ مسجد کے مینار، انگلیوں کے اشارے سے مجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں اور مؤذن مجھی کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے آؤ مسجد میں نماز کے لئے۔ جس کے دروازے ہر مسلمان کے لئے یکساں کھلے ہیں، خواہ کسی رنگ کا ہو، کسی نسل کا ہو، جہاں ہر نومسلم

[1] ماہنامہ ''اللہ کی پکار'' نئی دہلی، اپریل 2008ء

کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی بادشاہ وقت کے پہلو میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ مؤذن کی اذان سن کر میرا دل سینے سے نکل نکل کر ایمان والوں کی صف میں شریک ہونے کے لئے بے چین ہو جاتا تاکہ میں بھی خدائے رحمٰن ورحیم کے اطاعت گزار بندوں میں شامل ہو جاؤں، چنانچہ یہ احساس پیدا ہونے کے بعد میں آپنے آپ کو زیادہ دیر تک روک نہ سکا اور کلمہ شہادت کا اقرار کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ ❶

⑤ امریکی نومسلم سلیمان شاہد اسلام قبول کرنے سے پہلے مسجد کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ''وہ جمعہ کا دن بڑا ہی مبارک تھا جب میں نے پہلے پہل مسجد میں حاضری دی۔ میں سکون اور عظمت کے اس امتزاج کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا جو اس مقدس اور پاکیزہ مقام پر چھایا ہوا تھا۔ میں جلال و جمال کے اس حسین پارۂ تعمیر سے بھی مرعوب ہوا اور قرآن مجید کا دلنواز لحن بھی میرے دل میں اترتا چلا گیا مگر جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ عبادت کا مسحور کن اور نظم و ضبط کا شاندار مظاہرہ تھا جو آنکھوں کے راستے دل میں اتر گیا۔ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ مساوات کی بنیاد پر کوئی معاشرہ وجود میں آ ہی نہیں سکتا، مگر میرا یہ خیال وہم بن کر اڑ گیا، آنکھوں کے پردوں میں نفرت کا جو احساس رچ گیا تھا وہ یکسر مٹ گیا۔ میں نے سیاہ و سفید، چینی، افریقی اور امریکی لوگوں کو بھائیوں کی طرح ایک خدا کے حضور ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ اور انسانیت پر میرا اعتماد بحال ہو گیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ❷

بلاشبہ مساجد کا یہ پر امن، پروقار، پرسکون ماحول اور ایمان پرور منظر ان گنت سعادت مندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا۔ حمد و ثنا اس ذات ذوالجلال والاکرام کے لئے جس نے مساجد کو نہ صرف ہدایت اور عبادت کا ذریعہ بنایا بلکہ اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے ایسی اعلیٰ و ارفع تعلیمات دیں کہ مساجد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امن و سلامتی کے قابل رشک گہوارے بنا دیا۔

مسجد میں حاضری کے آداب:

مساجد اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے گھر ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت، کبریائی اور جلال کے شایان

❶ ہم کیوں مسلمان ہوئے، از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص 99

❷ ہم کیوں مسلمان ہوئے، از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص 129

شان مسجد میں حاضری کے آداب بجالانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں، البتہ ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کی کوشش ضرور کرنی چاہئے کہ اپنی استطاعت کی حد تک مسجد میں حاضری کے آداب بجالانے میں کسی قسم کی کسر نہ اٹھا رکھیں۔

مسجد میں حاضری کے آداب کی تفصیل آپ کو کتاب ہذا کے باب ''مسجد میں آنے جانے کے آداب'' میں مل جائے گی۔ یہاں ہم دو باتوں کی طرف قارئین کرام کی توجہ دلانا چاہتے ہیں جن کے بارے میں نمازیوں کی اکثریت، غفلت اور لاپرواہی کا شکار ہے۔

① **لباس** : نہ صرف شرعی اعتبار سے بلکہ اخلاقی اعتبار سے بھی لباس کا اولین مقصد ستر ڈھانپنا ہے۔ فقہانے ستر کو نماز کے لئے شرط قرار دیا ہے اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ چھپانا فرض ہے اور عورت کے لئے چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ سر سے لے کر پاؤں تک سارا جسم چھپانا فرض ہے۔ لباس کے معاملہ میں یہ کم سے کم مطالبہ ہے جو نمازی سے نماز کی ادائیگی کے وقت کیا گیا ہے ورنہ اصل حکم تو یہ ہے کہ ﴿ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾ ترجمہ: ''ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔'' (سورہ الاعراف، آیت 31) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾ ترجمہ: ''تقویٰ والا لباس بہترین لباس ہے۔'' (سورۃ الاعراف، آیت 26) زینت اور تقویٰ والا لباس وہ ہے جو مکمل طور پر ساتر ہو، نجاست سے پاک ہو، داغ دھبوں سے پاک ہو، صاف ستھرا ہو، خوشبودار ہو، باوقار اور سنجیدہ ہو، سادہ ہو، شوخ اور بھڑکیلا نہ ہو، اس سے ریا، فخر، غرور اور تکبر نہ ٹپکتا ہو۔ عورتوں کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔ (مردوں کے لئے) ٹخنوں سے اونچا ہو اور اگر نصف پنڈلی تک ہو تو یہ افضل ہے۔ یہ ہیں ایک مومن اور متقی نمازی کے لباس کی نمایاں علامات، لیکن افسوس کہ تہذیب مغرب کی نقالی اور یہود و ہنود کی اتباع میں ہماری تہذیب کو آج جس چیز نے سب سے زیادہ اور نہایت تیزی کے ساتھ متاثر کیا ہے وہ لباس ہی ہے۔ پہلے تو صرف عورتوں کے لباس کا رونا تھا کہ وہ شرم وحیا سے عاری عریاں، نیم عریاں، تنگ اور بھڑکیلے لباس پہن کر مردوں کے صنفی جذبات میں ہیجان پیدا کرتی ہیں۔ یوں معاشرے میں فحاشی، بے حیائی پھیلانے کا باعث بنتی ہیں۔ لیکن اب مردوں کا معاملہ عورتوں سے بھی دو ہاتھ آگے نکل چکا ہے۔ بچے اور بڑے پتلون کے اوپر مختصر سی شرٹ پہنتے ہیں۔ نماز ادا کرتے وقت رکوع اور سجدے کی حالت میں خاص شرمگاہ کی جگہ عریاں ہوتی ہے۔ ایسی شرمناک عریانی کا چند سال قبل تک تصور ہی نہیں تھا۔ واقعی رسول اکرم

ﷺ کا ارشاد مبارک سچ ہے کہ ’’جب شرم وحیا رخصت ہو جائے تو پھر انسان جو چاہے کرے۔‘‘ (بخاری) ایسی نماز جو واضح طور پر غیر ساتر لباس میں ادا کی جائے گی۔ غور فرمایئے کتنا اس کا اجر و ثواب ہوگا کتنے اس سے گناہ معاف ہوں گے اور کتنی اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی؟

لباس کے فتنوں میں سے صرف یہی ایک فتنہ نہیں بلکہ اب تو عورتوں کی طرح مرد بھی رنگدار، پھولدار، منقش، کڑھائی والے اور ریشمی لباس پہننے لگے ہیں۔ ریشمی لباس تو مردوں کے لئے نماز کے علاوہ بھی پہننا منع ہے کجا یہ کہ ریشمی لباس پہن کر نماز کے لئے مسجد میں حاضری دی جائے۔ پھولدار اور منقش لباس پہن کر نماز پڑھنا تو دور کی بات، آپ ﷺ نے دوران نماز ایسا کپڑا سامنے رکھنا بھی پسند نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک ایسا پردہ تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ ’’اسے ہٹا دو، یہ دوران نماز میں مسلسل میرے سامنے آتی رہی ہیں۔‘‘ (بخاری) بعض کپڑوں پر نقش ونگار کے بجائے کمپنیوں کی ایڈورٹائزمنٹ کی تحریریں یا ان کے لوگو بنے ہوتے ہیں وہ بھی نماز سے توجہ ہٹانے کا باعث بنتے ہیں۔ بعض کپڑوں پر جاندار اشیاء (مثلاً سانپ، بچھو، چھپکلی، مگرمچھ وغیرہ) کی شکلیں بنی ہوتی ہیں۔ بعض پر غیر جاندار اشیاء (مثلاً بائیک، کار، چھکڑا وغیرہ) کی تصاویر بنی ہوتی ہیں وہ بھی نماز سے توجہ ہٹانے کا باعث بنتی ہیں۔ ایسے تمام لباس جو نماز میں توجہ ہٹانے کا باعث بنتے ہوں اور جن کی وجہ سے نماز میں یکسوئی ختم ہوتی ہو، پہن کر مسجد میں آنا بلاشبہ مکروہ ہے۔

المیہ یہ ہے کہ لباس کے فتنے اس تیزی سے پھیلتے جا رہے ہیں کہ ان کے آگے بند باندھنا اب ممکن نظر نہیں آتا تاہم اسلامی اقدار سے محبت رکھنے والے والدین کو چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو وہ اپنی اولاد کو لباس کے فتنوں سے بچانے کی کوشش کریں۔ کم از کم نماز کے لئے اس احتیاط کو ملحوظ رکھنا تو ہر نمازی پر واجب ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب نماز کے لئے ٹوپی سر پر رکھنے اور نہ رکھنے پر مختلف موقف رکھنے والوں کے درمیان زبردست کھینچا تانی پائی جاتی تھی، حالانکہ اس مسئلے کا نماز سے کوئی تعلق ہی نہیں [1] اور کہاں یہ

---

[1] یاد رہے ٹوپی یا پگڑی رسول اکرم ﷺ کے لباس مبارک کا مستقل حصہ تھی جو شخص نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرنا چاہتا ہے اسے نماز یا غیر نماز دونوں حالتوں میں ٹوپی استعمال کرنی چاہئے محض نماز کے وقت ٹوپی پہننا اور نماز کے بعد اتار دینا تو بالکل ایک ایسا ہی بناوٹی فعل ہے جیسا کہ بعض حضرات نماز کے وقت اپنی پتلون کے پائنچے ٹخنوں سے اوپر کر لیتے ہیں اور نماز کے بعد پھر نیچے کر لیتے ہیں حالانکہ کپڑا ٹخنوں سے اوپر رکھنا ایک مستقل حکم ہے جس کا تعلق صرف نماز سے نہیں بلکہ نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں سے ہے، لیکن دونوں طرف کے جھگڑالو حضرات نے دوران نماز ٹوپی پہننے یا نہ پہننے کو باقاعدہ ایک دینی مسئلہ بنا رکھا ہے۔

وقت آ چکا ہے کہ لوگ مکروہ اور ممنوع کپڑے پہن کر مسجد میں آتے ہیں اور کوئی کسی کو روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ ساری قوم ایک ہی رنگ میں رنگتی چلی جا رہی ہے۔ وَ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی

② **موبائل کا فتنہ** : مسجد میں حاضری کے حوالے سے موبائل کا فتنہ لباس کے فتنے سے بھی چند قدم آگے ہے۔ لباس کی طرح موبائل بھی آج ہر آدمی کی ضرورت بن چکا ہے۔ الا من شاء اللہ! موبائل کے تمام فتنوں کا احاطہ کرنا اس وقت زیر بحث نہیں صرف مسجد کے حوالے سے ہم اپنے قارئین کرام کی توجہ اس طرف دلانا چاہتے ہیں کہ نماز میں خضوع و خشوع اور مکمل یکسوئی نماز کی اصل روح ہے۔ اسے ختم کرنے والا سب سے بڑا فتنہ موبائل ہے۔ موبائل آج کی مصروف ترین زندگی کا ایسا لازمی جز بن چکا ہے کہ نماز کے دس یا پندرہ منٹ کے لئے بھی اسے الگ کرنا ممکن نہیں رہا...... بہت زیادہ محتاط نمازی زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ مسجد میں جانے سے قبل اس کی آواز بند (Silent) کر دیتے ہیں اور غیر محتاط نمازی جن کی ہر جگہ اکثریت ہوتی ہے اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے اس لئے کم و بیش ہر مسجد کی ہر نماز میں کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور ہی موبائل کی آواز سے لوگوں کی نماز میں خلل پڑتا ہے جس سے نہ نماز میں خضوع و خشوع رہتا ہے نہ لذت اور سرور رہتا ہے بس ایک رسم ہے جسے آنکھیں بند کر کے ادا کیا جا رہا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال رحمہ اللہ کے زمانے میں یقیناً ایسی صورت حال تو نہیں تھی، لیکن اس کے باوجود آج کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خضوع و خشوع والی نمازوں پر تبصرہ کرتے ہوئے حکیم الامت رحمہ اللہ نے لکھا تھا۔ (لفظی ترمیم کے ساتھ)

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی یہ صدا
ترا دل تو ہے ''موبائل'' آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

علامہ اقبال رحمہ اللہ زندہ ہوتے تو آج کے حالات پر معلوم نہیں کیا تبصرہ فرماتے؟ کہاں وہ وقت کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں کھجوروں اور انگوروں کا سب سے بڑا باغ تھا ایک روز اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک خوب صورت پرندہ باغ کی ٹہنی پر آ کر بیٹھ گیا اور چہچہانے لگا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی تمام تر توجہ پرندے کی سہانی آواز کی طرف مبذول ہو گئی اور انہیں یاد ہی نہ رہا کہ کتنی رکعت ادا کی ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ کہہ سنایا اور ساتھ ہی عرض کی کہ جس چیز نے مجھے میری نماز سے غافل کر دیا ہے میں اسے اپنے

پاس رکھنا پسند نہیں کرتا، لہٰذا آپ ﷺ گواہ رہیں کہ میں نے یہ باغ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ آپ ﷺ جہاں چاہیں اسے استعمال فرمائیں۔ (1) نماز میں معمولی سا خلل خواہ زندگی میں ایک بار ہی کیوں نہ ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گوارا نہ تھا۔ اب کہاں یہ وقت کہ کسی ایک مسجد میں نہیں ہر مسجد میں، کسی ایک نماز میں نہیں، ہر نماز میں، صرف ایک بار نہیں، کئی کئی بار موبائل کی آوازوں سے نماز میں خلل پڑتا ہے، لیکن کہیں سے صدائے احتجاج بلند نہیں ہوتی، احساس زیاں کا اظہار نہیں ہوتا۔ ''رسم اذاں ہے روح بلالی نہ رہی'' والی بات ہے۔ المیہ صرف موبائل کی آوازوں کا نہیں بلکہ موبائلوں میں گرجوں کی گھنٹیوں کی آوازیں بھری ہوتی ہیں، بعض میں موسیقی اور گانے بھرے ہوتے ہیں بعض میں جانوروں کی آوازیں یا بچوں کے قہقہے بھرے ہوتے ہیں کم ہی ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جنہوں نے اذان یا تلاوت کی آواز بھری ہوتی ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے اگر کسی مسجد کے سامنے سے ہندو گانا بجاتا کرتے گزرتے تو غیرت مند مسلمان مزاحمت کرتے، بعض اوقات فسادات تک نوبت پہنچ جاتی، لیکن اب مسجد کے اندر آلہ موسیقی لے جانے والے خود مسلمان نمازی ہوتے ہیں جن میں مقتدی بھی شامل ہیں اور ائمہ کرام بھی...... الامن شاء اللہ...... کون لڑائی کرے اور کس سے کرے؟ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے تو یہ شعر کسی اور غرض سے لکھا تھا، لیکن آج موبائل کے حوالے سے اس کی تعبیر بالکل ہی دوسری بن گئی ہے۔ ؎

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

بعض حضرات موبائل کال سننے کے لئے اس قدر مضطرب اور بے چین ہوتے ہیں کہ وہ عمداً موبائل بند نہیں کرتے اور دوران نماز موبائل کی گھنٹی بجے تو پورے اطمینان سے کال نمبر دیکھنے کے بعد گھنٹی بند کرتے ہیں۔ ذرا تصور کیجئے رمضان المبارک کا مہینہ ہو، آخری عشرے کی طاق رات ہو، ختم قرآن کا موقع ہو، نماز کے بعد حافظ صاحب پوری رقت اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگ رہے ہوں، اسی دوران میں موبائل کی گھنٹی بج اٹھے اور حافظ صاحب دعا کا سلسلہ منقطع کرکے موبائل پہ کال نمبر دیکھنا شروع کردیں تو اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا؟ مسجد میں یہ بے حضور حاضری، بے حضور قیام، بے حضور رکوع وسجود اور بے حضور دعائیں، ہماری کیا تقدیریں بدلیں گی اور آخرت میں کس کام آئیں گی، اللہ ہی بہتر جانتے ہیں؟

---

(1) صور من حیاۃ الصحابہ، از دکتور عبدالرحمن رافت پاشا، صفحہ 306

کاش گردش ایام واپس لوٹ جائے جب موبائل نہیں تھے، زندگی میں سکون اور قرار تھا نمازی مسجد میں وقار اور طمانیت کے ساتھ آتے تھے، اطمینان اور سکون سے نماز ادا کرتے، نماز کے بعد اطمینان اور سکون سے چند گھڑیاں بیٹھ کر تلاوت کرتے، ادعیہ واذکار میں مشغول رہتے اور بھرپور سکون قلب اور طمانیت کے ساتھ گھروں کو واپس لوٹتے۔......لیکن بہتا ہوا پانی، زبان سے نکلی ہوئی بات اور گزرا ہوا وقت واپس کب آتے ہیں؟

مسجد اور مدرسہ......لازم وملزوم:

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ نے ایک کونے میں چبوترہ اور اس کے اوپر سائبان لگوا دیا جسے ''صفہ'' کہا جاتا تھا۔ صفہ ان سعادت منداور جانثاروں کے لئے اقامت گاہ بھی تھی جو مکہ مکرمہ یا دنیا کے کسی بھی کونے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اپنا وطن، گھربار اور مال ومنال چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچتے نیز اقامت گاہ کے علاوہ اُمت محمدیہ ﷺ کی سب سے پہلی درس گاہ بھی تھی جس کے بغیر مسجد کے مقاصد کی تکمیل ممکن نہ تھی۔

غور فرمایئے! نماز پڑھنے کے لئے طہارت کے مسائل، وضو اور تیمم کے مسائل نیز ادائے نماز کے بے شمار احکام ومسائل تھے جو ''معلم اعظم ﷺ'' نے اپنی امت کو سکھلانے تھے۔ نماز کے علاوہ دیگر عبادات روزہ، زکاۃ، حج اور اس کے بعد حلال وحرام، لین دین، صلہ رحمی، مہمان نوازی، مساوات، مواخات، عدل وانصاف، والدین، اولاد، اعزہ واقارب، دوست احباب اور ہمسایوں کے حقوق۔ پورا ایک نظام زندگی تھا جس کی تعلیم آپ ﷺ نے اپنی امت کو دینی تھی۔ تعلیم وتدریس کا یہ سارا کام مسجد نبوی اور جامعہ صفہ میں ہی سرانجام پاتا۔ جامعہ صفہ میں رہائش پذیر مہاجر طلباء کے طعام کا انتظام خود رسول اللہ ﷺ فرماتے یا پھر مدینہ منورہ کے خوشحال گھرانے کرتے۔ جامعہ صفہ کے طلباء خود بھی باری باری دن کے اوقات میں لکڑیاں وغیرہ اکٹھی کر کے لاتے، بیچتے اور ان سے اپنی ضروریات زندگی پوری فرماتے۔

جامعہ صفہ کے اولین فارغ التحصیل خوش نصیب تلامذہ، جنہوں نے براہ راست معلم اعظم ﷺ سے قرآن مجید حفظ کیا اور آپ ﷺ کو سنایا۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ، عبادلہ اربعہ (یعنی عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ ابوحلیمہ رضی اللہ عنہ، حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ اور خواتین میں سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا۔ جن سعادت مند تلامذہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست قرآن مجید یاد کیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا نہ سکے ،ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید پڑھنے کے بعد جن اساتذہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس میں نمایاں مقام حاصل کیا ان میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اسی جامعہ صفہ میں لاتعداد تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن مجید پڑھا۔ یوں عہد رسالت میں ہی مسجد نبوی کے اندر جامعہ صفہ کی شکل میں ایک مکمل درس گاہ وجود میں آ گئی۔ جب کوئی شخص ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچتا تو اُسے قرآن مجید پڑھنے کے لئے جامعہ صفہ میں داخل کر دیا جاتا جہاں قرآن مجید کی درس وتدریس کا یہ عالم ہوتا کہ طلباء کی پڑھائی کے باعث مسجد گونج اٹھتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذرا آہستہ پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ [1] حضرت عبداللہ بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ خوش خط تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جامعہ صفہ میں طلباء کو خوش خطی سکھانے پر مامور فرمایا [2] جبکہ قرآن وحدیث کی تعلیم کے لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اساتذہ کرام کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مساجد کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا۔ عہد نبوی میں مدینہ منورہ میں نو مساجد تعمیر ہو چکی تھیں اور ان مساجد میں قرآن مجید کی تعلیم اور تدریس کا

---

1. تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علوم القرآن، از ڈاکٹر صبحی صالح، ص 97-99
2. دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ، از ڈاکٹر حمید اللہ، ص 10

سلسلہ بھی اسی طرح شروع ہوگیا تھا جس طرح مسجد نبوی میں تھا، چنانچہ آپ ﷺ چھوٹے بچوں کو اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں جا کر سبق پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ❶

مساجد میں طلباء کی موجودگی کی وجہ سے جب نمازیوں کی عبادت میں خلل پڑنے لگا اور نمازیوں کی آمدورفت سے طلباء اور اساتذہ کی توجہ بٹنے لگی تو درس وتدریس کے لئے الگ مدارس کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی اور یہ سلسلہ بھی عہد نبوی میں ہی شروع ہوگیا، چنانچہ دوسری ہجری میں ہی ''دارالقراء'' کے نام سے مدینہ منورہ میں باقاعدہ ایک الگ اقامتی درسگاہ وجود میں آگئی۔ ❷

مسجد اور مدرسہ چونکہ اپنے مقاصد کے اعتبار سے لازم وملزوم ہیں اس لئے مدینہ سے باہر بھی جہاں کہیں لوگ مسلمان ہوتے مساجد کے ساتھ مدارس کا اہتمام بھی کرتے۔ 11 ہجری میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ناظم تعلیمات بنا کر یمن بھیجا تو ان کی ذمہ داری میں یہ بات بھی شامل تھی کہ مختلف اضلاع میں مدارس کھولنے کا انتظام بھی کریں اور پہلے سے موجود مدارس کی نگرانی بھی کریں۔ ❸

رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں جہاں جہاں اسلامی حکومت قائم ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں پہنچے اور کتاب وسنت کی تعلیم وتدریس کے لئے مدارس کے قیام پر خصوصی توجہ دی۔ مدینہ منورہ میں تو اصحاب صفہ کی تعلیم وتربیت پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مامور تھے جبکہ دمشق میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، بصرہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حمص میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اساتذہ کرام دینی مدارس میں کتاب وسنت کی نشرواشاعت فرماتے رہے۔

خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے مسجد میں انتظام کرنا ممکن نہیں تھا، لہٰذا ان کی تعلیم وتربیت کے لئے رسول اکرم ﷺ نے گھر میں انتظام فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، لہٰذا گھر پر صحابیات کو قرآن وحدیث کے مسائل اور احکام سکھاتیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اپنی رشتہ دار خاتون شفا بنت عبداللہ سے لکھنا پڑھنا سیکھا اور پھر صحابیات کو اسلام کے احکام سکھائے۔ گویا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہی خواتین کے لئے مدرسہ کا درجہ

❶ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علوم الحدیث، از ڈاکٹر صبحی صالح، ص 33

❷ دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ، از ڈاکٹر حمید اللہ، ص 11

❸ دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ، از ڈاکٹر حمید اللہ، ص 13

رکھتے تھے۔ جیسے جیسے دوسرے شہروں میں مردوں کے مدارس معرض وجود میں آئے ویسے ویسے خواتین کے مدارس بھی معرض وجود میں آنے لگے۔ دمشق میں ام الفضل کریمہ بنت ابی الفراس نجم الدین القرشیہ الزبیریہ اور بغداد میں فخر النساء شہیدۃ کے مدارس دوسری ہجری میں قائم ہوگئے تھے۔ ❶

قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے کے بے پناہ فضائل اور اجر وثواب کی وجہ سے مسلم حکمرانوں اور فرمانرواؤں نے بھی مساجد اور مدارس قائم کرنے میں خصوصی دلچسپی لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مفتوحہ علاقوں میں مساجد تعمیر کرنے کا باقاعدہ حکم جاری فرمایا۔ اموی اور عباسی دور کے بعض خلفاء کی دلچسپی اور توجہ سے عالم اسلام میں بڑی بڑی مساجد اور بڑے بڑے تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔ ان تعلیمی اداروں میں صرف قرآن وحدیث، فقہ اور فلسفہ ہی نہیں بلکہ فلکیات، ریاضیات، تاریخ، طب اور جغرافیہ جیسے مضامین بھی پڑھائے جاتے۔ اجنبی زبانیں مثلاً یونانی، لاطینی اور فارسی وغیرہ سیکھنے کے لئے الگ شعبہ قائم ہوتا۔ ساری دنیا سے تشنگان علم ان مدارس میں آتے اور اپنے علم کی پیاس بجھاتے۔ انہی دینی مدارس اور علمی مراکز سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام طحاوی رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ، امام رازی رحمہ اللہ، امام النووی رحمہ اللہ، امام بغوی رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام ابن حجر رحمہ اللہ، امام ابن قیم رحمہ اللہ، امام ابن کثیر رحمہ اللہ، امام قرطبی رحمہ اللہ، امام غزالی رحمہ اللہ، امام طبری رحمہ اللہ، امام ذہبی رحمہ اللہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ، ابن حبان رحمہ اللہ، ابن عساکر رحمہ اللہ، ابن الجوزی رحمہ اللہ، خطیب بغدادی رحمہ اللہ، الہیثمی رحمہ اللہ اور المنذری رحمہ اللہ جیسے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ممتاز اور عظیم نابغہ روزگار علماء وفضلاء پیدا ہوئے جنہوں نے بعد میں اپنے اپنے مدارس اور علمی مراکز میں لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں ایسے قابل فخر تلامذہ پیدا کیے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی ساری ساری زندگیاں وقف کردیں۔ امت مسلمہ کی یہی وہ متاع گراں بہا تھی جس نے جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی دنیا کو علم کی روشنی سے منور کیا۔

عہد مامون (813-833ء) میں بغداد کی آبادی دس لاکھ تھی جس میں تیس ہزار مساجد اور مدارس قائم تھے۔ عبدالرحمٰن سوم (912-961ء) نے قرطبہ کی پانچ لاکھ کی آبادی میں سات سو مساجد اور مدارس تعمیر کروائے۔ جن میں سے "جامعہ قرطبہ" سب سے بڑا علمی مرکز تھا جس میں یورپ، افریقہ اور ایشیاء تک

❶ دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ، از ڈاکٹر حمید اللہ، ص 14

سے طلباء آ کر علم کی پیاس بجھاتے۔ مسلمان جہاں کہیں بھی فاتح بن کر گئے وہاں مساجد اور مدارس پر اتنی توجہ دی کہ مساجد اور مدارس اسلامی فتوحات کی پہچان بن گئے۔ یہ پیغمبر اسلام ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ''اَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ''❶ کا اعجاز ہے کہ آج کا گیا گزرا مسلمان بھی جب کسی غیر مسلم ملک میں جا کر رہائش پذیر ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنے اردگرد مسجد یا مدرسہ کی جستجو کرتا ہے، اگر مسجد یا مدرسہ نہ ہو تو خود اس سعادت کے حصول میں لگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج صرف اسلامی دنیا میں ہی نہیں غیر مسلم ممالک میں بھی مساجد اور مدارس کی تعداد روز افزوں ہے جہاں صبح و شام قال اللہ و قال الرسول کا مقدس فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی تعلیم و تدریس ہی مدارس کا اولین بنیادی مقصد ہے، لیکن جس طرح عہد نبوی میں جامعہ صفہ نہ صرف اسلام کی تعلیم و تدریس کا مرکز تھا بلکہ مہاجرین، فقراء کا مسکن اور قیام گاہ بھی تھا بالکل اسی طرح دینی مدارس کا یہ دہرا کردار آج بھی الحمد للہ من و عن موجود ہے۔ ہمارے مدارس نہ صرف قرآن و حدیث کی تعلیم کے مراکز ہیں بلکہ معاشرے کے محتاج، غریب، بے سہارا، مسکین اور یتیم بچوں کے مکمل کفیل بھی ہیں۔ اس وقت پاکستان میں دینی مدارس کی تعداد 20 ہزار سے زائد ہے جن میں 20 لاکھ سے زائد طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں، جنہیں مفت تعلیم، کتابیں، رہائش، کھانا پینا اور طبی سہولت بھی دی جاتی ہے۔ بعض مدارس ضرورت مند طلباء کو وظیفہ بھی دیتے ہیں۔❷ بلاشبہ دنیا کا کوئی رفاہی ادارہ یا تنظیم ایسی نہیں جو اتنی تعداد میں طلباء کو اتنی مفت سہولتیں مہیا کر رہی ہو۔ اس اعتبار سے دینی مدارس معاشرے کے لئے دہری نعمت خداوندی ہیں جن کی حفاظت کرنا اور جن سے تعاون کرنا ہر مسلمان پر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق واجب ہے۔

کفار کی مساجد اور مدارس دشمنی:

نائن الیون کے بہانے جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا تو امریکی صدر بش نے اپنی تقریر میں جہاں یہ اعلان کیا کہ ہم طویل صلیبی جنگ شروع کر رہے ہیں وہاں واضح الفاظ میں یہ بھی کہا

❶ حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے ''تم میں سے جو یہاں موجود ہیں وہ اس دین کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں۔''

❷ روزنامہ ''اردو نیوز......روشنی'' 25 اپریل 2008ء

کہ ''ہم مچھر (یعنی علماء کرام) پیدا کرنے والے جوہڑوں (یعنی مدارس) کو خشک کر کے چھوڑیں گے۔'' ❶

نائن الیون حادثہ کے صرف چند گھنٹے بعد امریکی صدر کا دینی مدارس کو تباہ کرنے کا عزم کسی عدالتی فیصلے کی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ یہ دینی مدارس اور ان سے فارغ ہونے والے علماء کرام کے خلاف ائمہ کفر کے سینوں میں چھپے ہوئے صدیوں پرانے بغض اور حسد کا اظہار تھا جو ''طاغوت اکبر'' کی زبان پر فوراً آ گیا۔ ائمہ کفر خوب سمجھتے ہیں کہ ان کے عزائم کی راہ میں دینی مدارس اور ان دینی مدارس سے فارغ ہونے والے علماء کرام ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں جو اسلامی اقدار اور اسلامی معاشرت کے تحفظ نیز مسلمانوں کے اندر ایمانی جذبہ بیدار رکھنے کا مقدس فریضہ بڑی قربانیوں اور ایثار کے ساتھ صدیوں سے ادا کرتے چلے آ رہے ہیں، لہٰذا ان کے ایجنڈے میں علماء کرام اور دینی مدارس کو ختم کرنا سرفہرست ہے۔ ائمہ کفر کے عزائم ملاحظہ ہوں:

امریکی نائب وزیر دفاع نے کہا ہے کہ ''دینی مدارس لاکھوں مسلمان بچوں کو انتہا پسندانہ تعلیم پر ابھارتے ہیں ان کی سرگرمیوں کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے بجٹ کی ترسیل پر پابندیاں لگائی جائیں اور اس سے بھی بہتر طریقہ یہ ہے کہ مقامی طور پر ان مدارس کے مخالف افراد اور اداروں کو تقویت دی جائے تاکہ وہ انتہاء پسندی کے سرچشموں کا مقابلہ کر سکیں۔'' ❷

امریکی سنٹر فار سٹریٹجک اینڈ انٹرنیشنل افیئرز کے ڈائریکٹر انوردی برگ نے ایشین ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ''امریکہ کو عراق سے نہیں پاکستان کے ان دینی مدارس سے خطرہ ہے جن میں سات لاکھ طلباء زیر تعلیم ہیں۔'' ❸

امریکی تھنک ٹینک تامس فرائڈ مین کے تجزیہ کے مطابق ''دینی مدارس اور جامعات ہی دہشت گردی کا گڑھ ہیں، یہیں سے دہشت گردوں کے لیڈر پیدا ہوتے ہیں، انہی سوتوں کو خشک کرنے کی ضرورت ہے۔'' ❹

''دی گارڈین'' کے تجزیہ نگار ٹموتھی ایش کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں ''امریکہ کا مال دار استبدادی دوست اور حلیف سعودی عرب ہے جس کے ''وہابی اسلام'' کے چشموں سے بہت سے دہشت گرد نکلے،

---

❶ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 26 دسمبر 2001ء ص 45

❷ ماہنامہ محدث، لاہور، مارچ 2005ء، صفحہ 4

❸ ماہنامہ محدث، لاہور، مارچ 2005ء، صفحہ 7

❹ نیویارک ٹائمز 12 دسمبر 2001ء بحوالہ ترجمان القرآن، اگست 2002ء

جنہوں نے 9 ستمبر کو امریکہ پر حملہ کیا اگر آپ ''اسلامی مچھروں'' سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان جوہڑوں کو خشک کرنا ہوگا، جہاں وہ پرورش پاتے ہیں۔''[1]

آسٹریلیا نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ دفاعی اسٹڈیز کے ڈائریکٹر ایل ڈیورٹ کے نزدیک ''مذہبی مدارس اور ہوسٹل مستقبل کے انتہا پسندوں کی پناہ گاہیں ہیں۔''[2]

برطانوی وزیر اعظم نے پاکستان کو 910 ملین ڈالر کی امداد دیتے ہوئے صدر مشرف کو واضح الفاظ میں ہدایت دی ہے کہ پاکستان میں دینی مدارس کا اثر و رسوخ ختم کیا جائے۔ یاد رہے کہ 910 ملین ڈالر کی امداد کا بڑا حصہ دینی مدارس کی ''اصلاحات'' اور ''انتہاء پسندی'' کو روکنے پر خرچ کیا جائے گا۔[3] امریکہ نے بھی پاکستان کو دینی مدارس پر کڑی نظر رکھنے کی ہدایت کی ہے۔[4]

امریکہ کے پالیسی ساز ادارے ''بروکنگ انسٹیٹیوٹ'' نے دینی مدارس میں اصلاحات کے لئے حکومت پاکستان کو درج ذیل سفارشات پیش کی ہیں:

① فوج اور عوام کی مزاحمت کے پیش نظر پاکستان میں دینی مدارس کو مکمل طور پر بند کرنے کے بجائے ان کا کردار تبدیل کیا جائے۔

② دینی مدارس کا مذہبی اور جہادی کردار بدلنے کے لئے ڈالرز اور این جی اوز کو استعمال کیا جائے۔

③ دینی مدارس کی طرح سکولوں میں بھی مفت تعلیم اور مفت خوراک کا انتظام کیا جائے تا کہ دینی مدارس کی اہمیت ختم ہو جائے

④ دینی مدارس کے فارغ طلباء کو بینکوں اور دیگر سرکاری اداروں میں پرکشش ملازمتیں دی جائیں تا کہ ان کا ذہن معتدل ہو جائے۔

⑤ دینی مدارس میں مذہبی اور جہادی تعلیم کے بجائے بتدریج جدید علوم داخل کئے جائیں۔

⑥ ایسے مدارس کو زیادہ سے زیادہ فنڈ مہیا کئے جائیں جو حکومت کے اس اصطلاحی ایجنڈے پر عمل پیرا

---

[1] دی گارڈین 12 دسمبر 2002ء بحوالہ ترجمان القرآن، جنوری 2003ء

[2] ترجمان القرآن، جنوری 2003ء

[3] نوائے وقت، لاہور، 23 نومبر 2006ء

[4] ہفت روزہ غزوہ 22 تا 28 جولائی 2005ء

ہوں۔ ❶

عالم بالا سے نزول وحی کے فوراً بعد پاکستانی کارکنان قضاوقدر حسب سابق انتہائی فرماں بردار اور اطاعت گزار غلاموں کی طرح بلاچوں وچرا تعمیل حکم کی بجا آوری پر کمربستہ ہوگئے۔

دینی مدارس کا نصاب تعلیم بدلنے، دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کا اہتمام کرنے، مدارس کے فنڈز کا آڈٹ کرنے، زکاۃ فنڈ سے چلنے والے مدارس کی گرانٹ ختم کرنے، مدارس کی رجسٹریشن کروانے، نئی مساجد اور مدارس کے لئے حکومت سے منظوری لینے کے احکامات مرحلہ بہ مرحلہ جاری ہونے شروع ہوگئے۔ ❷ دینی مدارس کے سند یافتہ علماء کرام پر انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی عائد کرنے کا حکم جاری ہوا۔ پاکستان کے بعض دینی مدارس میں غیر ملکی طلباء زیر تعلیم تھے ''حکومت غلاماں'' نے نہ صرف آئندہ کے لئے غیر ملکی طلباء کے داخلوں پر پابندی عائد کردی بلکہ تمام اخلاقی اور قانونی ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے امریکی خفیہ ایجنسی ایف بی آئی کے کارندوں کو مدارس پر چھاپے مارنے اور طلباء کو گرفتار کرنے کی اجازت بھی دے دی حالانکہ تمام غیر ملکی طلباء حکومت کی اجازت سے ہی قانونی طور پر ان مدارس میں زیر تعلیم تھے۔ ❸

روشن خیال اور اعتدال پسند حکومت کی بے حمیتی اور بے غیرتی ملاحظہ ہو کہ القاعدہ یا طالبان سے تعلق کے بہانے طلباء کے مدارس پر چھاپے مارنے کے ساتھ ساتھ طالبات کے مدارس پر بھی چھاپے مارے گئے۔ طالبات کے مدارس پر چھاپے مارنے کا سب سے المناک اور شرمناک پہلو یہ تھا کہ ان چھاپوں میں

---

❶ مجلہ الدعوۃ، لاہور، ربیع الثانی 1426ھ

❷ وزارت داخلہ نے مدارس کی رجسٹریشن سے قبل مدارس سے درج ذیل کوائف طلب کئے ہیں۔ تمام ملکی طلباء کے نام، شناختی کارڈ نمبر، شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، رہائشی پتہ، مستقل پتہ، مدارس کی آمدنی، آمدنی کے وسائل، بنک اکاؤنٹ نمبر، مدارس کی الاٹمنٹ، مدارس کے اساتذہ اور مہتمم کی تعلیمی قابلیت، اساتذہ کے نام، پتے، سیاسی وابستگی، مسلکی کوائف، غیر ملکی طلباء کے نام پتے، پاسپورٹ نمبر اور اس کی فوٹو کاپی، ملک کا نام، پاکستان آمد کی تاریخ اور ویزا کی مدت، مساجد کی رجسٹریشن کے لئے خطباء سے مساجد کی الاٹمنٹ، این او سی، مسلک، سیاسی وابستگی، امام اور خطیب کا نام، عارضی اور مستقل پتہ، تعلیمی قابلیت، تعلیمی اسناد، شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، مالی وسائل، ذرائع آمدن، بینک اکاؤنٹ نمبر کی معلومات طلب کی ہیں۔ (ہفت روزہ تکبیر کراچی 10 اگست 2005ء)

❸ یاد رہے ستمبر 2003ء میں ایف بی آئی کے اہل کاروں نے جامعہ ابی بکر کراچی میں قانونی طور پر زیر تعلیم 6 انڈونیشی طلباء کو القاعدہ سے تعلق کے شک کی بناء پر گرفتار کیا دیگر لاپتہ افراد کی طرح ان بے گناہ اور معصوم طلباء کا بھی آج تک کوئی سراغ نہیں لگ سکا کہ وہ کہاں ہیں اور ان پر کیا بیتی؟

طالبات اور معلمات پر تشدد بھی کیا گیا۔ ❶ امریکی اور برطانوی افسران کی نگرانی میں مدارس پر چھاپے مارنے کے نتیجہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ''حکومت راشدہ'' نے نہ صرف ایک ماہ میں 127 افراد اٹھا لئے ❷ بلکہ 70 دینی مدارس کو واچ لسٹ میں شامل کر کے مکمل طور پر بند کرنے کا منصوبہ بھی بنالیا۔ ❸

دینی مدارس پر عرصہ حیات تنگ کرنے، مدارس کے طلباء، طالبات معلمین، مدرسین اور مدارس کے معاونین کو خوف زدہ کرنے اور مدارس کو دہشت گردی کے مراکز ثابت کرنے کے ایجنڈے پر ائمہ کفر بڑی مکاری اور عیاری سے قدم بقدم آگے بڑھتے رہے نوبت بہ ایں جا رسید کہ ''دہشت گردوں'' کو ختم کرنے کی آڑ میں قبائلی علاقوں میں موجود مدارس اور مساجد پر فضائی حملے بھی شروع کر دیئے۔

جنوری 2003ء میں امریکی فوجوں نے پاکستان کے قبائلی علاقے وانا پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں جامعہ احسن العلوم اور اس سے ملحق مسجد دونوں مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ جامعہ میں موسم سرما کی تعطیلات کی وجہ سے طلباء موجود نہیں تھے اس لئے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، لیکن 31 اکتوبر 2006ء میں امریکی فوج نے جب باجوڑ ایجنسی پر حملہ کیا تو ایک دینی مدرسہ مکمل طور پر ملبے کا ڈھیر بن گیا اور اس کے ساتھ 83 طلباء اور اساتذہ بھی شہید ہو گئے۔ حملہ کے بعد فوجی حکومت کے صدارتی ترجمان نے ارشاد فرمایا ''حملہ پاک فوج نے دہشت گردوں کے تربیتی کیمپ پر کیا ہے اور ثبوت کے طور پر یہ بھی فرمایا 'ہمارے پاس ویڈیو موجود ہیں جن میں نوجوان ٹریننگ لے رہے تھے۔'' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز جنرل پرویز مشرف نے خود بھی یہ ارشاد فرمایا ''باجوڑ آپریشن میں ہلاک ہونے والے دہشت گرد تھے، جو انہیں معصوم کہتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں، چھان بین کے بعد پاک فوج نے کارروائی کی۔'' ❹ لیکن اگلے ہی روز امریکہ نے یہ کہہ کر عزت مآب صدر پاکستان اور واجب الاحترام صدارتی ترجمان کے جھوٹ کا پول کھول دیا کہ ''باجوڑ پر حملہ خود امریکہ نے کیا تھا۔''

حقوق انسانی کے محافظ، حریت فکر اور حریت رائے کے علمبردار ترقی یافتہ، مہذب مغربی ممالک میں

---

❶ ایک مدرسہ پر چھاپہ مارنے کے دوران معلمات پر تشدد کیا گیا جس کی وجہ سے ایک معلمہ کا حمل ضائع ہو گیا۔ (نوائے وقت، لاہور 21 جون 2005)

❷ ہفت روزہ غزوہ، لاہور 27 اگست تا 3 ستمبر 2004ء

❸ ہفت روزہ الاعتصام، 24 اکتوبر 2003ء

❹ روزنامہ ایکسپریس، یکم نومبر 2006

مساجد اور مدارس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔اس کی جھلک بھی ملاحظہ فرمالیں۔

① امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر لبک میں اسلام مخالف حملہ آوروں نے ایک اسلامی مرکز اور مسجد پر حملہ کر کے اس کے کئی حصے گرا دیئے مسجد کی دیواروں پر اسلام مخالف نعرے اور توہین آمیز فقرات لکھے۔ ❶

② لندن کے شمالی مضافات میں واقعہ فنس بری پارک کی مسجد پر پولیس نے چھاپہ مار کر 17 نمازیوں کو دہشت گردی کے قانون مجریہ 2000 کے تحت گرفتار کر لیا۔ پولیس کے مطابق مسجد کا احاطہ دہشت گردوں کی تربیت کے لئے استعمال ہو رہا تھا۔ ❷

③ فرانس کے شہر نوڈ میں مسجد کو آگ لگا دی گئی مسجد کا ہال، منبر اور لائبریری جل کر خاکستر ہو گئے جس وجہ سے مسلمانوں میں شدید اشتعال پیدا ہو گیا۔ ❸

④ ہالینڈ میں دائیں بازو کی ''عوامی پارٹی'' نے ایسی مساجد کو بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے جس سے ہالینڈ کے معاشرے کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ عوامی پارٹی کے اس مطالبے کو پارلیمنٹ میں بھی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ❹

⑤ یورپ اور امریکہ میں مساجد پر جاسوس متعین کر دیئے گئے ہیں۔ اسلامی مراکز اور مدارس کی نگرانی بھی شروع کر دی گئی ہے۔ ❺

⑥ اٹلی میں دائیں بازو کی ایک انتہا پسند جماعت ''ناردرن لیگ'' کے شدید احتجاج پر بولنا اور جے نوا کے میئروں نے مساجد کی تعمیر کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے جرمنی اور ہالینڈ میں بھی مساجد کو ایک زبردست خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ ❻

⑦ آسٹریلیا میں بعض نامعلوم افراد نے ایک زیر تعمیر مسجد کو سور کے گوشت، اوجھڑی اور دوسری غلاظت

---

❶ ہفت روزہ غزوہ، لاہور 12 تا 18 مارچ 2004ء

❷ ہفت روزہ تکبیر، کراچی 29 جنوری 2003ء

❸ ہفت روزہ غزوہ، لاہور 12 تا 18 مارچ 2004ء

❹ اردو نیوز، جدہ، 13 اکتوبر 2003ء

❺ جہاد ٹائمز، لاہور، 2 تا 8 نومبر 2007ء

❻ ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، دسمبر 2007ء صفحہ 77

سے آلودہ کر دیا۔ ❶

⑧ کینیڈا کی حزب اختلاف میں دائیں بازو کی ایک انتہا پسند سیاسی پارٹی نے کینیڈا کے روزنامہ ''اوٹاوا سٹیزن'' میں پورے ایک صفحہ کا اشتہار چھپوایا ہے جس میں مسجد کے پس منظر میں چند نقاب پوش گن اٹھائے دکھائے گئے ہیں اور انہیں دہشت گرد قرار دے کر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مساجد دہشت گردی کے مراکز ہیں۔ ❷

⑨ سوئٹزرلینڈ کی سیاسی پارٹی سوئس پیپلز پارٹی کے رکن اور ممبر پارلیمنٹ الرخ شولر کا کہنا ہے کہ ہمیں ملک کے اندر مساجد سے کوئی تعرض نہیں، لیکن مینار ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ایک سیاسی قوت کی علامت ہے اور یورپ میں کوئی دوسری سیاسی قوت ابھرے اور اس کو عروج حاصل ہو یہ ناقابل برداشت ہے اس لئے انہوں نے عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں دستور کی رو سے میناروں کی تعمیر کو ممنوع قرار دیا جائے۔ ❸

⑩ بروکلین کی زیر تعمیر جامع مسجد پر ایف بی آئی نے چھاپہ مار کر امام مسجد کو گرفتار کر لیا مسجد کی تعمیر روک دی اور آئندہ کے لئے مسجد میں نماز ادا کرنے پر پابندی لگا دی۔ ❹

یہ ہیں مہذب اور ترقی یافتہ مغربی ممالک کے عزائم مسلمانوں کے دینی مدارس اور عبادت گاہوں کے بارے میں جن کا اظہار وہ کھلے بندوں کر رہے ہیں اور جو آگ ان کے سینوں میں جل رہی ہے وہ اس سے کہیں سوا ہے ﴿ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ﴾ ترجمہ: ''ان کا بغض زبانوں سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں (بغض) چھپا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔''
(سورہ آل عمران، آیت 118)

یہ ہیں وہ زمینی حقائق، جنہیں تسلیم نہ کر کے ہم گزشتہ 8-10 سال سے مسلسل ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ ساری قوم جانکنی کے عالم میں شب و روز بسر کر رہی ہے۔ ملک کا مستقبل سوالیہ نشان بن چکا ہے، لیکن ملک کے حکمرانوں کو ائمہ کفر کی ناز برداریوں سے ہی فرصت نہیں کہ وہ ان حقائق پر غور کر سکیں۔ یہ بات طے

❶ ہفت روزہ غزوہ، 2 تا 8 جولائی 2004ء
❷ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 15 جنوری 2003ء
❸ ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، دسمبر 2007ء، صفحہ 76
❹ ہفت روزہ غزوہ، لاہور، 28 فروری تا 6 مارچ 2003ء

ہے کہ جس راستے پر ہم آنکھیں بند کیے بھگٹٹ دوڑے چلے جارہے ہیں یہ واضح طور پر ہلاکت کا راستہ ہے۔ اگر ہمیں اپنے ملک وقوم سے واقعی کچھ بھی ہمدردی ہے تو ہمیں فوراً اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کی طرف پلٹ آنا چاہیے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ﴾ ترجمہ: ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! یہود یوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔'' (سورہ المائدہ، آیت 51)

المناک اور شرمناک:

اوائل 2007ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت نے اپنی بے مثال ''روشن خیالی'' اور ''اعتدال پسندی'' کا ثبوت دیتے ہوئے دارالحکومت، اسلام آباد میں مختلف مقامات پر واقع سات مساجد یکے بعد دیگرے منہدم کر دیں اور جواز یہ پیش کیا کہ ان مساجد کی تعمیر غیر قانونی تھی یا جن زمینوں پر یہ مساجد تعمیر کی گئی تھیں وہ حکومت یا کسی اور کی ملکیت تھیں۔ [1] اس المناک سانحہ پر سارا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ علماء کرام میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہونا ایک فطری امر تھا علماء کرام نے ''تحریک تحفظ مساجد'' کے نام پر ایک تنظیم بنائی اور مساجد کو دوبارہ تعمیر کرنے کا مطالبہ کیا۔

ملحد اور بے دین مشرف حکومت نے منہدم مساجد کی تعمیر کرانے کے بجائے مزید پانچ مساجد اور دو مدارس (جامعہ حفصہ برائے طالبات اور جامعہ فریدیہ برائے طلباء) کو گرانے کے نوٹس بھی جاری کر دیئے جس سے عام مسلمانوں اور علماء کرام میں شدید ردعمل پیدا ہوا۔ جامعہ حفصہ کی طالبات نے اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے جامعہ سے ملحق دو کمروں پر مشتمل ایک چلڈرن لائبریری پر قبضہ کر لیا۔

جہاں دیگر علماء کرام نے منہدم مساجد کو دوبارہ تعمیر کرانے کا مطالبہ شدومد سے کیا وہاں G-6 اسلام آباد میں واقع لال مسجد، جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے مہتمم مولانا عبدالعزیز نے نہ صرف مساجد کو دوبارہ

[1] یاد رہے منہدم مساجد میں سے ایک مسجد ''مسجد امیر حمزہ'' کم از کم سو سالہ پرانی تھی یعنی قیام پاکستان سے قبل تعمیر کی گئی تھی وہ مسجد کیونکر غیر قانونی تھی؟ وہ زمین حکومت پاکستان یا کسی اور ادارے کی ملکیت کیسے بن گئی؟ ان سوالوں کا جواب حکومت کے کسی کارندے کے پاس نہیں ہے۔ دیگر مساجد کے بارے میں بھی حکومت کا موقف اس لئے قابل قبول نہیں ہے کہ پورے ملک میں ناجائز تعمیرات اور سرکاری اور غیر سرکاری زمینوں پر قبضوں کے مسائل موجود ہیں۔ بعض شہروں اور دیہاتوں میں یتیموں اور بیواؤں کی زمینوں یا مکانوں پر ظالم اور جابر لینڈ مافیا قابض ہے لیکن حکومت ان سے کوئی باز پرس نہیں کرتی یا بے بس ہے۔ کیا یہ قانون صرف مساجد کے انہدام کے لئے ہی رہ گیا ہے؟

تعمیر کرانے کا مطالبہ کیا بلکہ جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کو گرانے کے نوٹس واپس لینے، منشیات کے اڈوں پر پابندی لگانے، فحاشی اور بدکاری کے اڈے بند کرنے، سڑکوں سے فحش اور غیر اخلاقی تصاویر پر مشتمل بورڈز ہٹانے نیز ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ بلاشبہ مولانا موصوف کے ان مطالبات سے ملک بھر کے علماء کرام اور تمام اہل ایمان کو اتفاق تھا لیکن ان مطالبات کو منوانے کے لئے مولانا موصوف کے بعض اقدام مثلاً چلڈرن لائبریری پر قبضہ کرنا، بدکاری کا اڈہ چلانے والی خاتون کو جامعہ لانا، مساج سنٹر چلانے والی چینی خواتین کو جامعہ لانا، طلباء کو گرفتار کرنے والی پولیس کے افراد کو پکڑنا وغیرہ سے علماء کرام نے مکمل طور پر براءت کا اظہار کیا علماء کرام کا موقف واضح تھا کہ بدکاری کا اڈہ چلانے والی خاتون سے بڑی مجرم وہ حکومت ہے جس نے اسے بدکاری کے اڈے کا لائسنس دے رکھا ہے اسی طرح مساج سنٹر چلانے والی چینی خواتین سے بڑی مجرم وہ حکومت ہے جس نے انہیں مساج سنٹر کھولنے کی اجازت دی ہے۔ ایسا ہی معاملہ شراب خانوں، منشیات اور سڑکوں پر فحش تصاویر کے بورڈز کا تھا جنہیں ختم کرنے کے لئے آئین اور قانون کے مطابق جدوجہد کرنا ہی درست اور جائز طریقہ تھا۔ لیکن غازی برادران، جامعہ فریدیہ اور جامعہ حفصہ کے طلباء و طالبات نے جو غیر قانونی اقدامات اٹھائے وہ بلاشبہ درست نہیں تھے۔ معاملے کو سلجھانے کے لئے علماء کرام اور حکومت کے درمیان مذاکرات کے کئی دور ہوئے۔ مذاکرات کے دوران میں بہت سے نشیب و فراز بھی آئے، امیدیں بندھتی اور ٹوٹتی رہیں، بالآخر مفاہمت کی راہ تلاش کر لی گئی علماء کرام اور حکومت کے ذمہ داران (جن میں وزیر اعظم اور وفاقی وزراء شامل تھے) کے درمیان معاہدہ طے پایا گیا لیکن آخری لمحہ یہ کہا گیا کہ ہمیں ایوان صدر سے جو حکم نامہ موصول ہوا ہے وہ پہلے معاہدہ سے بالکل مختلف ہے جس میں ۔

نہ بہار تھی نہ چمن تھا نہ آشیانہ تھا

کئی ہفتوں سے شدید گرمی کے موسم میں بھوکی پیاسی نیز بجلی گیس اور پانی جیسی سہولیات زندگی سے محروم اور محصور معلمات اور طالبات کو بغیر کسی عدالتی کاروائی کے دہشت گرد قرار دے کر ایوان صدر پر غیر قانونی طور پر قابض ننگ دین، ننگ ملت، مساجد اور مدارس کے دشمن، پرویز مشرف نے قتل عام کا حکم نامہ جاری کر دیا، 3 جولائی، 2007ء بوقت سحر چار بجے آپریشن سائلنس شروع ہوا جو 13 جولائی تک جاری رہا ان دس دنوں میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر آگ اور بارود کی بارش برستی رہی مسجد اور مدرسہ کے در و دیوار

چھلنی ہوتے رہے۔ کلام اللہ اور حدیث نبوی ﷺ کے اوراق کا تقدس پامال ہوتا رہا۔ معلمات اور لاوارث یتیم بچیوں کے جسم فاسفورس کی آگ میں گلتے سڑتے رہے۔ تہجد گزار طالبات کی معصوم اور پاکیزہ جبینوں سے آشنا مصلے خون سے سرخ ہوتے رہے۔ قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دل نواز سے معمور رہنے والی فضائیں دھوئیں اور بارود کی بدبو سے معمور ہوتی رہیں۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کا خون پانی کی طرح بہتا رہا۔ قرآنی قاعدوں اور دیگر اسلامی کتب کے اوراق کی بے حرمتی ہوتی رہی۔ خواتین کے کٹے پھٹے اعضاء، مہندی رنگے ہاتھ، خون سے آلودہ دوپٹے، لباس، برقعے اور بچوں کی ٹوپیاں، جلی ہوئی چارپائیاں، چپلیں، کھانے کے برتن درندگی، سفاکی اور بے رحمی کا اندوہناک منظر پیش کرتے رہے، لیکن بے رحم سفاک اور سنگدل قاتلوں کے دلوں میں لحہ بھر کے لئے اللہ کا خوف نہیں آیا کہ انہیں بھی ایک روز اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کھڑے ہو کر حساب دینا ہے۔ طاغوت اکبر امریکہ اور اس کے دست راست برطانیہ نے اپنے منظور نظر ایجنٹ کو مسجد اور مدرسہ کے انہدام اور نظام اسلام کا مطالبہ کرنے والوں کے قتل عام پر مبارکباد پیش کی، ہندوستانی وزیر اعظم نے بھی کامیابی کا مژدہ سنایا۔ ملک کے اندر روشن خیالی کی علمبردار جماعت، پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور حقوق انسانی کی دعویدار جماعت ایم کیو ایم کے قائد نے بھی اس ظلم عظیم پر حکومت پاکستان کو داد تحسین پیش کی۔ ❶ پاک فوج کے بہادر نوجوانوں نے ''دہشت گرد'' طالبات پر فتح عظیم حاصل کرنے پر وکٹری کا نشان بنا کر اظہار مسرت کیا۔

سپہ سالار افواج پاکستان نے ''دشمن'' کو تہس نہس کرنے کے بعد ٹی وی پر خطاب کرتے ہوئے لال مسجد، جامعہ حفصہ اور چلڈرن لائبریری کو دہشت گردوں سے آزاد کرانے کی خوشخبری سنائی آپریشن میں 10 شہید اور 33 زخمی ہونے والے فوجیوں کو سلیوٹ پیش کیا۔ ❷ اور یوں مسلمان ملک کے اندر مسلمان فوج کے ہاتھوں مسلمان طالبات کے قتل عام کا شرمناک اور المناک خونی ڈرامہ انجام پذیر ہوا۔

اس قتل عام میں کتنی معصوم اور بے گناہ طالبات اور معلمات شہید ہوئیں اس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے مختلف اندازے درج ذیل ہیں:

① 400 سے 1000 افراد شہید ہوئے۔ (مجلس عمل) ❸

❶ لال مسجد کا لہو، از محمد اصغر عبداللہ، صفحہ نمبر 11

❷ لال مسجد کا لہو، از محمد اصغر عبداللہ، صفحہ نمبر 139

❸ اردو نیوز، جدہ، 13 جولائی 2007ء

② 300 سے 400 بچیاں شہید ہوئیں۔(سرکاری اعلان)❶

③ ہم لوگ اندر 1800 کے لگ بھگ موجود ہیں۔(آپریشن سے پہلے غازی عبدالرشید کی میڈیا سے گفتگو)❷

④ 175 انتہا پسند مارے گئے۔(آپریشن کے اختتام پر قوم سے خطاب میں مشرف کا اعتراف)❸

⑤ آپریشن کے وقت تقریباً 1500 طالبات جامعہ میں موجود تھیں۔(جنرل مرزا اسلم بیگ)❹

⑥ جامعہ حفصہ میں صرف 93 جانیں ہلاک ہوئیں۔(صدارت سے معزولی کے بعد مشرف کا بیان)❺

اس پراسرار خونی ڈرامے میں شریک ظالم اور سفاک کرداروں کی ''زبردست فنی مہارت'' اور ''قابل رشک حکمت عملی'' کی وجہ سے جس طرح ہلاک ہونے والوں کی صحیح تعداد کا تعین کبھی نہیں کیا جاسکے گا اسی طرح بہت سے دیگر سوالوں کا جواب بھی شاید قیامت تک نہ مل سکے۔مثلاً:

① حکومتی وفد (جس میں وزیر اعظم اور وفاقی وزراء شامل تھے) اور علماء کے درمیان معاہدہ طے ہونے کے بعد اسے ویٹو کس نے کیا اور کیوں کیا؟

② آپریشن سے قبل میڈیا کے ارکان کو لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں جانے سے کیوں روکا گیا؟

③ تمام علماء کرام کا متفقہ مطالبہ صرف ایک ہی تھا کہ منہدم کی گئی مساجد دوبارہ تعمیر کی جائیں، مساجد دوبارہ تعمیر کرکے اس قتل عام جیسے بھیانک جرم سے یقیناً بچا جاسکتا تھا تو پھر وعدہ کے باوجود حکومت نے دوبارہ مساجد تعمیر کرنے میں تامل کیوں کیا؟

④ معاہدہ طے پانے کے بعد حکومتی ارکان اور علماء کرام پر مشتمل وفد نے یرغمال بننے یا قتل ہونے کی تمام تر ذمہ داریاں قبول کرتے ہوئے لال مسجد میں جانا چاہا اس کے باوجود انہیں کیوں نہیں جانے دیا گیا؟

⑤ آپریشن کے بعد بھاری مقدار میں دہشت گردوں سے برآمد ہونے والے اسلحہ کی نمائش کی گئی دارالحکومت کے عین مرکز میں واقع لال مسجد جس میں گزشتہ چالیس برس سے روزانہ پانچ وقت نمازی آجارہے تھے اور مسجد کے کونے کونے سے واقف تھے وہاں اتنا اسلحہ کیسے جمع ہوگیا؟ اس

---

❶ قومی روزنامے، 13 جولائی 2007ء

❷ لال مسجد کا لہو، از محمد اصغر عبداللہ، صفحہ نمبر 131

❸ لال مسجد کا لہو، از محمد اصغر عبداللہ، صفحہ نمبر 141

❹ لال مسجد کا لہو، از محمد اصغر عبداللہ، صفحہ نمبر 11

❺ روزنامہ جسارت، کراچی 30 مارچ 2009ء

دوران حکومت کی خفیہ ایجنسیاں کہاں سوئی رہیں؟ اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ یہ کیسے بے ضرر دہشت گرد تھے جنہوں نے اپنی موت کو سامنے دیکھتے ہوئے بھی راکٹ لانچر جیسے اسلحہ کو استعمال کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی؟

⑥ آپریشن کے بعد صحافیوں اور اخبار نویسوں کو لال مسجد یا جامعہ حفصہ میں داخل ہونے سے کیوں روکا گیا؟ راتوں رات فاسفورس زدہ شہداء کی خاموشی سے تدفین کیوں کردی گئی؟

⑦ آپریشن کے دوران زخمی ہونے والے افراد کو جس ہسپتال میں منتقل کیا گیا اس ہسپتال میں صحافیوں اور اخبار نویسوں کا داخلہ ممنوع کیوں قرار دیا گیا؟

⑧ ملک کے اندر دہشت گردی کا نیٹ ورک ختم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ دہشت گردوں کو زندہ گرفتار کر کے ان سے تفتیش کی جاتی ملک کے اندر اور باہر دہشت گردی کے منصوبوں کا راز حاصل کیا جاتا لیکن یہ کیسی ''فنی مہارت'' اور ''حکمت عملی'' تھی جس میں کسی کی گرفتاری تو کجا کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنے کی ''حکمت عملی'' اختیار کی گئی۔ ''دہشت گردوں'' کے کسی قیمت پر زندہ نہ بچنے کا مکمل اطمینان کرنے کے لئے فاسفورس بم تک استعمال کئے گئے۔ ❶

⑨ ہمارے ملک کی گزشتہ تاریخ میں قاتلوں، باغیوں اور مجرموں کو معاف کر کے نہ صرف رہا کیا گیا بلکہ اعلیٰ مناصب پر فائز کیا گیا۔ آخر ان علماء کرام کا ایسا کون سا جرم تھا جو نا قابل معافی تھا اور جس کے لئے انہیں معافی دینے کے بجائے دشمنوں کی طرح قتل کرنا ضروری سمجھا گیا؟

⑩ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ غازی برادران نے تشدد اور لاقانونیت کا راستہ اختیار کیا انہیں گرفتار کرنا، ان پر مقدمہ چلانا اور عدالتی فیصلے کے مطابق انہیں سزا دینا حکومت کا فرض تھا لیکن ان کے ساتھ ایک ہزار سے زائد بے گناہ افراد اور معصوم طالبات کے قتل عام کا کیا جواز تھا؟

کیا درندہ صفت اور سفاک قاتلوں کا مجرم ٹولہ یہ سمجھتا ہے کہ اس دنیا میں اُن سے کوئی حساب لینے والا نہیں تو آخرت میں بھی وہ اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں گے جہاں حساب کتاب کا آغاز ہی قتل کے مقدمات

❶ یاد رہے اقوام متحدہ کے قانون کے مطابق فاسفورس بم صرف فضا میں دھواں پیدا کر کے فوج کو دشمن سے کیموفلاج کرنے کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے نہ کہ انسانوں کی آبادی پر بمباری کرنے کے لئے۔ فاسفورس کی خاصیت یہ ہے کہ جب تک اس کا ایک ذرہ بھی باقی رہتا ہے وہ گوشت پوست اور ہڈیوں کو مسلسل آگ کی طرح جلاتا رہتا ہے۔

سے ہوگا۔ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنی بے گناہ اور معصوم بیٹیوں کے قتل کا مقدمہ پیش کریں گی تو مجرموں کا یہ ٹولہ کہاں بھاگ کر جائے گا؟ کیا ان کے مناصب یا ان کے نیلے پیلے تمغے یا ان کے سرپرست ائمہ کفر انہیں اللہ کی پکڑ سے بچا لیں گے؟ وہ عزیز، جبار، قہار اور منتقم ذات، جس نے پہلے سے ہی یہ اعلان کر رکھا ہے ﴿اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ○﴾ ترجمہ: ''ہم مجرموں سے یقیناً انتقام لے کے رہیں گے۔'' (سورہ السجدہ، آیت 22) اور یہ کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ○﴾ ترجمہ: ''بے شک اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے۔'' (سورہ ابراہیم، آیت 47) اور یہ کہ ﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ○﴾ ترجمہ ''اے انسان! تجھے کس چیز نے رب کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈالے رکھا۔'' (کہ وہ گناہوں کی سزا نہیں دے گا) (سورہ الانفطار، آیت 6) جو قیامت کے روز اعلان فرمائے گا: اَنَا الدَّيَّانُ اَنَا الْمَلِكُ (یعنی میں ہوں قیامت کے روز مظلوموں سے بدلہ دلوانے والا اور میں ہوں حقیقی بادشاہ) کیا وہ اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرے گا؟ وہ احکم الحاکمین اللہ جو قیامت کے روز جانوروں کو محض اس لئے پیدا فرمائے گا کہ مظلوم جانوروں کو ظالم جانوروں سے بدلہ دلوائے اور پھر انہیں مٹی کر دے کیا وہ اللہ اپنے بے گناہ بندوں کو ظالموں سے بدلہ نہیں دلوائے گا؟

کیا رات کی تاریکی میں مقتولین کی لاشوں کو ٹھکانے لگا دینے سے یہ اجتماعی قتل اللہ کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا؟ وہی اللہ جس نے ریت کے ذروں، بارش کے قطروں، درختوں کے پتوں، روشنی کی کرنوں اور اگلی پچھلی ساری مخلوق کو شمار کر رکھا ہے ﴿وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ○﴾ ترجمہ: ''اور اس نے ہر چیز کو گن رکھا ہے۔'' (سورہ جن، آیت نمبر 28) اور یہ کہ ﴿لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○﴾ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے سب کو گھیر رکھا ہے اور اس طرح گن رکھا ہے جس طرح گننے کا حق ہے۔'' (سورہ مریم، آیت نمبر 94) اور جس کی صفات میں سے یہ بھی ہے: ﴿لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ○﴾ ترجمہ: ''میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔'' (سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 52) جس نے خود فرمایا ہے ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ○﴾ ترجمہ: ''اور ظالم جو کچھ کر رہے ہیں تم اللہ کو اس سے بے خبر نہ سمجھو۔'' (سورہ ابراہیم، آیت 42) سفاک اور سنگدل مجرموں کا یہ ٹولہ شاید نہیں جانتا کہ اللہ کے ہاں مقتولین کی تعداد تو کیا خون کے ایک ایک قطرے کا شمار موجود ہے جس کا حساب لینا اللہ کے ذمہ ہے۔

اللہ کے نزدیک ایک مومن کا قتل کتنا بڑا جرم ہے اس کا اندازہ اس حدیث شریف سے لگایا جا سکتا

ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر ایک مومن کے قتل میں زمین اور آسمان کی ساری مخلوق شامل ہو تو اللہ تعالیٰ ان سب کو منہ کے بل (یعنی ذلیل کر کے) جہنم میں ڈال دے گا۔'' (ترمذی) اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قاتل اور مقتول کی پیشی کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قاتل اور مقتول حشر میں اس طرح آئیں گے کہ مقتول کے ہاتھ میں قاتل کا سر اور پیشانی ہوگی مقتول کی رگوں سے تازہ خون بہہ رہا ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا ''اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ حتی کہ مقتول قاتل کو گھسیٹتے ہوئے اللہ کے عرش کے قریب لے جائے گا۔'' (ترمذی)

ہمارا پختہ ایمان ہے کہ قیامت کے روز مجرم زنجیروں میں جکڑے ہوئے لائے جائیں گے ﴿وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝﴾ ترجمہ: ''اور قیامت کے روز تو مجرموں کو دیکھے گا کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔'' (سورہ ابراہیم، آیت 49) اور جامعہ حفصہ کی تمام طالبات اور معلمات اپنے اسی جسم و جان کے ساتھ زندہ کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضری ہوگی اور قاتلوں سے جواب طلبی ہوگی ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ ترجمہ: ''اے نبی! تیرے رب کی قسم! ہم ان سب سے سوال کریں گے۔'' (سورہ الحجر، آیت 92) اور معصوم بچیوں سے بھی پوچھا جائے گا ﴿بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ﴾ ترجمہ: ''تمہیں کس جرم میں قتل کیا گیا؟'' (سورہ التکویر، آیت 9) مجرموں کی زبانیں انکار کریں گی تو ان کی زبانوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ تب قاتلوں کی چمڑیاں گواہی دیں گی، جامعہ حفصہ کے در و دیوار گواہی دیں گے۔ قرآن مجید کے جلے اوراق گواہی دیں گے، بچیوں کے کٹے پھٹے اعضا گواہی دیں گے، زمین کا ذرّہ ذرّہ گواہی دے گا۔ کوئی جائے فرار ہوگی نہ ہی کوئی ہز ایکسی لینسی یا ہز میجسٹی پناہ دے سکے گا۔ قاتلوں کو ایک ایک قتل کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا پڑے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ ترجمہ: ''یہ وعدہ پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور اسے ہم پورا کر کے رہیں گے۔'' (سورہ الانبیاء، آیت 104)

درندگی، سفاکی، بے رحمی اور سنگدلی کا مظہر یہ قتل عام محض اس لئے کیا گیا کہ پوری دنیا کے ائمہ کفر کی خواہش کے عین مطابق اہل مسجد اور اہل مدرسہ کو دہشت گرد ثابت کیا جائے اور اس کے عوض اپنے اقتدار اور کرسی کا تحفظ حاصل کیا جائے، تاریخ کے اس سیاہ ترین و بدترین گھناؤنے جرم اور گناہ کا وبال تو اب ان مجرموں کا قیامت تک پیچھا نہیں چھوڑے گا، لیکن کہاں گیا وہ اقتدار اور کرسی جس کے تحفظ کی خاطر یہ قتل عام کیا

گیا؟ پھر ہے کوئی موجودہ حکمرانوں میں سے صاحب بصیرت جو اس عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرے؟

الٹی گنگا:

دینی مدارس میں جدید تعلیم رائج کرنے کے لئے اہل مدارس پر اس شدت سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے جیسے کہ ملک کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی دینی مدارس ہی ہیں اور جیسے ہی ان میں جدید تعلیم رائج ہو جائے گی، ملک ترقی کی منازل طے کرتا ہوا فوراً آسمان اول پر پہنچ جائے گا۔ آیئے جدید تعلیم سے بہرہ مند ہونے والے فرزندان وطن کے علم و فضل پر ایک نظر ڈالیں اور فیصلہ کریں کہ کیا حقیقت واقعی ویسی ہی ہے جیسی ہمارے حکمران تصور کرتے ہیں۔

گیارہویں جماعت کے طلباء کے امتحانی پرچوں کے بعض سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

سوال: دو غیر عرب صحابیوں کے نام لکھیں؟

جواب: ابوجہل، ابولہب۔

سوال: سونے کا نصاب کیا ہے؟

جواب: دائیں کروٹ لیٹ کر بایاں ہاتھ ران کے اوپر رکھ کر سونا چاہئے، سونے سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت بھی کرنی چاہئے۔

سوال: قرآن مجید کی کل سورتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

سوال: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتاب کا نام کیا ہے؟

جواب: کتاب اللہ!

سوال: منکرین جہاد کے خلاف، جہاد کس نے کیا؟

جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ [1]

اب بارہویں جماعت کے سالانہ امتحان میں شامل ہونے والے ہونہار طلباء کے علم و فضل سے اپنی

---

[1] روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 23 جولائی 2004ء

① شوہر، بیوی کی جنت اور جہنم ہے۔(احمد، طبرانی، حاکم اور بیہقی)
② اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔(ترمذی)
③ عورتوں کی جہنم میں کثرت اس لئے ہوگی کہ وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔(بخاری)

یہ بات معلوم ہے کہ ازواج مطہرات رسول اکرم ﷺ کے لئے کھانا پکاتیں، آپ ﷺ کے لئے بستر بچھاتیں، آپ ﷺ کے کپڑے دھوتیں، حتی کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر کنگھی کرتیں، رسول اکرم ﷺ کے اقوال اور ازواج مطہرات کے تعامل کے بعد آخروہ کون سی شریعت ہے جس سے یہ ثابت کیا جائے گا کہ شوہر کے لئے کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور دیگر گھریلو کام کرنا بیوی پر واجب نہیں؟ ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ○(185:7)﴾

جہاں تک سسرال (سسر اور ساس) کی خدمت کرنے کا تعلق ہے اس بارے میں کچھ عرض کرنے سے قبل یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ دین اسلام سراسر اخوت، مؤدت، محبت، رافت، رحمت، شفقت اور عزت واحترام کا دین ہے۔ایک ضعیف العمر شخص رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی غرض سے حاضر خدمت ہوا، حاضرین مجلس نے اس بوڑھے شخص کو راستہ دینے میں کچھ تاخیر کردی تو رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا))

''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا، وہ ہم سے نہیں۔''
(ابوداؤد)

امام ترمذی نے اپنی سنن میں ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا اپنے سسر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے وضو کا پانی لائیں تاکہ انہیں وضو کرائیں، حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے وضو کروانا شروع کیا تو ایک بلی آئی برتن سے پانی پینے لگی۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن بلی کے آگے کر دیا اور کہا : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بلی نجس نہیں ہے۔'' (ترمذی) اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ صحابیات میں سسرال کی خدمت کا تصور موجود تھا۔

سسرال کی خدمت کا ایک نہایت نازک اور اہم پہلو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اولاد کے لئے اس کے ماں باپ کو اس کی جنت یا جہنم قرار دیا ہے۔(ابن ماجہ) جس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد پر والدین کی خدمت کرنا، اطاعت کرنا اور ہر حال میں انہیں راضی رکھنا واجب ہے۔اس کے ساتھ ہی عورت کے لئے

سوال: سورہ اخلاص کون سی سورہ کا نام ہے؟

جواب: معلوم نہیں۔

سوال: جنگ احد کن کے درمیان ہوئی تھی؟

جواب: معلوم نہیں۔

اب آیئے ایک قدم اور آگے بڑھیں۔ عصری تعلیم کے عظیم الشان سرکاری اداروں سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد وطن عزیز کے اہم عہدوں پر جلوہ افروز ہونے کے لئے سندھ پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں شریک ہونے والے فارغ التحصیل ''علماء وفضلاء'' ہونہاران وطن کے جوابات سے مستفید ہوں اور داد دیں عصری تعلیم کی، عصری تعلیم کے سرکاری اداروں کی اور عصری تعلیم کے گن گانے والے علمبرداروں کی۔

سوال: روح الامین (حضرت جبرائیل) کون ہیں؟

جواب: (ایک طالب علم) مراکش کے صدر ہیں۔ (دوسرا طالب علم) اسلامی کانفرنس تنظیم کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

سوال: سیف اللہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: (ایک طالب علم) بلوچستان کی ایک جھیل کا نام ہے۔ (دوسرا طالب علم) ایک آلے کا نام ہے۔

سوال: بیت المعمور کسے کہتے ہیں؟

جواب: انڈونیشیا کی ایک بندرگاہ کا نام ہے۔

سوال: حطیم سے کیا مراد ہے؟

جواب: سندھ کے ایک حکمران کا نام تھا۔

سوال: نزول وحی کا سلسلہ کتنے سال جاری رہا؟

جواب: 610 سال۔

سوال: ریڈیم کس نے دریافت کیا؟

جواب: فیڈرل کاسترو نے۔

سوال: میسولینی کون تھا؟

جواب: ہٹلر کا فضول خرچ بیٹا تھا۔

سوال: روسی انقلاب کس نے برپا کیا؟

جواب: (ایک طالب علم) مادام کیوری نے۔ (دوسرا طالب علم) یاسر عرفات نے۔ (تیسرا طالب علم) نیلسن منڈیلا نے۔

سوال: اڈیپس کمپلیکس (علم نفسیات کی ایک اصطلاح) سے کیا مراد ہے؟

جواب: (ایک طالب علم) اڈیپس کمپلیکس دوا کا نام ہے۔ (دوسرا طالب علم) مشرق بعید میں واقع ایک تاریخی عمارت کا نام ہے۔ (تیسرا طالب علم) ماہر تعمیرات کو اڈیپس کمپلیکس کہتے ہیں۔ (چوتھا طالب علم) ریاضی کی ایک پیچیدہ مساوات کا نام ہے۔

سوال: فشن (جوہری انشقاق) کسے کہتے ہیں؟

جواب: (ایک طالب علم) ایک مشہور سائنسدان کا نام ہے۔ (دوسرا طالب علم) اس سے مراد رقم خرچ کرنا ہے۔

سوال: فاشزم (آمریت) سے کیا مراد ہے؟

جواب: (ایک طالب علم) ایک مفید سائنسی آلہ ہے۔ (دوسرا طالب علم) جرمنی کی ایک سیاسی جماعت کا نام ہے جس کا سربراہ میسولینی تھا۔

سوال: سید احمد شہید نے کس کے خلاف جہاد کیا تھا؟

جواب: مغل بادشاہ اکبر کے خلاف۔

سوال: ''رضوان'' (بیعت) سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہ ایک ہندو معاہدہ ہے۔ [1]

اب آخر میں ایک نظر عصری تعلیم سے آراستہ پیراستہ ان قابل فخر افسران بالا پر بھی ڈالتے چلئے جو وطن عزیز کی تقدیر بدلنے پر مامور ہیں۔

① ریٹائرڈ میجر فتح محمد راوی ہیں ''ہمارے ہاں وزیراعظم محمد خان جونیجو کی آمد متوقع تھی۔ ان کے شیڈول میں نماز ظہر کی ادائیگی بھی شامل تھی۔ متعلقہ افسر بالا نے عاجز کو طلب کر کے نماز ظہر کی ادائیگی کے انتظامات مکمل کرنے کا حکم دیا۔ دوسرے دن میں نے افسر بالا کو انتظامات کے بارے میں آگاہ کیا تو

[1] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 31 جولائی 2002ء

فرمانے لگے ''امام صاحب کو بتانا قرأت خوبصورت اور مختصر کرے۔'' عاجز نے عرض کی ''سر! نماز ظہر میں قرأت بلند آواز سے نہیں ہوتی۔'' افسر صاحب فرمانے لگے ''جمعہ کے دن تو قرأت بلند آواز سے ہوتی ہے۔'' تب میں نے نماز ظہر اور نماز جمعہ کا فرق واضح کیا تو افسر بالا نے خطیب صاحب کو طلب فرما کر مزید اطمینان حاصل کیا۔ ❶

میجر صاحب کے بیان کردہ واقعہ کی تصدیق سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل (ر) مرزا محمد اسلم بیگ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں موصوف نے کہا ہے کہ ''فوج کے ستر (70) فیصد جوانوں اور 40 فیصد افسروں کو نماز کا طریقہ تک معلوم نہیں۔ ❷

② 17 دسمبر 1971ء کو پاکستانی ایسٹرن کمانڈ کے جنرل نیازی کے ہندوستانی جنرل جگجیت سنگھ اروڑہ کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مسعود مفتی لکھتے ہیں:

''ڈھاکہ کے ریس کورس میدان میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی طاقت سرنگوں ہوگئی اس وقت جب ذلت اور شکست کے غم میں لاکھوں پاکستانی رو رہے تھے، احساس غیرت سے خالی پاکستانی جرنیل، ہندوستانی جرنیل کا دل خوش کرنے کے لئے اسے گندے لطیفے سنا رہا تھا اور داد وصول کرنے کے لئے کہہ رہا تھا ''بھلا میں کیسے لڑا؟'' ڈھاکہ دشمن کے قدموں میں ڈال کر کہنا کہ ''میں کیسے لڑا؟'' بے حسی کی انتہا تھی۔ 16 دسمبر 1971 کی سہ پہر وہ ڈھاکہ ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ ❸

③ جنرل یحییٰ خان جو پورے پاکستان کی کمانڈ فرما رہے تھے، ظاہر ہے انہیں دو قدم آگے ہی ہونا چاہئے تھا، کہا جاتا ہے کہ ایک رات کراچی میں اپنی رہائش گاہ سے اچانک غائب ہوگئے، تلاش شروع ہوگئی۔ بالآخر کلفٹن کے ساحل پر اپنی کار میں اس حالت میں آرام فرما رہے تھے کہ بدن کپڑوں سے بے نیاز تھا۔ انہی صاحب نے جنہیں ''صدر پاکستان'' لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، ایران کی ایک سرکاری تقریب میں سر پر شراب کا پورا جگ الٹ لیا۔ ❹

---

❶ ہفت روزہ صحیفہ اہل حدیث، کراچی 12 تا 28 جنوری 2005ء

❷ ہفت روزہ غزوہ، لاہور 30 مئی 2004ء

❸ اردو نیوز، جدہ، 19 دسمبر 2008ء

❹ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 16 فروری 2005ء، صفحہ 50

③ ترکی سے جدید تعلیم حاصل کرنے پر فخر کرنے والے مشرف کا کالے کرتوتوں پر مشتمل آٹھ سالہ دور حکومت پوری ملت اسلامیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا استہزاء، مساجد اور مدارس سے دشمنی، علماء کرام کی توہین، مجاہدین کی ڈالروں کے عوض فروخت، جامعہ حفصہ کی معصوم اور بے گناہ بچیوں کا قتل عام، کفار سے دوستی پر فخر، کتوں سے محبت، اقتدار کی ہوس، پاکستان کے انتہائی لائق اور جذبہ ایمانی سے سرشار مرد و خواتین کا اغوا، افغانستان کی اسلامی حکومت کا انہدام، لاکھوں بے گناہ افغانوں کے قتل عام میں تعاون، اپنے ہی ملک کے بے گناہ غیور قبائلی پٹھانوں کا قتل عام اور ان سارے جرائم پر ضمیر کی ملامت نہ لمحہ بھر کے لئے احساس ندامت۔ دین سے بیزاری، اللہ کی شرم نہ رسول کی حیا، بے غیرتی، بے حسی، سنگدلی، سفاکی، بزدلی اور کفار کی دست بستہ غلامی کا یہ سبق موصوف نے کہاں سے حاصل کیا؟ ہمارے انہی جدید تعلیمی اداروں سے!

اب ایک خبر عصری اداروں سے فارغ ہونے والے قابل فخر سول افسران کے بارے میں بھی پڑھ لیجئے:

⑤ ''فیصل آباد میں بلہڑ یونیورسٹی گزشتہ 35 سال سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہی ہے جو پاکستان کے تمام ہائی سکولوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء کو جعلی سرٹیفکیٹ اور ڈگریاں مہیا کرتی ہے۔ مذکورہ یونیورسٹی کا ''وائس چانسلر'' ایک سابق پرائمری سکول ٹیچر محمد اقبال بلہڑ ہے۔ وائس چانسلر اور اس کا ''معاون عملہ'' بورڈ اور یونیورسٹی کے شعبہ امتحانات کے تعاون سے بعض امتحانی مراکز پر اپنی پسند کا عملہ متعین کرواتا ہے اور پھر مطلوبہ امیدواروں کی رول نمبر سلپس انہی امتحانی مراکز کے لئے جاری کرواتا ہے جہاں اقبال بلہڑ کی پسند کا عملہ متعین ہوتا ہے۔ امیدوار دوران امتحان جوابی کاپیوں پر صرف اپنا نام اور رول نمبر لکھ کر اور حاضری لگوا کر واپس آ جاتے ہیں۔ امتحان ختم ہونے کے فوراً بعد ان جوابی کاپیوں کو طے شدہ جگہ پر پہنچا دیا جاتا ہے، جہاں انہیں مکمل کر کے دیگر حل شدہ کاپیوں کے ساتھ رکھ دیا جاتا ہے اور امیدواروں سے اس کا خاطر خواہ معاوضہ وصول کیا جاتا ہے۔ مذکورہ یونیورسٹی بی اے، بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، ایم ایڈ، ایم بی بی ایس، بی ایس سی انجینئرنگ، ڈسپنسر، فارمیسی اور ہومیوپیتھی کورس کی ڈگریاں اور سرٹیفکیٹ مہیا کرتی ہے۔ ملکی سطح پر ہونے والے اس ''عظیم الشان'' فراڈ کا سب سے دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کے ''وائس چانسلر'' کئی بار جیل

جانے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں، لیکن ہر بار انتظامیہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بلھڑ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور سند یافتہ با اثر افراد کی مہربانی سے سرخرو ہو جاتے ہیں۔ ❶

قارئین کرام! غور فرمائیے اپنے دین کی ابجد سے بے خبر ہونہاران وطن دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سے نا آشنا دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ اپنے اسلاف کی تاریخ سے ناواقف قابل فخر سپوت دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ جعلی ڈگریوں کا کاروبار کرنے والے معزز افسران دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ حلال و حرام میں تمیز نہ کرنے والے افسران دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ ڈالروں کے عوض ملک کی آزادی اور خود مختاری کا سودا کرنے والے حکمران دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ مجاہدین کو کفار کے ہاتھوں بیچنے والے غدار دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ اعلیٰ مناصب پر بیٹھ کر شراب کے جام لنڈھانے والے حکمران دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ جرائم پیشہ لوگوں کی سرپرستی کرنے والے دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ خوفِ خدا سے عاری لوگ دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟

ہمیں اعتراف ہے کہ ہمارے دنیاوی مدارس کے طلبہ اور ان سے فارغ ہو کر قومی اداروں میں کام کرنے والے تمام حضرات ایک جیسے نہیں، ان میں سے بعض خدا کا خوف رکھنے والے، شرعی احکام کی پابندی کرنے والے، امانتدار اور محبِ وطن لوگ بھی موجود ہیں لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے اسی طرح ہمیں یہ اعتراف کرنے میں بھی کوئی تامل نہیں کہ دینی مدارس کے طلبہ اور ان سے فارغ ہونے والے تمام علماء کرام بھی ایمان، نیکی اور تقویٰ کے اعتبار سے ایک جیسے نہیں البتہ دونوں طرف کی اکثریت کا معاملہ یقیناً وہی ہے جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔

مذکورہ بالا حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے انصاف سے بتائیے کہ دینی مدارس میں دنیاوی تعلیم رائج کرنے کی ضرورت ہے یا دنیاوی مدارس میں دینی تعلیم رائج کرنے کی ضرورت ہے؟ آخر حکمران یہ الٹی گنگا کیوں بہانا چاہتے ہیں کہ جن تعلیمی اداروں میں خالص ایمان، تقویٰ، قناعت اور ایثار کی تعلیم دی جاتی ہے وہاں مادیت پرستی اور دنیا پرستی کی تعلیم بھی دی جائے؟ کیا حکمران یہ چاہتے ہیں کہ جن مدارس میں تعلیم کی

---

❶ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 16 فروری 2000ء

ابتدا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سے ہوتی ہے، ان میں بھی تعلیم کی ابتداء کتے اور خنزیر سے محبت کا سبق سکھانے سے ہونی چاہئے۔ ❶ جن مدارس میں صبح وشام قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونجتی ہیں وہاں بھی نیوٹن اور گراہم کے ناموں کا چرچا ہونا چاہئے؟ جن مدارس میں دین اور ایمان کی تعلیم دی جاتی ہے وہاں بھی الحاد اور مادیت پرستی کا بول بالا ہونا چاہئے؟

ہمارے حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اگر حکمران اسلام کے ساتھ واقعی مخلص ہیں تو زمینی حقائق کا تقاضا یہ ہے کہ ملک کے تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی پڑھائی جائے، لیکن اگر حکمرانوں کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں تو پھر کم از کم یہ ہونا چاہئے کہ دینی مدارس کو آزادی کے ساتھ کام کرنے دیا جائے اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ اگر حکمران یہ بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تو پھر انہیں اپنے پیشروؤں کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ﴿وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝﴾ ترجمہ: ''انہوں نے سازشیں کیں اور (ان کے جواب میں) اللہ نے بھی چال چلی اور اللہ بہترین چال چلنے والے ہیں۔'' (سورہ الانفال: آیت 30)

دینی مدارس اور عصری تعلیم:

روشن خیال اور اعتدال پسند حکومت نے امریکی ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے ملک کے اسلامی

❶ یاد رہے انگلش میڈیم قسم کے سکولوں اور کالجوں میں ابتدا سے ہی ایسی کتب پڑھائی جاتی ہیں جن کے پہلے صفحہ پر ہی کتے کی تصویر سے بچوں کو ان الفاظ میں متعارف کروایا جاتا ہے:

"This is dog, this is my pet animal, I like it, it likes me, I feed it, Some time I kiss it, it like me."

(ترجمہ: یہ ایک کتا ہے، یہ میرا محبوب جانور ہے، میں اسے پسند کرتا ہوں اور یہ مجھے پسند کرتا ہے، میں اسے کھلاتا پلاتا ہوں۔ بعض اوقات میں اسے چومتا ہوں یہ مجھے پسند کرتا ہے۔)

دوسرے صفحہ پر خنزیر کی تصویر سے بچوں کو ان الفاظ میں متعارف کرایا جاتا ہے:

"This is a pig, This is also my pet animal, I like it, it likes me, I play with it, it plays with me."

(ترجمہ: یہ ایک خنزیر ہے یہ بھی میرا محبوب جانور ہے میں اسے پسند کرتا ہوں یہ مجھے پسند کرتا ہے میں اس سے کھیلتا ہوں اور یہ مجھ سے کھیلتا ہے۔)......(ہفت روزہ تکبیر، 26 فروری 2003ء، ص 48)

تشخص کو ختم کرنے اور سیکولر بنانے کے لئے نظام تعلیم پر دہرا شب خون مارا۔ اولاً سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں سے اسلامی تعلیمات کا خاتمہ کیا۔ ثانیاً دینی مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم شامل کرنے کی منصوبہ بندی کی۔

بلاشبہ یہ دونوں اقدام ملک کے اسلامی تشخص کو برباد کرنے کے لئے ائمہ کفر کا دیا گیا ایجنڈا ہے جس پر مشرف پرویز اور اس کے مفاد پرست ٹولے نے فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔ اس منصوبہ کے پہلے حصہ پر عمل کرنے کے لئے امریکہ نے پاکستان کو ''تعلیمی نصاب پر تحقیق'' کے نام پر 100 ملین ڈالر فراہم کیے۔ حکومت نے ایک مطالعاتی گروپ تشکیل دیا جس نے ڈیڑھ سال کی ''عرق ریزی'' کے بعد حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کی جس کے اہم نکات درج ذیل تھے:

① آزادی کے 25 برس بعد پاکستان مخالف عناصر نے ''نظریہ پاکستان'' ایجاد کیا جسے زبردستی مسلم اور غیر مسلم بچوں کو پڑھایا جا رہا ہے۔

② ہماری درسی کتب میں ہندوستان، اسرائیل اور برطانیہ کے خلاف نفرت بھری ہوئی ہے جو عالمی امن کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔

③ ہماری نصابی کتب میں جنگ و جدل، جہاد اور شہادت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے جس کے باعث دہشت گردی پروان چڑھی ہے اور مذاکرات کے ذریعہ مسائل حل کرنے کے رویئے جنم نہیں لے رہے۔

④ قرآن مجید کی تدریس غیر ضروری طور پر سب پر ٹھونسی جا رہی ہے۔

⑤ اگرچہ قانونی طور پر اسلامیات کی تدریس غیر مسلموں کے لئے ضروری نہیں، لیکن انگریزی، اردو اور معاشرتی علوم جیسے لازمی مضامین میں بھی اسلامیات کے 25 فیصد اسباق نیز نماز اور وضو کے مسائل موجود ہیں جنہیں غیر مسلم پڑھنے کے پابند ہیں جو ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔

⑥ راجہ داہر کو لٹیرا، رہزن اور انتہائی ظالم جبکہ محمد بن قاسم رحمہ اللہ، محمود غزنوی رحمہ اللہ ہمارے ہیرو بنا کر پیش کیے گئے ہیں حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں۔

⑦ محمود غزنوی اور محمد غوری کے ساتھ رحمہ اللہ لکھ کر ہندوؤں کو ذہنی تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

⑧ پاکستان کے نظام تعلیم کو اسلامی رنگ میں رنگنے اور اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دینے پر زور دیا جاتا

ہے جس کا خالقِ پاکستان محمد علی جناح رحمہ اللہ کے نظریات اور پاکستان کے اصل تصورات سے کوئی تعلق نہیں۔

ماہرین تعلیم کی رپورٹ کی روشنی میں مرتب کیا گیا ''روشن خیال'' اور ''اعتدال پسند'' نصاب تعلیم 2004ء میں طبع ہو کر مارکیٹ میں آیا تو اس کا ناک نقشہ یہ تھا:

① بیشتر مقامات سے قرآن حکیم کے اسباق نکال دیئے گئے۔ درجہ نہم کی اسلامیات میں سے خاص طور پر سورہ التوبہ نکالی گئی جس میں اہل ایمان کو جہاد پر ابھارا گیا ہے اور جہاد سے جی چرانے والے منافقوں کی خوب تذلیل کی گئی ہے۔ ❶

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت پر مشتمل اسباق میں ''شہادت'' کی جگہ قتل کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

③ محمد بن قاسم رحمہ اللہ کو جارح اور راجہ داہر کو مظلوم بنا کر پیش کیا گیا۔

④ شہیدوں اور غازیوں کے تذکروں پر مشتمل اسباق خارج کر دیئے گئے۔

⑤ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتب سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، ابونصر فارابی رحمہ اللہ، علامہ اقبال رحمہ اللہ اور میجر طفیل نشان حیدر سے متعلق اسباق نکال دیئے گئے۔ اسی طرح سندھ ٹیکسٹ بورڈ کی کتب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، کیپٹن سرور نشان حیدر، محمد علی جناح کے اقوال اور علامہ اقبال کی نظمیں نکال دی گئیں۔

دین بیزار اور ملحد مشرف ٹولہ نے اس سے بھی بڑھ کر وطن عزیز کے نظام تعلیم پر یہ ظلم کیا کہ وفاقی تعلیمی بورڈ (جس کے تحت پاکستان بھر میں 23 تعلیمی بورڈ کام کر رہے ہیں) کو ایک آرڈیننس کے ذریعے آغا خان ایجوکیشن بورڈ کے تحت کر دیا۔

آغا خان ایجوکیشن بورڈ نئی نسل کو کس ڈھب پر لانا چاہتا ہے، اس کا اندازہ اس سوالنامے سے لگایا جا سکتا ہے جو اس نے میٹرک اور انٹر کے طلباء و اساتذہ میں تقسیم کیا ہے اس کے چند سوال ملاحظہ فرمائیں۔

① پاکستان میں ایڈز کا سب سے خطرناک ذریعہ کیا ہے؟ غیر محفوظ جنسی تعلقات یا ہم جنس پرستی؟

② کیا آپ دوستوں سے گرل فرینڈ/ بوائے فرینڈ رکھنے کی خواہش کا اظہار کر سکتے ہیں؟

③ کیا آپ نے جنسی تعلقات استوار کر رکھے ہیں؟ اگر ہاں تو پہلی بار جنسی تعلقات استوار کرتے وقت

❶ یاد رہے کہ سورہ توبہ کا دوسرا نام ''الفاضحۃ'' (منافقوں کو رسوا کرنے والی سورت) بھی ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن)

آپ کی عمر کتنی تھی؟

④ کیا آپ شراب پیتے ہیں؟

⑤ آپ کے خیال میں ایک لڑکی کا شادی سے پہلے جنسی تعلقات رکھنا جائز ہے؟

یہ ہے جہالت، بے حیائی اور فحاشی کا وہ کلچر جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن مشرف ٹولہ زبردستی اسلامی جمہوریہ پاکستان پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔[1]

جہاں ایک طرف نام نہاد روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر عصری تعلیمی اداروں کے نصاب

---

[1] چلتے چلتے ایک نظر آغا خانی مذہب کے عقائد پر بھی ڈالتے چلئے۔ یہ بات یاد رہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ (بن محمد باقر بن زین العابدین بن حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کی اولاد میں سے دو بیٹوں کے نام موسیٰ کاظم اور اسماعیل تھے۔ حضرت موسیٰ کاظم کو امام ماننے والے کاظمی شیعہ کہلائے اور حضرت اسماعیل کو امام ماننے والے اسماعیلی شیعہ کہلائے۔ 1233ھ میں اسماعیلی فرقہ کے 45ویں امام خلیل اللہ دوم ایران میں قتل ہو گئے تو ان کے جانشین ہندوستان (ممبئی) میں سکونت پذیر ہو گئے اور ان کے ناموں کے ساتھ "آغا خان" کا لقب استعمال ہونے لگا، چنانچہ سلسلہ اسماعیلیہ کا 46واں امام سید حسن علی شاہ آغا خان اول، علی شاہ آغا خان دوم، سلطان محمد شاہ آغا خان سوم اور موجودہ 49 امام پرنس کریم آغا خان چہارم کہلائے۔ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند (ممبئی) کی مطبوعہ کتب کے مطابق اسماعیلیہ (یا آغا خانی) مذہب کے اہم عقائد درج ذیل ہیں:
① ہمارا کلمہ یہ ہے اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيٌّ اللّٰهِ ② ہمارے لئے وضو نہیں ہمارا دل کا وضو ہے ③ نماز کی جگہ ہر آغا خانی جماعت خانے میں تین مرتبہ حاضر ہو کر دعا کرے ہماری دعا میں قیام اور رکوع کی ضرورت نہیں نہ ہی قبلہ رخ ہونے کی ضرورت ہے۔ ④ روزہ۔ آنکھ، کان اور زبان کا ہوتا ہے۔ کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہمارا روزہ سوا پہر کا ہوتا ہے جو صبح دس بجے کھل جاتا ہے وہ بھی اس کے لئے جو رکھنا چاہتا ہے کیونکہ روزہ فرض نہیں۔ ⑤ ہم زکاۃ کے بجائے اپنی آمدنی کا بارہ فیصد جماعت خانے میں جمع کراتے ہیں جو فرض ہے۔ ⑥ ہمارا حج حاضر امام کا دیدار ہے ⑦ مرتضیٰ علی اپنی قدرت سے ہمارے گناہ معاف کر کے جنت میں بھیج سکتے ہیں۔ ⑧ قرآن کے چالیس پارے ہیں جن میں سے تیس پارے اس دنیا میں اور دس پارے ہمارے امام کے گھر میں ہیں۔ ⑨ حاضر امام ہمیں ایک بول (اسم اعظم) دیتے ہیں جس کے عوض ہم 75 روپے ادا کرتے ہیں جس کی عبادت ہم رات کے آخری حصہ میں کرتے ہیں۔ 5 سال کی عبادت معاف کرانے کے لئے ہم 500 روپے 12 سال کی عبادت معاف کرانے کے لئے 1200 روپے دیتے ہیں اور عمر بھر کی عبادت معاف کرانے کے لئے 5 ہزار روپے جماعت خانوں میں دیتے ہیں۔ مذہبی عقائد کے بعد ایک نظر آغا خانی مذہب کے سیاسی عقائد پر بھی ڈالتے چلئے۔ آغا خان سوئم فرماتے ہیں "ہمارے سارے روحانی بچوں کا مذہبی اور معاشرتی فرض اولین ہے کہ اپنی پوری وفاداری اور مکمل طاقت سے برٹش حکومت سے تعاون کریں۔ سلطنت (برطانیہ) ہمارے مذہب، مقصد اور آزادی کی محافظ ہے اس لئے اس وقت پورے خلوص اور وفاداری کے ساتھ اس کی لامتناہی خدمات انجام دینی چاہئیں۔" اخباری اطلاعات کے مطابق آغا خان پاکستان کے شمالی علاقوں میں اسماعیلی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چترال میں اسماعیلی نوجوانوں پر مشتمل فوج بنالی گئی ہے اور اسماعیلی ریاست کا قومی نشان، قومی پرچم اور قومی ترانہ بھی تیار کیا جا چکا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہفت روزہ تکبیر، کراچی 25 فروری 1988ء

پر ڈاکہ ڈالا گیا وہاں دوسری طرف دینی مدارس کے طلباء کے بہتر مستقبل اور معاشی خوشحالی جیسے دلکش اور خوب صورت الفاظ کے پردے میں دینی مدارس میں عصری تعلیم پڑھانے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں اقدام دینی اعتبار سے انتہائی خطرناک مضمرات کے حامل ہیں۔ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کو شامل کرنے کا منصوبہ، پہلے منصوبہ سے بھی کہیں زیادہ مہلک اور خطرناک ہے جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

① ہر آدمی جانتا ہے کہ آج کا دور تخصص (Specilisation) کا دور ہے جس میں ہر شخص علم کی کسی نہ کسی ایک لائن میں درجہ کمال تک پہنچنا ضروری سمجھتا ہے۔ مثلاً ایک میڈیکل ڈاکٹر کی اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں ہوتی جب تک وہ کسی ایک مضمون میں تخصص نہ کر لے۔ مثلاً امراض چشم یا امراض جلد یا امراض قلب یا امراض تنفس وغیرہ...... پھر آخر دینی مدارس کے طلباء پر ہی یہ الٹا جبر کیوں کہ وہ قرآن وحدیث کا علم بھی حاصل کریں اور اس کے ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم بھی حاصل کریں جس طرح ایک ڈاکٹر سے یہ مطالبہ کرنے والا بے وقوف اور احمق ہی کہلائے گا کہ اس نے ڈاکٹری کے ساتھ ساتھ صرف ونحو کی تعلیم حاصل کیوں نہیں کی یا انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرنے والے انجینئر نے قانون کی تعلیم حاصل کیوں نہیں کی، اسی طرح دینی مدارس کے طلباء سے یہ مطالبہ کرنے والا بھی یقیناً بے وقوف اور احمق ہی کہلائے گا کہ دینی مدارس کے طلباء، قرآن وحدیث کی تعلیم کے ساتھ کمپیوٹر اور سائنس کی تعلیم حاصل کیوں نہیں کرتے۔ اگر دنیاوی علوم میں تخصص کرنا ضروری ہے تو پھر دینی علوم میں تخصص کرنا کیوں ضروری نہیں؟

② آج اپنے بچوں کو دینی مدارس میں بھیجنے والے والدین اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ راستہ خود ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے قربانی، ایثار، فقر وفاقہ اور درویشی کا راستہ ہے جسے وہ خالص اللہ کی رضا کے لئے دل وجان سے قبول کرتے ہیں۔ وہی طلباء جب قرآن وحدیث کے علوم سے بہرہ مند ہو کر عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں تو اپنی ساری ساری زندگیاں برضا ورغبت مساجد اور مدارس کی خدمت میں کھپا دینا ہی ان کا مقصد حیات ہوتا ہے، لیکن انہی طلباء کے سامنے جب دنیاوی تعلیم کی وجہ سے دنیا کمانے کا آپشن بھی موجود ہوگا تو پھر ان میں سے کتنے حوصلہ مند، ایثار پیشہ اور درویش منش ایسے ہوں گے جو پرکشش دنیاوی مفادات اور مراعات پر مشتمل زندگی کے مقابلہ میں روکھی سوکھی اور فقر وفاقہ کی

زندگی کو ترجیح دیں گے؟

③ دینی مدارس کے ماہرین تعلیم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اگر کسی مدرسہ میں ایک سو طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ سو کے سو طلباء ہی عالم فاضل بن کر مدرسہ سے نکلیں۔ بعض بچے عدم دلچسپی کی وجہ سے، بعض کند ذہنی کی وجہ سے، بعض اپنی گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے، بعض دیگر وجوہات کی بناء پر راستہ میں ہی اپنی تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیتے ہیں۔ کہہ لیجئے کہ 50 فیصد طلباء اپنی تعلیم مکمل کر پاتے ہیں ان طلباء میں سے بھی عملی زندگی میں ہر کوئی اپنے مزاج، استطاعت، علمی قابلیت اور رغبت کے مطابق اپنے اپنے راستے کا انتخاب کرتا ہے۔ کہہ لیجئے کہ 20 فی صد طلباء صحیح معنوں میں اپنے علم کا حق ادا کرتے ہیں اور مسند دعوت وارشاد پر متمکن ہو کر عوام الناس کے لئے نفع بخش ثابت ہوتے ہیں۔ دنیاوی علوم سے بہرہ مند ہونے کے بعد اس تعداد میں مزید کمی واقع ہو گی جو آہستہ آہستہ دعوت وارشاد کے میدان کو، جو پہلے ہی شدید قحط الرجال کا شکار ہے، مزید قحط الرجال سے دوچار کرنے کا باعث بنے گی۔

④ آج ہمارے دینی مدارس صرف دینی تعلیم کا اہتمام کر رہے ہیں ان مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء صرف، نحو، قرآن، حدیث اور فقہ وغیرہ پر مکمل عبور رکھتے ہیں اور قابل رشک حد تک دینی علوم میں راسخ ہوتے ہیں جو چند سال کی درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے بعد شیخ القرآن، شیخ الحدیث، مفتی، مجتہد وغیرہ کے اعلیٰ مناصب تک پہنچ کر ملت اسلامیہ کی راہنمائی فرماتے ہیں، لیکن انہی مدارس سے جب دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم کے حامل طلباء فارغ ہوں گے تو مان لیجئے وہ دینی تعلیم کے ساتھ سائنسی علوم سے بھی آگاہ ہوں گے، کمپیوٹر سے بھی آگاہ ہوں گے، ٹیکنالوجی کی شدھ بدھ بھی آ جائے گی، لیکن کیا وہ دینی علوم میں بھی اتنا ہی درک رکھنے والے ہوں گے یا اتنے ہی راسخ فی العلم ہوں گے جتنے ان سے پہلے علماء وفضلاء درک رکھتے تھے یا راسخ فی العلم تھے؟ کیا وہ علم، ایمان، تقویٰ، خلوص اور صالحیت کے اعتبار سے مسند اجتہاد اور فتویٰ پر فروکش ہونے کے اہل ثابت ہوں گے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ ''آدھا تیتر آدھا بٹیر'' کا راستہ اختیار کرنے کے نتیجہ میں چالیس پچاس برس بعد ہمارے دینی مدارس اور جامعات (اللہ نہ کرے) شیخ القرآن، شیخ الحدیث، مفتی اور مجتہد پیدا کرنے سے بانجھ ہو جائیں؟

⑤ ہمارے نزدیک دینی مدارس میں دینی اور عصری تعلیم کو یکجا نہ کرنے کی سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ یہ فارمولا ائمہ کفر کی طرف سے آیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں اور بڑی عیاری اور مکاری کے ساتھ اپنی سازشوں کا آغاز انتہائی بے ضرر اور دلفریب تجاویز سے کرتے ہیں اور پھر قدم بقدم اپنے اہداف کی طرف بڑھتے رہتے ہیں۔ افغانستان کی جنگ کو انتہائی مکاری اور عیاری کے ساتھ آہستہ آہستہ مکمل طور پر پاکستان میں منتقل کرنے کی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ مسلمانوں کی مساجد اور مدارس کفار کے عزائم میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ قرآن وسنت کی تعلیم اور تدریس کے اس نظام کو وہ ہر قیمت پر غتر بود کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے وہ براہ راست تو یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ اپنے دینی مدارس بند کر دو یا اپنے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم نہ دو، لیکن یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے انہوں نے مسلمانوں کو ''شوگر کوٹڈ'' راستہ دکھایا ہے جسے بعض حضرات نے بلا سوچے سمجھے قبول کر لیا ہے حالانکہ یہ وہی راستہ ہے جس کا تجربہ اس سے پہلے سر سید احمد خان کر چکے ہیں۔ 1868ء میں سر سید احمد خان انگلستان گئے اور 1870ء میں واپس ہندوستان تشریف لائے جہاں سے وہ مسلمانوں کو دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم پڑھانے کا نسخہ کیمیا بھی اپنے ساتھ لائے۔ 1877ء میں ایم اے او کالج کی بنیاد رکھی جس کا مقصدِ قیام یہ بتایا گیا ''فلسفہ ہمارے دائیں ہاتھ میں، نیچرل سائنس بائیں ہاتھ میں اور سر پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تاج ہوگا۔'' اس خوبصورت اور دلکش سہ نقاطی منشور کا نتیجہ کیا نکلا؟ خود سید صاحب کے الفاظ ہی عبرت حاصل کرنے کے لئے کافی ہیں۔ فرماتے ہیں: ''جو لوگ جدید تعلیم سے آراستہ ہو جاتے ہیں ان سے قومی بھلائی کی امید تھی، لیکن وہ خود شیطان اور بدترین قوم بنتے جا رہے ہیں۔''[1]

حاصل کلام یہ ہے کہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم پڑھانے کی تجویز کو معمولی یا بے ضرر تجویز نہ سمجھا جائے، ہماری ناقص رائے میں مساجد اور مدارس کے پورے نظام کو تباہ کرنے کے لئے ائمہ کفر کا یہ پہلا قدم ہے۔ مشرف حکومت میں بھی مدارس کی رجسٹریشن پر بہت زور دیا گیا جس کی علماء کرام نے بھرپور مزاحمت کی۔ اب نئی حکومت کے صدر نے امریکی صدر سے ملاقات کے بعد واشنگٹن میں ہی یہ ''مژدہ'' سنا دیا ہے کہ دینی مدارس سے متعلق اصطلاحات کے تحت حکومت بتدریج تمام مدارس کا کنٹرول

[1] ملاحظہ ہو تاریخ جماعت اسلامی، حصہ اول، از آباد شاہ پوری، صفحہ 73

سنبھال لے گی اور طلباء کو انتہا پسندوں سے علیحدہ کر کے انہیں دینی تعلیم کے ساتھ جدید تعلیم سے بھی بہرہ مند کرے گی۔ ❶

اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی پڑھ لیجئے کہ بروکنگ انسٹی ٹیوٹ رینڈ کارپوریشن اور کانگریس ریسرچ سروس کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کو واضح طور پر یہ ہدایت کی گئی ہے ''پاکستان کو دینی مدارس اور مساجد کو ہر قیمت پر اپنے کنٹرول میں لانا چاہئے تاکہ انتہاء پسند سیاسی اور عسکری نظریات کی ترویج میں ان کا کردار ختم کیا جاسکے۔ ❷

قارئین کرام! غور فرمایئے امریکی ڈکٹیشن اور صدر پاکستان کے بیان میں کوئی ذرہ برابر فرق ہے؟

پس یہ جان لیجئے کہ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم لازمی کرنا محض ایک تجویز نہیں، مکمل سازش ہے جس کا اگلا قدم رجسٹریشن، حسابات کا آڈٹ اور حکومت کا دینی مدارس پر مکمل کنٹرول حاصل کرنا ہوگا جس کے بعد ہر دینی مدرسہ پر کسی حکومتی کارندے (کالج یا یونیورسٹی کے حاضر سروس یا ریٹائرڈ پروفیسر یا پرنسپل وغیرہ) کا تقرر ہوگا اس کے بعد تمام مدارس میں حکومت کا تیار کردہ ''معتدل'' نصاب تعلیم جاری کرنا حکومت کے لئے قطعاً مشکل نہ ہوگا۔

آخر میں ہم یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کے قدیم نصاب کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں قطعاً کوئی حرج کی بات نہیں۔ یہ کام ہونا چاہئے، لیکن یہ کام دینی مدارس کے علماء، فضلاء اور شیوخ کو خود اپنی آزاد مرضی سے کرنا چاہئے نہ کہ حکومتی جبر کے تحت!

ہمیں امید واثق ہے کہ علماء کرام ائمہ کفر کی ان سازشوں سے پوری طرح آگاہ ہیں اور مساجد و مدارس کے معاملات میں کوئی فیصلہ کرتے وقت ان شاء اللہ مکمل بصارت اور بصیرت کا ثبوت دیں گے۔ اللہ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

صد آفریں اہل مدرسہ:

مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ نے جامعہ صفہ کی بنیاد ڈال دی تھی جس میں معلم

❶ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 20 مئی 2008ء

❷ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، لاہور، جنوری 2006ء

اعظم ﷺ نے مسلمانوں کی تعلیم وتدریس کا آغاز بھی فرمادیا۔ جامعہ صفہ میں علم حاصل کرنے والی مقدس جماعت کے سرخیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے جو ذخیرہ احادیث کے سب سے بڑے راوی ہیں، لیکن انہیں یہ علم حاصل کرنے کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دینی پڑیں اس کا تذکرہ خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنئے، فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خیبر کے مقام پر (یعنی 7ھ میں) حاضر ہوا اس وقت میری عمر تیس سال تھی پھر میں نے اپنا مستقل قیام رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی رکھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ مہاجرین بازار میں تجارت کرتے، انصار اپنی کھیتی باڑی میں مصروف رہتے اور میں حصول علم کے لئے کاشانہ نبوت پر حاضر رہتا۔ بھوک سے میرا یہ حال ہوتا کہ مسجد میں چکرا کر گر پڑتا لوگ سمجھتے شاید میں پاگل ہوں حالانکہ مجھے جنون سے کیا تعلق وہ تو بھوک کا اثر ہوتا تھا۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں (بعض اوقات) بھوک کی وجہ سے میں جگر تھام کر زمین پر ٹیک لگا لیتا اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی تمام دنیاوی مفادات کو قربان کیا اور ہر وقت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالسَّوَاکِ وَالْوِسَادَةِ (رسول اللہ ﷺ کے جوتے، مسواک اور تکیہ اٹھانے والا) کے نام سے مشہور ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اس محبت اور رغبت سے قرآن مجید کا علم حاصل کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں'' عبداللہ اسی لہجے میں قرآن تلاوت کرتا ہے جس لہجے میں وہ نازل ہوا ہے جن چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید پڑھانے کی اجازت عطا فرمائی۔ ان میں سرفہرست حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ قرآن وحدیث کا علم سیکھنے اور سکھانے کے لئے پڑھنے اور پڑھانے کے لئے اہل مدرسہ نے جو قربانیاں دیں جو مشقتیں اور مصیبتیں برداشت کیں وہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایسا زریں باب ہے جس کی کوئی مثال کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے محض ایک حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے اونٹ خریدا، مدینہ منورہ سے شام تک کا ایک ماہ میں سفر طے کیا، حدیث بیان کرنے والے صحابی کو تلاش کیا اس سے حدیث سنی اور سنتے ہی واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث خود سن رکھی تھی، لیکن اس میں

کچھ شک محسوس کرنے لگے، محض اپنا شک دور کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے مصر کا سفر کیا جہاں اس حدیث کے راوی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رہائش پذیر تھے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور اسی وقت اونٹ کا کجاوہ کھولے بغیر واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

جن لوگوں نے پہلے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اپنے گھر بار، مال و منال اور جائیدادیں چھوڑیں اور مدینہ منورہ پہنچے۔ انہی لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بعد قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس کی خاطر ایک بار پھر اپنے گھر بار، مال و منال اور کاروبار ترک کیے اور مفتوحہ علاقوں میں پہنچ کر دینی مدارس قائم کیے اور لوگوں کو **قال اللہ** اور **قال الرسول** کی تعلیم سے آشنا کیا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دمشق میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حمص میں مدارس قائم کیے۔

امام مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں مصر میں آزاد کیا گیا (حضرت مکحول رحمہ اللہ پہلے غلام تھے) آزادی کے بعد مصر کے تمام جید علماء سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد عراق پہنچا اور علم حاصل کیا اس کے بعد مدینہ آیا اور علم حاصل کیا پھر شام پہنچا اور وہاں علم حاصل کیا۔ شام میں تو میں نے گویا علم کو چھلنی میں چھان کے چھوڑا۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ حصول علم کے لئے اپنے اسفار کی روائیداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''پہلی دفعہ جب گھر سے نکلا تو سات سال تک مسلسل سفر میں رہا۔ شروع میں سفر کی طوالت میلوں میں شمار کرتا رہا، لیکن 3 ہزار میلوں کے بعد میں نے گننا ترک کر دیا۔ میں نے بحرین سے مصر، مصر سے رملہ (فلسطین)، رملہ سے طرطوس (شام) تک کا پیدل سفر کیا اس وقت میری عمر صرف 20 سال تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سولہ برس کی عمر میں اپنے بھائی اور والدہ صاحبہ کے ساتھ حج کی نیت سے مکہ مکرمہ کا سفر اختیار کیا۔ بھائی اور والدہ تو واپس اپنے وطن چلے گئے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ (محمد بن اسماعیل) حصول علم کے لئے مکہ میں ہی رک گئے اور مکہ کے مشہور اساتذہ کرام سے استفادہ کیا۔ 2 سال بعد مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے کبار علماء سے علم حاصل کیا۔ مدینہ منورہ کے بعد بصرہ، اس کے بعد کوفہ، اس کے بعد بغداد، پھر شام، پھر مصر کا سفر اختیار کیا۔ علوم دینیہ کے ان مراکز سے استفادہ کے بعد خراسان (مشرقی ایران اور شمال مغربی افغانستان کا پرانا علاقہ)، مرو (ترکمانستان کے ایک شہر کا پرانا نام ہے جس کا نیا نام ماری ہے)، بلخ (افغانستان میں مزار شریف سے متصل علاقہ)، ہرات، نیشاپور، رے (تہران کے

جنوب میں واقع شہر) اور جبال (اسے عراقِ عجم بھی کہا جاتا ہے آج اس کا نوے فیصد حصہ ایران میں ہے اور دس فیصد حصہ عراق میں ہے) میں مختلف علماء وفضلاء سے استفادہ کیا۔ بعض سیرت نگاروں نے امام موصوف کے اساتذہ کرام کی تعداد 289 بتائی ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے نیشاپور (جائے پیدائش) کے علماء سے فیض حاصل کرنے کے بعد خراسان کے دیگر علماء سے استفادہ کیا اس کے بعد مزید علم حاصل کرنے کے لئے کوفہ، بغداد، بصرہ، بلخ، حجاز (مکہ اور مدینہ) اور مصر کے سفر اختیار کئے۔

امام ابو داؤد سجستانی رحمہ اللہ نے اپنے گاؤں سجستان کے بعد بصرہ، بغداد، کوفہ، حجاز، مصر، شام، خراسان، جزیرہ (دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ......آج اس کا کچھ حصہ ترکی میں، کچھ عراق میں اور کچھ شام میں ہے)، مرو، اور اصفہان کے علماء سے استفادہ کیا۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے خراسان، کوفہ، بغداد، مکہ، مدینہ، مصر، شام، بصرہ اور رے کے سفر اختیار کئے۔ امام دارمی رحمہ اللہ نے حصول علم کے لئے اتنے طویل اور لمبے سفر کئے کہ کتب سیر میں انہیں ''صاحب رحلت اسفار'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حافظ ابو زرعہ رحمہ اللہ نے حصول علم کے لئے مکہ، مدینہ، عراق، شام، جزیرہ، خراسان اور مصر کے مسلسل سفر اختیار کئے۔ یہ بات یاد رہے کہ یہ تمام سفر پیدل ہوتے نیز ان ممالک میں حصول علم کے طلاب کا قیام محض چند ہفتوں یا چند مہینوں پر مشتمل نہ ہوتا بلکہ کئی کئی سال قیام کرنا پڑتا۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طالب علم کو ایک ایک استاد کے پاس تیس تیس سال تک حاضری دینی پڑتی تب کہیں جا کر وہ علم سیکھتا۔ حضرت نافع بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں امام مالک رحمہ اللہ کے پاس چالیس یا پینتیس سال تک بیٹھا رہا۔ روزانہ صبح کو بھی حاضر ہوتا۔ دوپہر کو بھی پھر پچھلے پہر بھی۔ (حلیۃ الاولیاء، صفحہ 320)

امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے استاد سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے زانو سے زانو ملا کر آٹھ سال گزارے۔ (حلیۃ الاولیا، ج 1، صفحہ 362)

حضرت عکرمہ مولیٰ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک آیت کے شان نزول کی خاطر چودہ سال تک مارا مارا پھرتا رہا بالآخر اس کا پتہ لگا کے چھوڑا۔ (فتح القدیر، ج 1، صفحہ 4) عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے گیارہ سو اساتذہ سے، امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے نو سو اساتذہ سے، ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے آٹھ سو اساتذہ سے، ابن عساکر رحمہ اللہ نے تیرہ سو اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ وعلی ہذا القیاس!

اہل مدرسہ کے واقعات پڑھ کر کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ اس زمانے میں اہل مدرسہ مالی اعتبار سے بڑے فارغ البال اور خوشحال تھے۔ تب انہوں نے اتنے طول طویل اور اکٹھن سفر اختیار کئے، نہیں، اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں تھا یہ تو محض علم دین حاصل کرنے کا شوق اور جذبہ تھا جس نے انہیں ہر طرح کے مصائب وآلام، دکھ اور رنج، فاقے اور بیماریاں جھیلنے کی ہمت اور حوصلہ عطا کر رکھا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ دین کا علم حاصل کرنے میں یہ مراحل آنے ضروری ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے "علم میں کمال اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب طالب علم فقر و فاقہ کا مزہ چکھے۔" حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے استاد حضرت ربیعہ نے علم حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر کے چھت کی کڑیاں تک فروخت کر دیں اس کے بعد ان پر فقر و فاقہ کا ایک ایسا وقت بھی آیا کہ انہیں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے کھجوریں اٹھا اٹھا کر کھانا پڑیں۔ حضرت یحیٰی بن معین رحمہ اللہ (فن رجال کے امام) کے والد امیر آدمی تھے۔ ساڑھے دس لاکھ درہم کی وراثت اپنے بیٹے کے لئے چھوڑی، لیکن حضرت یحیٰی بن معین رحمہ اللہ نے یہ ساری رقم علم حدیث کے حصول میں صرف کر دی حتی کہ نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ پاؤں میں پہننے کے لئے جوتے تک نہ رہے اور ننگے پاؤں چلتے رہے۔

بصرہ میں قیام کے دوران امام بخاری رحمہ اللہ پر فقر و فاقہ کا وہ وقت بھی آیا جب ان کے پاس کوئی ایسا لباس نہیں تھا جسے پہن کر باہر نکل سکیں۔ چند دن تک جب امام صاحب رحمہ اللہ مدرسہ سے غیر حاضر رہے تو طلباء نے گھر آ کر معلوم کرنا چاہا، دیکھا تو ایک اندھیری کوٹھڑی میں موجود ہیں، لیکن بدن پر ایسا لباس نہیں جسے پہن کر باہر نکل سکیں، چنانچہ طلباء نے مل کر رقم جمع کی اور امام صاحب رحمہ اللہ کو لباس خرید کر دیا تب مدرسہ میں آمد و رفت شروع کی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یمن میں حصول علم کے لئے گئے تو گزر بسر کرنے کے لئے ازار بند بُنتے اور فروخت کرتے رہے۔ یمن سے رخت سفر باندھنے لگے تو نانبائی کے مقروض تھے، قرض چکانے کے لئے پیسے نہیں تھے اس لئے جوتا دے کر قرض اتارا اور خود ننگے پاؤں روانہ ہو گئے۔ راستے میں اونٹوں پر بار لادنے اور اتارنے والے مزدوروں میں شریک ہو گئے جو مزدوری ملتی اس سے اپنی ضروریات پوری فرماتے۔" (تاریخ دمشق، ج2)

اہل مدرسہ نے حصول علم کی خاطر صرف جانی اور مالی قربانیاں ہی نہیں دیں بلکہ اس مبارک سفر میں

اپنے اپنے وقت کی جابر اور ظالم حکومتوں کے زہرہ گداز ظلم بھی برداشت کیے۔حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ ،حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ اور حضرت مسروق رحمہ اللہ کو اموی خلفاء نے اپنے جور و ستم کا نشانہ بنایا۔

عباسی خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا،امام موصوف نے فرمایا ''اس عہدے کے لئے وہی آدمی موزوں ہوسکتا ہے جو آپ پر، آپ کے شاہزادوں اور سپہ سالاروں پر قانون نافذ کر سکے مجھ میں یہ جان نہیں۔''امام صاحب رحمہ اللہ کے بار بار انکار پر انہیں کوڑوں سے پٹوایا،جیل میں ڈال دیا،وہاں سے نکالا تو ایک مکان میں نظر بند کر دیا،نظر بندی کی حالت میں ہی امام صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔امام مالک رحمہ اللہ نے جبری طلاق حرام ہونے کا فتویٰ دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ شریعت میں جبری بیعت بھی باطل ہے۔خلیفہ نے امام مالک رحمہ اللہ کو اس فتویٰ سے روکنا چاہا،لیکن آپ بدستور یہ فتویٰ دیتے رہے۔خلیفہ نے آپ کے کپڑے اتروا کر ستر کوڑے مروائے جس سے امام صاحب رحمہ اللہ کی پشت لہولہان ہوگئی،دونوں کندھے اتر گئے۔کوڑے مارنے کے بعد امام موصوف کو زخمی حالت میں اونٹ پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا۔امام مالک رحمہ اللہ اسی حالت میں یہ اعلان فرماتے رہے ''جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے،جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے میں مالک بن انس ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ جبری طلاق حرام ہے۔''

ہارون الرشید کے عہد میں امام شافعی رحمہ اللہ گرفتار کیے گئے اور پیدل دارالخلافہ تک لائے گئے۔حکومتی کارندے راستے میں امام موصوف کی تحقیر اور تذلیل کرتے رہے،امام موصوف نے اِسی عہد میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

212ھ میں مامون الرشید نے ''خلق قرآن'' کے مسئلہ پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو درس و تدریس اور افتا سے روک دیا،لیکن آپ اپنے موقف پر قائم رہے تو مامون نے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔امام احمد رحمہ اللہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر خلیفہ کے پاس لے جایا جا رہا تھا کہ اسی دوران مامون الرشید کا انتقال ہوگیا۔مامون کے بعد اس کے بھائی معتصم باللہ کا عہد شروع ہوا اس وقت امام موصوف کی عمر 56 سال تھی۔بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ چکے تھے،خلیفہ کے حکم پر امام صاحب رحمہ اللہ کو پاؤں میں بیڑیاں پہنائی گئیں۔رمضان کے مہینے میں دھوپ میں بٹھا کر کوڑے مارے گئے۔ایک جلاد دو کوڑے مارتا تو دوسرا تازہ دم جلاد آ کر دو کوڑے مارتا۔امام احمد رحمہ اللہ صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر ڈٹے رہے۔جب بے ہوش ہوجاتے تو انہیں تلوار کی نوک چبھو کر ہوش میں لانے کی کوشش کی جاتی لیکن امام

رحمہ اللہ شدید تکلیف کی وجہ سے بے حس و حرکت پڑے رہتے۔ معتصم کے بعد واثق کا دور بھی ایسے ہی ظلم برداشت کرتے گزرا۔ مسلسل چودہ سال تک یہ ظلم برداشت کیا۔ متوکل کے عہد میں رہا کیے گئے۔ رہائی کے بعد 21 سال زندہ رہے۔ کوڑوں کی تکلیف آخر عمر تک باقی رہی اور اسی حال میں 241ھ میں جان ، جان آفریں کے سپرد کردی۔

عمر کے آخری حصہ میں امام بخاری کو بھی حاکم بخارا کے عتاب کا نشانہ بننا پڑا۔ بخارا سے جلاوطن کئے گئے اور سمرقند کی ایک چھوٹی سی بستی ''فرتنگ'' میں اپنے بعض اعزہ نے انہیں پناہ دی۔ امام موصوف نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ''الٰہی! وسعت کے باوجود زمین میرے لئے تنگ ہوگئی ہے اب مجھے اپنے پاس واپس بلا لے۔'' چند دنوں بعد ہی نماز عشاء کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

پہلی اور دوسری صدی ہجری میں اہل مدرسہ نے اسلام کے لئے جو بے لوث قربانیاں دیں سچی بات یہ ہے کہ آج ہم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

پہلی اور دوسری صدی ہجری میں مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، کوفہ، بغداد، بصرہ، مصر، شام، یمن، بحرین اور خراسان کے عظیم الشان دینی مدارس سے فارغ ہونے والے علماء و فضلاء درس و تدریس، تعلیم و تعلّم اور دعوت و تبلیغ کے لئے دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے۔ [1] نہ اپنے گھر بار کی پروا کی، نہ اپنی جائیدادوں اور کاروبار کی پروا کی، نہ سفر کی بے پناہ صعوبتوں کو خاطر میں لائے نہ اپنے آرام اور آسائش کا خیال رکھا۔ تنگی ترشی، فاقہ کشی، بیماری جو کچھ اس دوران پیش آیا، اسے نہایت اطمینان، سکون، اعلیٰ ظرفی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سلاطین اور حکمرانوں کی سرپرستی اور نوازشوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو بے نیاز رکھا۔ سیاست کے نشیب و فراز اور کشمکش سے الگ تھلگ رہے، حکومتوں کے عہدوں اور مناصب کا کبھی لالچ اور طمع نہ کیا۔ مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال اور لڑائی جھگڑوں سے کوسوں دور رہے۔ ظالم اور جابر حکمران، ملکوں، شہروں اور بستیوں کو اجاڑتے اور برباد کرتے رہے، لیکن اللہ کے ان سپاہیوں نے ہر

---

[1] ہمیں بعض مورخین کے اس موقف سے قطعاً اتفاق نہیں کہ عرب تاجر تجارت کی غرض سے جن جن ملکوں میں پہنچے وہاں انہوں نے اسلام کی دعوت پہنچائی اور دنیا میں اسلام پھیلا۔ یہ موقف تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ مسلمان تاجر جہاں کہیں گئے ہوں گے انہوں نے اپنی بساط کے مطابق اشاعت اسلام کی کوشش کی ہوگی، لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی اشاعت عرب تجار کی مرہون منت نہیں ہے بلکہ ان مخلص اور بے لوث مدرسین، مبلغین اور معلمین کی مرہون منت ہے جو محض اشاعت اسلام کے جذبے سے اپنے گھروں سے نکلے اور اپنی ساری ساری زندگیاں اسی مقدس فرض کی بجا آوری میں کھپا دیں۔

حال میں مساجد اور مدارس کی دنیا آباد رکھی۔ گالیاں کھائیں، طعنے سنے، توہین اور تحقیر آمیز سلوک برداشت کیا، جیلوں میں گئے، کوڑے کھائے، حتی کہ اپنی جانوں کے نذرانے تک پیش کئے، لیکن قال اللہ اور قال الرسول کا علم ہر حال میں بلند کئے رکھا ۔

بہار ہو کہ خزاں لا الـٰـه الا اللـــه

93ھ میں جب محمد بن قاسم رحمہ اللہ سندھ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو اس سے قبل خلافت راشدہ سمیت 41 معلمین اسلام برصغیر ہندو پاک میں تشریف لا چکے تھے۔[1] محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے مفتوحہ علاقوں میں بہت سی مساجد تعمیر کرائیں۔ یہی مساجد نومسلموں کے تعلیمی مراکز بھی تھے۔ فتح سندھ کے بعد تو گویا مبلغین، معلمین اور مدرسین اسلام کی آمد و رفت کا تانتا بندھ گیا۔ پورے برصغیر میں جا بجا قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس کے مدارس بننے لگے، جہاں مدارس نہیں تھے وہاں مساجد میں ہی یہ مقدس فریضہ سرانجام دیا جانے لگا۔ برصغیر میں مساجد اور مدارس کی تاریخ بہت طویل ہے جس کا ذکر یہاں ممکن ہے نہ محل، ماضی قریب یعنی بارہویں تیرہویں صدی ہجری میں شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور ان کے فرزندان گرامی (شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ، اور شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ) شاہ محمد اسحٰق دہلوی رحمہ اللہ، سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ، ایسی سعادت مند ہستیاں تھیں جنہوں نے بتکدۂ ہند کو قال اللہ اور قال الرسول کی تعلیمات سے آشنا کیا۔ ان علماء و فضلاء کی بے لوث اور مخلصانہ جدوجہد، ایثار، قربانی اور شب و روز محنت کے نتیجہ میں الحمدللہ آج برصغیر ہندو پاک میں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں مساجد اور مدارس کے ایسے خدمت گاروں کی مقدس جماعت موجود ہے جس نے اسلام کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں جنہوں نے اپنے سارے مادی اور معاشی مفادات کو اسلام کے لئے قربان کر رکھا ہے جن کی زندگیوں کا اوڑھنا اور بچھونا مساجد اور مدارس میں آنے والے مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کرنا، باقاعدگی سے روزانہ پانچ وقت صدائے اللہ اکبر بلند کرنا، نماز باجماعت کا اہتمام کرنا، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کرنا اور ان کے بچوں کو صبح و شام قرآن و حدیث پڑھانا اور یاد کرانا ہے۔

اہل مدرسہ کی صدیوں پرانی قابل تحسین خدمات کا تذکرہ ہم یہاں ایک اور پہلو سے بھی کرنا چاہتے

[1] ان معلمین اسلام کے اسماء گرامی کے لئے ملاحظہ ہو "برصغیر میں اہل حدیث کی آمد" از مولانا محمد اسحٰق بھٹی۔

ہیں۔

عام طور پر خواص وعوام میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ یہودی اور عیسائی بڑی لائق فائق اور ذہین وفطین قومیں ہیں۔ ہمیں اعتراف ہے کہ آج کے مادی دور میں ان قوموں نے بڑی ترقی کی ہے۔ معاشی اعتبار سے پوری دنیا پنجہ یہود میں ہے۔ ذرائع ابلاغ پر مکمل طور پر یہودیوں کا کنٹرول ہے، لیکن لمحہ بھر کے لئے غور فرمایئے کہ اسی ذہین وفطین قوم نے اپنے دین کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

تین چار ہزار سال گزرنے کے باوجود بتایئے آج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر مشتمل کتنی کتب دنیا میں پائی جاتی ہیں؟ شاید ایک بھی نہیں۔ اس ذہین وفطین قوم نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت مطہرہ پر مشتمل کوئی مجموعہ مرتب کیا ؟ ایک بھی نہیں۔ پوری دنیا میں تورات شریف کا کوئی ایک ہی حافظ بتایئے۔ ایک بھی نہیں۔

اور یہ تو مسلمہ امر ہے کہ پوری دنیا کو انگلیوں پر نچانے والی یہ ذہین وفطین قوم اپنی کتاب مقدس تک کی حفاظت نہیں کر سکی۔ اسی ''لائق وفائق'' قوم نے اپنے نبی کے دس بیس تو کیا کسی ایک صحابی کا نام تک محفوظ نہیں رکھا۔

دین کے معاملہ میں عیسائیوں کا حال بھی یہودیوں سے کچھ مختلف نہیں۔ غور فرمایئے آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر مشتمل کتنی کتب دنیا والوں کو میسر ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت مطہرہ پر مشتمل کون سا مجموعہ عیسائیوں کے پاس ہے؟ تورات شریف کی طرح انجیل کا بھی دنیا میں کوئی ایک ہی حافظ موجود ہو؟ تورات شریف کی طرح انجیل کے بارے میں بھی یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ محرف ہے۔ یہودی علماء کی طرح عیسائی علماء بھی اپنی کتاب مقدس کی حفاظت نہیں کر سکے۔ یہودیوں کی طرح عیسائی بھی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی ایک صحابی تک کے حالات زندگی محفوظ نہیں کر سکے۔ [1] تابعین اور تبع تابعین کی بات تو بہت دور کی ہے۔

یہودیت اور عیسائیت کے مقابلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے تمام حالات مکمل تفصیل کے ساتھ کتب سیر میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ،

[1] یاد رہے کہ اناجیل اربعہ کے چاروں مرتبین لوقا، متی، مرقس اور یوحنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد کے نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کم از کم دو تین سو سال بعد کے ہیں۔

ایک ایک دن مکمل حوالوں کے ساتھ موجود ہے۔ بلا مبالغہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے موضوع پر مختلف زبانوں میں مرتب کی جانے والی کتب کی تعداد ہزاروں نہیں، لاکھوں سے متجاوز ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر مشتمل مجموعوں کی تعداد بھی سینکڑوں سے متجاوز ہے جن میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا عمل مکمل سندوں کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ سندوں کی صحت کا حکم لگانے کے لئے راویوں پر جرح اور تعدیل کا الگ علم وضع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت کم وبیش پانچ لاکھ انسانوں کے حالات زندگی قلم بند کئے گئے ہیں۔ سب سے عظیم الشان کارنامہ مقدس کتاب......قرآن مجید......کی حفاظت کا ہے جس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک شوشہ چودہ سو سال بعد بھی اسی طرح من وعن موجود ہے جس طرح عہد نبوی میں تھا۔ کتاب مقدس کے لاکھوں نہیں کروڑوں حفاظ دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں جن کے سینوں میں قرآن مجید اسی صوتی انداز میں موجود ہے جس صوتی انداز میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بعد آج الحمد للہ آپ ﷺ کے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی محفوظ ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہزاروں تابعین اور تبع تابعین کے حالات زندگی بھی محفوظ ہیں تو پھر بتائیے کہ دنیا کی سب سے عظیم (Supper) قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ دنیا کی سب سے زیادہ لائق فائق قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ دنیا کی سب سے زیادہ ذہین وفطین قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ یقیناً مسلمان قوم!

مسلمان قوم کو یہ اعزاز کس گروہ کے باعث حاصل ہوا؟ مسلمان حکمرانوں کے باعث یا مسلمان سیاستدانوں کے باعث یا مسلمان تاجروں کے باعث یا مسلمان سائنس دانوں کے باعث یا مسلمان ڈاکٹروں کے باعث یا مسلمان انجینئروں کے باعث یا جدید ٹیکنالوجی کے ماہرین کے باعث؟......نہیں، ہرگز نہیں!......صرف اور صرف اہل مساجد اور مدارس کے باعث......پس صد آفریں اے اہل مساجد ومدارس! تم ہی دراصل ''خیر اُمت'' ہو، تم ہی ''امت وسط'' ہو، تم ہی پوری اُمت مسلمہ کے ماتھے کا جھومر ہو، تم ہی اُمت کے لئے باعث عز وافتخار ہو......پوری اُمت آپ کی شکر گزار اور ممنونِ احسان ہے اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

آخر میں ہم اپنے حکمرانوں سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ بھی ان حقائق پر غور فرمائیں۔ دین

کے ان محافظوں اور اُمت کے محسنوں پر بے جا پابندیاں عائد نہ کریں۔ ان بوریہ نشین اور درویش لوگوں کو اپنا کام کرنے دیں۔ گزشتہ چودہ سو سالہ تاریخ کی گواہی یہی ہے کہ جس نے ان اللہ والوں سے ٹکر لی وہ خود خائب و خاسر اور نامراد ہوا اور اللہ والوں کا یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔ تاریخ سے سبق حاصل کرنا ہی عقلمندی ہے!

جامعہ محمدیہ سے جامعہ صفہ تک:

اللہ تعالیٰ نے چونکہ قیامت تک کے لئے اپنے دین کی حفاظت کا وعدہ فرما رکھا ہے اس لئے قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے والے خوش نصیب اور سعادت مند اساتذہ اور تلامذہ کی مقدس جماعت ہر زمانے میں دنیا کے ہر خطے میں الحمدللہ موجود رہی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک موجود رہے گی۔

محترم والد حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ (1341 تا 1413ھ) نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز 1355ھ میں جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ (پاکستان) سے کیا ان کے اساتذہ کرام میں جلیل القدر محدث مولانا ابوالطیب محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔[1] جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے اس نابغہ روزگار محدّث سے لے کر جامعہ صفہ مدینہ منورہ کے معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تک چودہ صدیوں کے مبارک تدریسی اور تعلیمی سفر کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

① شیخ ابوالطیب محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ (1330ھ تا 1408ھ) نے روایت کیا اپنے شیخ

② حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ (1315ھ تا 1405ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

③ حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ (1267ھ تا 1334ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

④ سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (1220ھ تا 1320ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑤ شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمہ اللہ (1197ھ تا 1262ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑥ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (1159ھ تا 1239ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑦ شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی رحمہ اللہ (1114ھ تا 1176ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

[1] جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں والد مرحوم کے دیگر عالی مرتبت اساتذہ کرام یہ تھے ① شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ ② حضرت مولانا عبداللہ بھوجیانوی رحمہ اللہ ③ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کلیم رحمہ اللہ۔

⑧ ابوالطاہر عبدالسمیع المدنی رحمہ اللہ (1081ھ تا 1145ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑨ ابراہیم الکردی رحمہ اللہ (1025ھ تا 1101ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑩ احمد القشاشی رحمہ اللہ (991ھ تا 1071ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑪ احمد بن عبدالقدوس الشناوی رحمہ اللہ (975ھ تا 1028ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑫ محمد بن احمد المحدث الرملی رحمہ اللہ (919ھ تا 1004ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑬ ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری رحمہ اللہ (823ھ تا 925ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑭ حافظ احمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (772ھ تا 852ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑮ ابراہیم بن محمد التنوخی رحمہ اللہ (709ھ تا 800ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑯ احمد بن ابی طالب الحجار رحمہ اللہ (وفات:730ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑰ حسین بن مبارک الزبیدی رحمہ اللہ (546ھ تا 631ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑱ عبدالاول بن عیسیٰ الہروی رحمہ اللہ (458ھ تا 553ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑲ عبدالرحمن بن مظفر الداودی رحمہ اللہ (374ھ تا 476ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
⑳ عبداللہ بن احمد السرخسی رحمہ اللہ (293ھ تا 381ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
㉑ محمد بن یوسف بن مطر الفربری رحمہ اللہ (231ھ تا 320ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
㉒ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (194ھ تا 256ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
㉓ مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (125ھ تا 215ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
㉔ یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ (......وفات 46ھ) سے اورانہوں نے روایت کیا اپنے شیخ
㉕ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (7 نبوت تا 74ھ) سے اورانہوں نے کہا میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ((مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) [1]

ترجمہ: ''جس شخص نے مجھ سے ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی، وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔''

قارئین کرام! غور فرمایئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل مسجد اور اہل مدرسہ کے ذریعے ہمارے دین کو کس حیرت انگیز طریقے سے محفوظ فرما دیا ہے۔ آج چودہ سو سال بعد بھی اگر کوئی شخص قرآن مجید کی کسی

[1] ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، اشاعت خاص بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، مارچ 2005ء، صفحہ نمبر 260-261

آیت یا ذخیرۂ حدیث کی کسی حدیث کی صحت کے بارے میں تحقیق کرنا چاہے تو پورے اطمینان کے ساتھ بلا تامل کر سکتا ہے۔

بلا شبہ اہل مسجد اور اہل مدرسہ ہی وہ مقدس گروہ ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا ○﴾ ترجمہ: ''یہی وہ لوگ ہیں جن کی محنت اور کوشش قابل قدر ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل، آیت 19) اور یہ کہ ﴿لِّسَعْیِھَا رَاضِیَةٌ ○﴾ ترجمہ: ''قیامت کے روز وہ لوگ اپنی محنت اور کوشش پر شاداں و فرحاں ہوں گے۔'' (سورہ الغاشیہ، آیت 9) اور یہ کہ ﴿وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ○ ضَاحِکَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ○﴾ ترجمہ: ''بعض چہرے اس روز چمکتے ہوں گے، ہنستے مسکراتے اور خوش باش۔'' (سورہ عبس، آیت 38 تا 39)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کروڑہا کروڑ رحمتیں نازل ہوں اہل مسجد اور اہل مدرسہ کے اس مبارک اور عالی مرتبت گروہ پر جس نے ماضی میں حفاظتِ دین کا مقدس فریضہ سرانجام دیا اور اس گروہ پر بھی جو آج یہ مقدس فریضہ سرانجام دے رہا ہے اور اُس گروہ پر بھی جو مستقبل میں یہ مقدس فریضہ سرانجام دے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ امتِ مسلمہ کے ان محسنوں کو اپنوں اور غیروں کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے محفوظ فرمائے۔ ظالموں اور جابروں کے ظلم اور جبر سے اپنی پناہ میں رکھے اور ہمیشہ اپنی نصرت اور تائید سے نوازتا رہے۔ آمین!

عذابِ الٰہی کو ٹالنے کی صورت:

اسلامی جمہوریہ پاکستان آج سے کم و بیش 60 سال قبل دو قومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا اس کے لئے مسلمانوں کو کیسی کیسی قربانیاں دینی پڑیں اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ معصوم بچوں کو ذبح کیا گیا، نیزوں پر اچھالا گیا، زندہ جلایا گیا، نہ معلوم کتنی عفت مآب خواتین کی بے حرمتی کی گئی، چھاتیاں کاٹی گئیں، پیٹ پھاڑے گئے، نومولود بچوں کو خنجروں اور نیزوں میں پرویا گیا۔ کتنے مکان مکینوں سمیت جلا دیئے گئے، مہاجرین کے قافلوں کو جابجا لوٹا گیا، بیشتر کو موت کے گھاٹ اتارا گیا، جابجا لاشوں کے ڈھیر، راستے خون سے رنگین، مکانات کھنڈر، بستیاں ویران، ہر طرف تباہی اور بربادی کے المناک مناظر جنہیں بیان کرتے ہوئے یا پڑھتے ہوئے کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے یہ ساری قربانیاں اس امید پر دیں کہ ایک ایسا ملک معرض وجود میں آئے گا جہاں اسلامی قانون نافذ ہوگا اور مدینہ منورہ کی طرز پر ایک اسلامی ریاست قائم ہوگی، لیکن افسوس اسلامی قوانین کا نفاذ تو رہی دور کی بات، 25 سال بعد ہمارے حکمران اُس وعدے سے ہی منحرف ہوگئے جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے حکمرانوں نے صاف صاف کہنا شروع کردیا کہ پاکستان بنانے کا مقصد اسلامی ریاست ہرگز نہ تھا بلکہ معاشی اعتبار سے ایک خوشحال ملک بنانا مطلوب تھا۔ اس خیانت اور بدعہدی کی ہمیں سزا یہ ملی کہ پاکستان دوٹکڑے ہوگیا اور ایک بار پھر وہی قتل وغارت خون ریزی اور عصمت دری اور ظلم وستم کی داستانیں اپنے ہم وطن مسلمان بھائیوں کے ہاتھوں دہرائی گئیں جو پہلے غیروں کے ہاتھوں پیش آئی تھیں، لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی سبق حاصل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کی بے وفائی میں پہلے سے زیادہ بے باک ہوگئے۔ سودی نظام معیشت ، کرپشن، فحاشی، بے حیائی، الحاد، لادینیت، اسلامی احکام کا تمسخر واستہزاء تو پہلے سے ہی چلا آرہا تھا۔ نام نہاد روشن خیال اور اعتدال پسند حکومت نے ملک وملت سے غداری کے نئے ریکارڈ قائم کئے۔ اپنے مسلمان افغان بھائیوں کا قتل عام کرنے کے لئے ائمہ کفر سے انتہائی بزدلانہ اور غلامانہ انداز میں تعاون کیا۔ ڈالروں کے لالچ میں مجاہدین اور غیور محبّ وطن پاکستانیوں کو امریکہ کے ہاتھوں فروخت کیا۔ کفار کو خوش کرنے کے لئے نہ صرف مساجد اور مدارس کا تقدس پامال کیا بلکہ مساجد اور مدارس کے طلباء اور طالبات کا قتل عام کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔ مساجد اور اُن کی سرپرستی کرنے والے اہل خیر پر عرصہ حیات تنگ کردیا۔ مساجد اور مدارس چلانے والے علماء وفضلاء کو دن رات مسلسل خوف زدہ اور پریشان کیا۔ بزدل، عیاش اور بے دین حکومت کے ان جرائم کی سزا آج پوری قوم بھگت رہی ہے۔ زرخیز زمینوں سے مالا مال، اہم ترین صنعتوں کا حامل، انتہائی قیمتی معدنیات اور گیس کے ذخیروں سے بھرا ملک پتھر کے دور سے بھی بدتر نقشہ پیش کررہا ہے ۔ پانی نہ بجلی، اشیائے خوردونوش کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کررہی ہیں۔ لوگ بھوک اور فاقوں سے خود کشیاں کررہے ہیں، بدامنی، دھماکے، خون ریزی، قتل وغارت، ڈاکے، اغوا، خودکش حملے، دشمن کا خوف، ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود ڈرون حملوں کے مقابلہ میں بے بسی، اور سب سے بڑا عذاب یہ کہ اپنے ہی وطن میں اپنی ہی فوج اپنے ہی شہریوں کو نقل مکانی پر مجبور کررہی ہے۔ فوجی آپریشن کے نتیجہ میں قبائلی علاقوں سے چالیس لاکھ انسانوں کا نقل مکانی پر مجبور ہوجانا، شدید گرمی کے موسم میں خیموں میں قیام کرنا، خیموں کا

ناکافی ہونا، اشیائے خوردونوش میسر نہ آنا، گرمی، پیاس اور بھوک سے بچوں کا بلبلانا، راشن کی تقسیم پر آپس میں لڑائی جھگڑے ہونا، قحط کی صورت حال پیدا ہو جانا، پکی فصلوں کا ضائع ہو جانا، ناقص اشیاء خوردونوش کی وجہ سے مختلف امراض کا پھوٹ پڑنا، تاجروں کا اشیائے خوردونوش کی قیمتیں بڑھانا، عمارتوں کا کھنڈرات میں تبدیل ہو جانا، فیکٹریوں، کارخانوں اور صنعتوں کا برباد ہونا، مزدوروں کا بے روزگار ہونا، جرائم پیشہ لوگوں کا لوٹ مار کرنا، اغوا کے واقعات پیش آنا، بچوں کی خرید و فروخت کا کاروبار ہونا، سیاحتی مراکز کا تباہ ہونا، یہ سب ہماری بداعمالیوں اور گناہوں کی سزا نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام کے واقعات کا ذکر فرما کر اپنا یہ بے لاگ اور دوٹوک قانون بار بار بتایا ہے کہ جو قوم اللہ سے وعدہ خلافی کرتی ہے اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہے اللہ اسے ایسے ہی عذابوں میں مبتلا کر دیتے ہیں جیسے عذابوں میں آج ہم مبتلا ہیں۔

سورہ سبا میں اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کا واقعہ بیان فرمایا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کو ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا اور فرمایا ﴿كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴾ ترجمہ: ''اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، نعمتوں بھرا ملک (اللہ نے تمہیں دیا ہے اور خود) اللہ کی ذات بڑی بخشنہار ہے۔'' (یعنی چھوٹے چھوٹے گناہوں سے درگزر فرماتی رہتی ہے۔) (سورہ سبا، آیت 15) آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''قوم سبا نے نافرمانی کی، لہٰذا ہم نے نعمتوں بھرے ملک کو بنجر بنا دیا۔'' اور فرمایا ﴿ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴾ ترجمہ: ''قوم سبا کی ناشکری پر ہم نے اسے یہ سزا دی اور ناشکری کرنے والوں کی سزا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتی ہے؟'' (سورہ سبا، آیت 17) یعنی جو بھی قوم ناشکری کرے گی اسے یہی سزا دی جائے گی۔ پس سب سے پہلے تو ہمیں اس بات کا کھلے دل سے اور واضح الفاظ میں اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم اپنے گناہوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے کم از کم ہمیں درج ذیل تین امور پر خلوص دل سے عمل کرنا چاہئے، بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے، ہماری کمزوری کو طاقت میں، خوف کو رعب میں، بے بسی کو قوت میں اور ذلت کو عزت میں بدل ڈالیں۔

اولاً: ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرنا چاہئے، اپنے گناہوں پر شرمساری کے ساتھ معافی مانگنی

چاہئے۔ آئندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے باز رہنے کا عزم کرنا چاہئے۔ یہ استغفار ہمیں فرداً فرداً بھی کرنا چاہئے اور (کم از کم) قوم کے باشعور طبقہ کو اجتماعی طور پر بھی کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ ترجمہ: ''جب تک لوگ استغفار کرتے رہیں اللہ انہیں عذاب نہیں کرتا۔'' (سورہ الانفال، آیت 33)

ثانیاً : ہم اس سے پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مساجد و مدارس، پاکستان کے وجود کا لازمی حصہ ہیں اگر مساجد اور مدارس نہ رہے تو پاکستان بھی نہیں رہے گا، لہٰذا جہاں جہاں حکومت نے مساجد اور مدارس منہدم کی ہیں انہیں بلا تاخیر تعمیر کرے نیز آئندہ مساجد اور مدارس کی تعمیر پر کسی قسم کی پابندی نہ لگائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑے واضح الفاظ میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے ''اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو لوگوں کو اللہ کی مسجد میں اللہ کا نام لینے سے روکے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو جائے۔ ایسے ظالموں کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔'' (سورہ البقرہ، آیت 114) اس کے باوجود اگر کسی ''دانشور'' کو یہ شک ہے کہ ہماری موجودہ ذلت اور رسوائی کا سبب مساجد اور مدارس کا انہدام اور ان میں پڑھنے والے طلباء اور طالبات کے قتل عام کے علاوہ کچھ اور ہے تو پھر اسے اپنی دانش کا علاج کروانا چاہئے۔ ہمارا ایمان ہے کہ پورے ملک پر ذلت اور رسوائی کا یہ عذاب مساجد اور مدارس کے انہدام کے جرم میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر مسلط فرمایا ہے، لہٰذا جب تک ہم اس جرم کی تلافی نہیں کرتے ہمارے لئے اس ذلت اور رسوائی سے نکلنا ممکن نہیں۔

ثالثاً : گزشتہ ''روشن خیال'' حکومت کے تمام ذمہ داروں پر کم سے کم درج ذیل جرائم کی پاداش میں مقدمات چلائے جائیں:

① ملک کا آئین توڑنے، نیز ملک کی آزادی اور خودمختاری کو ڈالروں کے عوض بیچنے کے جرم میں۔

② مجاہدین اور غیور محبِ وطن پاکستانیوں کو ڈالروں کے عوض بیچنے کے جرم میں۔

③ قوانین حدود اور دیگر اسلامی احکام کی توہین اور استہزاء کے جرم میں۔

④ مساجد اور مدارس کا تقدس پامال کرنے کے جرم میں۔

⑤ جامعہ حفصہ میں قتل عام کروانے کے جرم میں۔

یہ درست ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں آج تک کسی بھی قومی مجرم کو سزا نہیں دی گئی۔ ہماری ناقص

رائے میں یہ روایت بذاتِ خود بہت بڑا جرم ہے اور اس جرم کی قوم کو اب تلافی کرنی چاہیئے۔"بڑے" مجرموں کو سزا نہ دینا بھی قوموں کی ہلاکت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔عہد نبوی میں بنومخزوم کی عورت نے جب چوری کی تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں اسے معاف کرنے کی سفارش اس لئے کی گئی کہ وہ بڑے خاندان کی عورت ہے۔آپ ﷺ نے جب یہ سنا تو خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو خبردار کیا "تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے ہلاک کئے گئے کہ جب کوئی بڑے خاندان کا آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی چھوٹے خاندان کا آدمی جرم کرتا تو اسے قانون کے مطابق سزا دی جاتی۔" پھر آپ ﷺ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا "اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔" (بخاری و مسلم) کیا مجرموں کا یہ ٹولہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ محمد ﷺ سے بھی زیادہ معزز ہے؟ ان مجرموں پر بلا تامل اور بلا تاخیر عدالت میں مقدمات قائم ہونے چاہئیں اور قانون کے مطابق عدالت انہیں جو بھی سزا دے اس پر بلا رورعایت عمل درآمد ہونا چاہیئے۔

ہماری ناقص رائے میں صرف یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر ہم موجودہ عذاب الیم کی کیفیت سے نکل سکتے ہیں لیکن اگر ہم اب بھی اس پر عمل کرنے سے گریزاں رہے تو پھر نوشتہ دیوار سامنے ہے:

﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى﴾

"اور جس نے میری نصیحت سے منہ موڑا، اس کے لئے (دنیا میں) تکلیف دہ زندگی ہے اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔" (سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 124)

*****

موجودہ دور کے فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ لباس کا فتنہ ہے جس میں دن بہ دن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔لباس نہ صرف انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے بلکہ اس کا ہمارے دین اور تہذیب و تمدن کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔لباس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث کی تمام متداول کتب میں "کتاب اللباس" کے نام سے ایک باب شامل کیا گیا ہے جس میں لباس سے متعلق شریعت کے احکام واضح کئے گئے ہیں۔لباس کے فتنہ نے نہ صرف پوری قوم کی وضع قطع بدل ڈالی ہے بلکہ قوم کے خیالات، نظریات اور عادات و اطوار تک کو بدل دیا ہے جو لوگ اپنے کپڑوں پر کبھی معمولی سا دھبہ گوارا نہیں

کرتے تھے آج وہی لوگ یا ان کی اولادیں بیسیوں رنگوں اور دھبوں والے نئے کپڑے بڑے شوق سے خریدتے اور پہنتے ہیں۔ کپڑوں پر عجیب وغریب شکلیں بنی ہوتی ہیں یا تحریریں لکھی ہوتی ہیں، لیکن کوئی کراہت تک محسوس نہیں کرتا۔ ایسے ایسے لباس ہیں جنہیں پہننے کے بعد انسان اور جانور میں فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لباس میں فرق کرنا تو اب ممکن نہیں رہا۔ جیسی پتلون اور قمیص مرد پہنتے ہیں، ویسی پتلون قمیص عورتیں پہنتی ہیں، جیسے جوتے مرد پہنتے ہیں ویسے جوتے عورتیں پہنتی ہیں۔ عریانی پہلے صرف عورتوں تک محدود تھی اب نہ مردوں کے لئے عیب ہے نہ عورتوں کے لئے۔ دین سے غفلت اور دوری کا ایک ایسا ریلا ہے جس میں آنکھیں بند کر کے سارے کا سارا معاشرہ بہتا چلا جا رہا ہے اور کسی کو یہ سوچنے کی فرصت نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ الامن شاء اللہ! قوم کی اسی غفلت اور لاپرواہی کا ماتم کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

''آہ! میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کر نالہ وفریاد کر سکتا ہوں کرتا رہوں تاکہ میری چیخیں تمہارے عیش ونشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ وبکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں میری شورش غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہوجائے، میں تم کو غم وماتم سے بھر دوں تم کو درد وحسرت کا پتلا بنا دوں، تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں، تمہارے دل تنور کی طرح بھڑک اٹھیں، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں اور تمہاری غفلت اور بے دردی کی جو بستی مدتوں سے آباد چلی آرہی ہے اس طرح اجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو۔''

کاش! کبھی ایسا ہو سکے، تاہم اپنی حقیری کوشش تو ہم کر ہی دیکھیں گے۔

ہماری اگلی کاوش ان شاء اللہ ''کتاب اللباس'' ہوگی جس میں لباس کے بارے میں شرعی احکام واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر اس کے نتیجہ میں کسی ایک فرد کی سوچ بھی بدل گئی تو ان شاء اللہ ہماری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔

کتاب المساجد آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں خیر وخوبی کے تمام پہلو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان کا نتیجہ ہیں۔ غلطیاں اور کوتاہیاں شیطان اور میرے نفس کے شر کی وجہ سے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری غلطیوں، لغزشوں اور گناہوں کو اپنے پردہ رحمت میں پناہ عطا فرمائے۔ آمین !

کتاب المساجد کی تیاری میں علمی اور عملی تعاون فرمانے والے تمام حضرات کا تہ دل سے شکر گزار ہوں

خاص طور پر شیخ الحدیث حافظ عبدالسلام ملتانی ﷾ (جامعہ لاہور اسلامیہ) کا جنہوں نے اپنی بیماری کے باوجود بڑی محنت اور عرق ریزی سے احادیث کی نظر ثانی فرمائی۔ فَجزَاهُمُ اللّٰهُ اَحسَنُ الْجَزَاء

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو مؤلف کے علاوہ تمام معاونین، ناشرین، مترجمین اور قارئین کے لئے دنیا میں باعث خیر و برکت اور آخرت میں باعث مغفرت بنائے۔ آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ
الرياض، سعودی عرب
14رجب المرجب 1430ھ
18 جولائی 2009ء

اَلنِّــيَّـــةُ

نیت کے مسائل

مَسئلہ 1 اعمال کے اجر وثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔

عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصَى بَيْتٍ فِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَتَوَجَّعْنَا لَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا فُلَانُ لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيْكَ مِنَ الرَّمْضَاءِ وَيَقِيْكَ مِنْ هَوَامِّ الْأَرْضِ قَالَ أَمَا وَ اللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهِ حِمْلاً حَتّٰى أَتَيْتُ بِهِ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ يَرْجُوْ فِيْ أَثَرِهِ الْأَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار میں سے ایک شخص تھے ان کا گھر مدینہ کے سب گھروں (کی نسبت مسجد) سے دور تھا اور ان کی کوئی نماز رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے جانے نہ پاتی تھی۔ ہم لوگوں کو ان پر ترس آیا اور میں نے ان سے کہا '' کاش! تم ایک گدھا خرید لو تا کہ تم گرمی سے اور راہ کے کیڑے مکوڑوں سے محفوظ ہو جاؤ۔'' انہوں نے کہا ''میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر کے ساتھ ہو۔'' مجھ پر اس کی یہ بات بہت گراں گزری۔ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بھی یہی کہا جو مجھ سے کہا تھا اور عرض کیا ''میں اپنے (زیادہ) قدموں کا اجر چاہتا ہوں۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''بے شک تمہارے لئے وہ اجر ہے جس کی تم امید کر رہے ہو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❁❁❁

[1] کتاب المساجد ، باب فضل الصلاة المكتوبه في جماعة

اَلْــغَرَضُ مِنْ بَنَــاءِ الْـمَسَاجِـــدِ

مساجد کی تعمیر کا مقصد

مَسْئله 2 تعمیر مساجد کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور دینی مسائل و احکام بیان کرنا ہے۔

﴿ وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝﴾(72:18)

''بلا شبہ مساجد صرف اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے ہیں، لہٰذا ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔'' (سورہ الجن، آیت 18)

عَـنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّـهُ مَـرَّ بِسُـوْقِ الْمَدِيْنَةِ فَوَقَفَ عَلَيْهَا فَقَالَ : يَا اَهْلَ السُّوْقِ مَا اَعْـجَـزَكُـمْ ! قَالُوْا وَمَا ذَاكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ ؟ قَـالَ ذَاكَ مِيْرَاثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُقْسَمُ وَاَنْـتُـمْ هَـاهُـنَـا اَلاَ تَـذْهَبُـوْنَ فَتَـاْخُـذُوْنَ نَـصِيْبَكُمْ مِنْهُ قَالُوْا : وَاَيْنَ هُوَ قَالَ : فِيْ الْمَسْجِدِ فَـخَرَجُوْا سِرَاعًا وَوَقَفَ اَبُوْهُرَيْرَةَ ﷺ لَهُـمْ ، حَتّٰى رَجَعُوْا فَقَالَ لَهُمْ : مَا لَكُمْ ؟ فَقَالُوْا : يَا اَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ قَـدْ اَتَيْـنَـا الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فِيْهِ فَلَمْ نَرَ فِيْهِ شَيْئًا يُقْسَمُ ! فَقَالَ لَهُمْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ : وَمَـا رَاَيْتُـمْ فِيْ الْمَسْجِدِ اَحَدًا؟ قَالُوْا : بَلٰى رَاَيْنَا قَوْمًا يُصَلُّوْنَ وَقَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ وَقَـوْمًـا يَتَـذَاكَـرُوْنَ الْـحَلاَلَ وَالْـحَرَامَ فَقَالَ لَهُمْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ وَيْـحَكُمْ فَذَاكَ مِيْرَاثُ مُحَمَّدٍ ﷺ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ کے بازار سے گزرے تو ٹھہر گئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''اے بازار والو! تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا ''کیا بات ہے اے ابو ہریرہ؟'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''وہاں نبی اکرم ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم

[1] الترغيب والترهيب لمحى الدين الديب الجزء الاول رقم الحديث 138

یہاں بیٹھے ہو وہاں کیوں نہیں جاتے اور اپنا حصہ وصول کیوں نہیں کرتے؟'' لوگوں نے پوچھا ''میراث کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مسجد میں۔'' لوگ جلدی سے دوڑ کر مسجد کی طرف گئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں کھڑے رہے حتیٰ کہ لوگ مسجد سے پلٹ کر واپس آ گئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا ''کیا ہوا تم لوگ واپس کیوں آ گئے؟'' لوگوں نے جواب دیا ''ہم مسجد میں گئے اور وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتی نہیں دیکھی (لہٰذا ہم واپس آ گئے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا ''مسجد میں تم نے کسی کو نہیں دیکھا؟'' لوگوں نے عرض کیا ''کیوں نہیں! ہم نے بعض لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا ہے کچھ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور بعض لوگ حلال، حرام کے مسئلے بیان کر رہے تھے۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''افسوس! تمہارے حال پر، یہی تو نبی اکرم ﷺ کی میراث ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَتَّخِذُوا الْمَسَاجِدَ طُرُقاً اِلَّا لِذِكْرٍ اَوْ صَلاَةٍ)). رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مساجد کو گزر گاہ نہ بناؤ ان میں صرف اللہ کا ذکر کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے آنا چاہیے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

***

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 1001

اَیْنَ یُبْنَی الْمَسْجِدُ؟

مسجد کہاں تعمیر کی جائے؟

مسئلہ 3 مشرکین کا قبرستان ہموار کر کے اس پر مسجد بنانا جائز ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ کَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِیِّ ﷺ لِبَنِی النَّجَّارِ وَکَانَ فِیْهِ نَخْلٌ وَمَقَابِرُ لِلْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ ((ثَامِنُوْنِیْ بِهٖ)) قَالُوْا لَا نَاْخُذُ لَهٗ ثَمَنًا اَبَدًا قَالَ فَکَانَ النَّبِیُّ یَبْنِیْهِ وَهُمْ یُنَاوِلُوْنَهٗ وَالنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❶ (صحیح)

حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں جہاں (آج) مسجد نبوی ہے وہ جگہ بنو نجار قبیلہ کی تھی اس میں کچھ کھجوروں کے درخت تھے اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بنو نجار سے کہا "تم لوگ مجھ سے اس زمین کی قیمت لے لو۔" بنو نجار نے عرض کیا "ہم اس کی قیمت آپ سے ہرگز نہیں لیں گے (بلکہ اللہ سے اجر و ثواب لیں گے)۔" حضرت انس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد تعمیر فرماتے جا رہے تھے اور صحابہ کرام ؓ آپ ﷺ کو اینٹیں اور گارا دیتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ رجز بھی پڑھتے جاتے تھے "زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ یا اللہ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بنو نجار کی پیش کش کے باوجود آپ ﷺ نے بلا قیمت زمین لینا پسند نہ فرمایا اور اس کی قیمت ادا فرمائی۔

مسئلہ 4 روئے زمین پر کسی بھی جگہ کو صاف کر کے مسجد بنائی جا سکتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْاَرْضُ کُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ❷ (صحیح)

---

❶ کتاب المساجد ، باب این یجوز بناء المساجد (605/1)

❷ ابواب الصلاة ، باب ما جاء ان الارض کلها مسجد (233/1)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قبرستان اور حمام کے علاوہ ساری زمین مسجد ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 5 گھروں میں بھی مسجد کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ مخصوص کرنی چاہیے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فِىْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِنْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَاعِلٌ فِىْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْرًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص مسجد میں اپنی (فرض) نماز ادا کر چکے تو کچھ حصہ (یعنی نفل نماز) اپنے گھر کے لئے بھی رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت عطاء فرمائے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 6 قبرستان میں مسجد تعمیر کرنا منع ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فِىْ مَرَضِهِ الَّذِىْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں یہ بات ارشاد فرمائی ''اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ایک حدیث میں درج ذیل سات مقام پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔① - غلاظت پھینکنے کی جگہ ② - ذبح خانہ ③ - قبرستان ④ - گزرگاہ ⑤ - حمام ⑥ - اونٹوں کا باڑہ ⑦ - بیت اللہ کی چھت۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

***

[1] كتاب صلوة المسافرين ، باب استحباب صلوة النافلة فى بيته رقم الحديث 1822

[2] كتاب المساجد ، باب النهى عن بناء المسجد على القبور ، رقم الحديث 1184

تَسْمِيَةُ الْمَسْجِدِ

مسجد کا نام رکھنا

مسئلہ 7 ریا اور شہرت کے بغیر محض شناخت کے لیے مسجد کا نام رکھنا جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَجْرَى الْمُضَمَّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ أَمْيَالٍ ، وَمَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الْخَيْلِ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مِيلٌ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] **(صحیح)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تربیت یافتہ گھوڑے حفیاء سے لے کر ثنیۃ الوداع تک دوڑائے دونوں جگہوں کا درمیانی فاصلہ 6 میل تھا اور غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کو ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنی زریق تک دوڑایا جبکہ دونوں جگہوں کا درمیانی فاصلہ ایک میل کا تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُرَاءِ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے لوگوں کو سنانے کے لیے نیک کام کیا قیامت کے روز اللہ اس کا عذاب لوگوں کو سنائے گا اور جس نے دکھاوے کے لیے کوئی نیک کام کیا قیامت کے روز اللہ لوگوں کو اس کی رسوائی اور ذلت دکھائے گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❋❋❋

[1] ابواب الجهاد ، باب ماجاء في الرهان (1389/2)

[2] كتاب الرقاق ، باب تحريم الرياء، 5301

كَرَاهِيَةُ زُخْرُفَةِ الْمَسْجِدِ

مسجد کی تعمیر میں نقش و نگار کی کراہت

مَسئلہ 8 مسجد کی تعمیر بالکل سادہ ہونی چاہئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيْدِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ❶ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مٹی کی اینٹوں اور چھڑیوں سے مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 9 مساجد کی تعمیر میں نقش و نگار ناپسندیدہ ہے۔

مَسئلہ 10 مساجد میں نقش و نگار کرنا یہود و نصاریٰ کی اتباع ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ❷ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے مساجد میں نقش و نگار سے منع فرمایا گیا ہے۔'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ''تم لوگ مساجد میں اسی طرح نقش و نگار کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ اپنے عبادت خانوں میں کرتے تھے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 11 مساجد میں نقش و نگار والے جائے نماز استعمال کرنا درست نہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا ، فَقَالَ

---

❶ كتاب الصلاة ، باب في بناء المساجد (431/1)

❷ كتاب الصلاة ، باب في بناء المساجد (431/1)

النَّبِیُّ ﷺ ((اُمِیطِی عَنَّا قِرَامَکِ ھٰذَا فَإِنَّهُ لاَ تَزَالُ تَصَاوِیرُهُ تَعْرِضُ فِی صَلاَتِی)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا جو انہوں نے اپنے گھر کے ایک جانب لٹکا رکھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''عائشہ! اس پردے کو یہاں سے نکال دو اس کی تصویریں دوران نماز میں مسلسل میری نگاہوں کے سامنے آتی رہی ہیں۔'' (جس سے نماز میں خلل واقع ہوا ہے) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 12 عظیم الشان ، خوبصورت مزین اور منقش مساجد تعمیر کرنا قیامت کی نشانی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَتَبَاھَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ [2] (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ مساجد پر فخر نہ کرنے لگیں۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

***

[1] کتاب الصلاۃ ، باب ان صلی فی ثوب مصلب او تصاویر

[2] کتاب الصلاۃ ، باب فی بناء المساجد (431/1)

ثَوَابُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

مسجد کی تعمیر کا ثواب

مسئلہ 13 مسجدیں بنانے اور آباد کرنے والے لوگ ہی سچے مومن ہیں۔

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴾ (9:18)

''اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے امید ہے یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔'' (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 18)

مسئلہ 14 اللہ کی رضا کے لئے مسجد کی تعمیر کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ویسا ہی گھر تعمیر فرماتے ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷜ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عثمان بن عفان ﷜ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جس نے اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائیں گے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ''ویسا'' کا لفظ رقبہ کے لیے نہیں بلکہ نام کی مماثلت (یعنی گھر) کے لیے استعمال ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷜ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا

[1] كتاب الصلاة ، باب من بنى مسجدا، رقم الحديث 450

يُذْكَرُ فِيهِ اسْمُ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[1] (صحيح)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جس نے مسجد بنائی جس میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 15 دکھاوے اور شہرت کے بغیر خالص اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لَا يُرِيْدُ بِهٖ رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ[2] (حسن)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے دکھاوے اور شہرت کے بغیر مسجد بنائی اس کے لیے اللہ جنت میں ایک گھر تعمیر فرمائے گا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 16 جو شخص مسجد تعمیر کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے بھی بہتر گھر تعمیر فرماتے ہیں۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُصَلّٰى فِيهِ بَنَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ فِي الْجَنَّةِ اَفْضَلَ مِنْهُ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ[3] (صحيح)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جس نے مسجد بنائی جس میں نماز پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے بہتر گھر بناتے ہیں۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 17 جو شخص اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے مسجد سے بڑا گھر تعمیر کرتے ہیں۔

---

[1] كتاب المساجد ، باب من بنى لله مسجداً (601/1)

[2] الترغيب والترهيب ، للالبانى رقم الحديث 272

[3] 16005/25 تحقيق شعيب الارناؤوط

عَنْ اَسْمَاء بنتِ يَزِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْنِيْ لَهُ بَيْتًا اَوْسَعَ مِنْهُ فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ❶ (صحیح)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مسجد سے بڑا گھر بنائیں گے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 18 مسجد کی تعمیر میں کم سے کم حصہ لینے والے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❷ (صحیح)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے چڑیا کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ''چڑیا کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی مسجد'' سے مراد یا تو بہت چھوٹی مسجد ہے یا پھر کسی مسجد کی تعمیر میں اتنا قلیل چندہ دینا جس سے چڑیا کا گھونسلا بن سکے، مراد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

مسئلہ 19 مسجد کی تعمیر، صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❸ (حسن)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مومن کی موت کے بعد اس کے عمل اور

---

❶ 27612/45 تحقیق شعیب الارناؤط

❷ کتاب المساجد ، باب من بنی للہ مسجدا (604/1)

❸ باب ثواب معلم الناس الخیر (198/1)

نیک کاموں میں سے جس کا ثواب اسے پہنچتا ہے وہ سات ہیں۔ ① علم جو اس نے دوسروں کو سکھایا اور پھیلایا ② نیک لڑکا جو اپنے پیچھے چھوڑا ③ قرآن مجید جس کا کسی کو (علمی) وارث بنایا ④ مسجد جو تعمیر کی ⑤ گھر جو مسافروں کے لیے بنایا ⑥ نہر جو اس نے جاری کی ⑦ وہ صدقہ جو اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں دیا ان سات چیزوں کا ثواب انسان کو اس کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 20 حرام مال سے تعمیر کی گئی مسجد کا اللہ کے ہاں کوئی اجر و ثواب نہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لاَتُقْبَلُ صَلاَةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلاَ صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔" اللہ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور مال غنیمت سے چوری کئے ہوئے مال کا صدقہ قبول نہیں کرتا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❶ كتاب الطهارة ، باب وجوب الطهارة للصلاة، رقم الحديث 535

اَهَمِيَّةُ الْمَسْجِدِ

مسجد کی اہمیت

مَسئلہ 21 مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے راستے میں صرف چند یوم کے لیے قبا میں قیام فرمایا اور یہ سارے ایام مسجد کی تعمیر میں صرف فرمائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ہجرت کے دوران) رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے محلّہ (قبا) میں چند راتیں تشریف فرما رہے اور اس مسجد کی تعمیر فرمائی جس کی بنیاد تقویٰ ہے (پھر آپ جتنے دن وہاں تشریف فرما رہے) نماز اسی مسجد میں ادا فرماتے رہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 22 مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے پہلی فرصت میں مسجد تعمیر فرمائی۔

مَسئلہ 23 مسجد نبوی کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مزدور کی طرح خود بھی شرکت فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ...... ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ وَ هُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَ

❶ كتاب المناقب ، باب هجرت النبى و اصحابه الى المدينة، رقم الحديث 3906

كَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَ سَهْلٍ غُلامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حِجْرِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ : ((هٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ)) ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْغُلامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا ، فَقَالاَ [لاَ] بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَ طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهٖ وَ يَقُوْلُ ، وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ : (هٰذَا الْحِمَالُ لاَ حِمَالَ خَيْبَرَ ، هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَ اَطْهَرُ ، وَيَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْآخِرَةِ ، فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ...... (قبا سے رخصت ہوتے وقت) آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔ اونٹنی مدینہ میں مسجد الرسول ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ اس وقت کچھ مسلمان وہاں نماز پڑھتے تھے۔ یہ زمین دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی تھی جو وہاں کھجوریں خشک کرتے تھے۔ یہ دونوں بچے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر تربیت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے، جہاں اونٹنی بیٹھ گئی، اس جگہ کے متعلق فرمایا ''ان شاء اللہ! ہمارا یہی مقام ہوگا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں بچوں کو بلوایا اور کھجوریں خشک کرنے کی جگہ کا ان سے بھاؤ کیا تاکہ اسے مسجد بنا سکیں۔ ان دونوں نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ! ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے، ہم یہ زمین آپ کو ہبہ کر دیتے ہیں۔'' لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہبہ لینا قبول نہ فرمایا بلکہ قیمت دے کر ان سے خرید لی اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے ''یہ بوجھ اٹھانا کوئی خیبر کا بوجھ اٹھانا نہیں ہے بلکہ یہ تو باعث ثواب اور پاکیزہ کام ہے۔ (اے رب ہمارے قبول فرما) اور یہ بھی فرماتے تھے ''اے اللہ! اجر تو آخرت ہی کا اجر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 24 سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے آپ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے، دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے۔

---

[1] كتاب المناقب الانصار ، باب الهجرة النبى و اصحابه الى المدينة، رقم الحديث 3906

عَنْ کَعَبَ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَءَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ①

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں آ کر نماز ادا فرماتے (پھر گھر تشریف لے جاتے)۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 25 پریشانی اور گھبراہٹ کے وقت بھی آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے جاتے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَامَ فَزِعًا یَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ السَّاعَةُ حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ فَقَامَ یُصَلِّیْ بِاَطْوَلِ قِیَامٍ وَّرَکُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَّا رَاَیْتُهٗ یَفْعَلُهٗ فِیْ صَلَاةٍ قَطُّ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ گھبرا کر اٹھے کہ شاید قیامت آئی اور مسجد تشریف لے آئے۔ اللہ کے حضور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور اتنا طویل قیام اور رکوع وسجود کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو کسی نماز میں کبھی اتنا طویل قیام اور رکوع وسجود کرتے نہیں دیکھا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 26 رسول اکرم ﷺ نے ہر محلّہ میں مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 58 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

***

① کتاب الصلاۃ ، باب الصلاۃ اذا قدم من سفر
② کتاب الکسوف، باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف الصلاۃ ، رقم الحدیث 1518

وَجُوْبُ اِتْيَانِ الْمَسْجِدِ

(نماز کے لئے) مسجد میں آنا واجب ہے

مسئلہ 27 اذان سننے والوں کے لئے فرض نماز مسجد میں آ کر ادا کرنا واجب ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : اَتَى النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰی ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّهُ لَيْسَ لِیْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّیَ فِیْ بَيْتِهٖ، فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ ، فَقَالَ ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ؟)) فَقَالَ : نَعَمْ !" قَالَ ((فَاَجِبْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا صحابی (حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھے مسجد میں لے کر آئے۔" اور آپ ﷺ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اسے رخصت دے دی، لیکن جب وہ نابینا صحابی واپس پلٹے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور پوچھا "کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟" انہوں نے عرض کیا "ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آواز تو سنتا ہوں۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تو پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھو۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهٖ فَلاَ صَلَاةَ لَهُ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "جس نے اذان سنی اور

❶ کتاب المساجد ، باب یجب اتیان المسجد، رقم الحدیث 1486
❷ کتاب المساجد ، باب التغلیظ فی التخلف من الجماعۃ (645/1)

1804

نماز کے لئے (شرعی عذر کے بغیر) نہ آیا تو اس کی نماز نہیں ہوئی۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 28 فرض نماز گھر میں ادا کرنا سراسر گمراہی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَ اِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى (اَلصَّلاَةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ) وَ لَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَ لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے عبادت کے طریقے مقرر فرمادیئے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جس مسجد میں اذان دی جائے اس میں حاضر ہو کر نماز ادا کرو پس اگر تم اپنے گھروں میں (فرض) نماز پڑھو گے جس طرح فلاں شخص جماعت چھوڑنے والا گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو گویا تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا اور اگر تم لوگ اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 29 مسجد میں نہ آنے والے منافق ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَ مَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلاَةِ اِلاَّ مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَاتِيَ الصَّلاَةَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) یہ سمجھتے تھے کہ مسجد میں آ کر نماز نہ ادا کرنے والا ایسا منافق۔ ہے جس کا نفاق بالکل واضح ہے یا پھر وہ بیمار ہے حالانکہ (ہم میں سے، جو شخص بیمار ہوتا) وہ بھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں آتا اور نماز ادا کرتا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 30 صرف عشاء اور فجر کی نماز کے لئے مسجد میں نہ آنے والے بھی منافق ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَثْقَلَ صَلاَةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلاَةُ الْعِشَاءِ وَ صَلاَةُ الْفَجْرِ وَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَ لَوْ حَبْوًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[3]

---

1. كتاب المساجد ، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، رقم الحديث 1488
2. كتاب المساجد ، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، رقم الحديث 1487
3. كتاب المساجد ، باب التشديد فيمن يتخلف عن الجماعة ، رقم الحديث 1482

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نماز عشاء اور نماز فجر مسجد میں آ کر ادا کرنا منافقوں پر بہت بھاری ہے اگر انہیں علم ہو جائے کہ ان دونوں نمازوں کا مسجد میں آ کر ادا کرنا کتنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے تو وہ مسجد میں گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 31 مسجد میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلانے کا ارادہ فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلاَةِ فَتُقَامُ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقَ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ اِلٰى قَوْمٍ لاَ يَشْهَدُوْنَ الصَّلاَةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دوں اور پھر ایک آدمی سے کہوں کہ لوگوں کی جماعت کرائے پھر کچھ دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں اور لکڑیوں کا ڈھیر ساتھ ہو، جنہیں آگ لگا کر اُن لوگوں کے گھر جلا دوں، جو نماز کے لئے نہیں آتے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❊❊❊

[1] كتاب المساجد ، باب التشديد فيمن يتخلف عن الجماعة ، رقم الحديث 1482

فَضْلُ الْمَسْجِدِ

مسجد کی فضیلت

مسئلہ 32 مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ یُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی ایک گھر (یعنی مسجد) میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان کے پاس کرتے ہیں جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) اور (یاد رکھو!) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اس کو آگے نہیں کر سکے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 33 مساجد جنت کے باغ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا)) قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! وَ مَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ ؟ قَالَ ((اَلْمَسَاجِدُ)) قُلْتُ : وَ مَا الرَّتْعُ ؟ قَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ [2] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تمہارا گزر جنت کے باغوں میں

---

[1] کتاب الذکر والدعاء باب فضل اجتماع علی تلاوۃ القرآن، رقم الحدیث 6853

[2] الترغیب والترھیب ، لمحی الدین دیب ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2323

سے ہو تو اس کے میوے کھایا کرو۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت کے باغ کون سے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مساجد'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میوے کون سے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 34 روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَسْوَاقُهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو شہروں میں سے سب سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں اور شہروں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 35 مساجد امن وامان اور سلامتی کی جگہیں ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ فِی الْمَسْجِدِ وَ مَعَهُ سِهَامٌ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَمْسِکْ بِنِصَالِهَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا اور اس کے پاس تیر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا ''اس کی نوکیں تھام کے رکھو۔'' (تا کہ کسی کو زخمی نہ کریں) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 36 دنیا کی مساجد آسمان والوں کو اسی طرح چمکتی نظر آتی ہے جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے چمکتے نظر آتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اَلْمَسَاجِدُ بُیُوْتُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ تُضِیْءُ لِاَهْلِ السَّمَآءِ کَمَا تُضِیْءُ نُجُوْمُ السَّمَآءِ لِاَهْلِ الْاَرْضِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ [3] (صحیح)

---

[1] کتاب المساجد ، باب فضل، الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح، رقم الحدیث 1528

[2] کتاب الصلاۃ ، باب یاخذ بنصول النبل اذا مر فی المسجد

[3] مجمع الزوائد ، 110/2 (رقم الحدیث 1934)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مساجد روئے زمین پر اللہ کے گھر ہیں جو آسمان والوں (یعنی فرشتوں) کو اس طرح چمکتی نظر آتی ہیں جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے چمکتے نظر آتے ہیں۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 37 مومن آدمی کو مسجد میں ویسا ہی اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے جیسا اپنے گھر میں۔

مسئلہ 38 مسجد ہر مومن آدمی کا گھر ہے۔

عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((اَلْمَسْجِدُ بَیْتُ کُلِّ تَقِیٍّ)). رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرٍ ❶ (حسن)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''مسجد ہر متقی شخص کا گھر ہے۔'' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 39 مسجد میں باجماعت نماز، تنہا نماز پڑھنے سے 25 تا 27 درجہ زیادہ اجر وثواب رکھتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ یَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((صَلَاةٌ مَعَ الْاِمَامِ اَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ صَلَاةً یُصَلِّیْهَا وَحْدَهٗ)). رَوَاہُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''امام کے ساتھ (مسجد میں) ادا کی گئی نماز 25 درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً)). رَوَاہُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جماعت کی نماز تنہا نماز سے 27 درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❶ سلسلة الاحاديث الصحيحة ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 716
❷ كتاب المساجد ، باب فضل الصلاة الجماعة، رقم الحديث 1476
❸ كتاب المساجد ، باب فضل الصلاة الجماعة

وضاحت : ثواب میں درجات کا فرق نمازی کے ایمان، خلوص اور نماز کی سنت کے مطابق ادائیگی کی وجہ سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

مَسئلہ 40 مسجد میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے والے کے لیے نفاق اور جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَائَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَائَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1] (حسن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کے لیے باجماعت نماز ادا کی اس کے لیے آگ اور نفاق سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 41 نمازِ فجر مسجد میں ادا کرنے والا اللہ کی پناہ میں آ جاتا ہے۔

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمْ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے صبح کی نماز (مسجد میں) باجماعت ادا کی وہ اللہ کی پناہ میں آ گیا اور اللہ جس شخص سے پناہ (خراب کرنے) کا حق طلب کرے گا اسے جہنم کی آگ میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ''جس سے اللہ نے اپنی پناہ کا حق طلب کیا'' سے مراد یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھنے والے کو اللہ نے اپنی پناہ میں لے کر امن دیا تھا اب جو کوئی بھی اس نمازی پر ظلم یا زیادتی کرے گا اس نے گویا اللہ کی دی ہوئی پناہ پر ہاتھ ڈالا لہٰذا اللہ اسے جہنم میں ڈالے گا۔

مَسئلہ 42 نمازِ فجر اور نمازِ عشاء مسجد میں باجماعت ادا کرنے والے کو رات بھر قیام کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ

---

[1] ابواب الصلاۃ، باب فی فضل التكبيرة الاولى، رقم الحديث 224

[2] كتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، رقم الحديث 1493

فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے نماز عشاء (مسجد میں) باجماعت ادا کی اس نے گویا آدھی رات تک قیام کیا اور جس نے (نماز عشاء باجماعت پڑھنے کے بعد) صبح کی نماز (مسجد میں) باجماعت ادا کی اس نے گویا رات بھر قیام کیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❁❁❁

❶ كتاب المساجد ، باب صلاة العشاء والصبح في جماعة ، رقم الحديث 1491

فَضْلُ مَسْجِدِ الْحَرَامِ

مسجد حرام کی فضیلت

مَسئلہ 43 اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے روئے زمین پر سب سے پہلے مسجد حرام تعمیر کی گئی۔

مَسئلہ 44 مساجد خیر و برکت کا منبع اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں نیز مساجد امن اور امان کی جگہیں ہیں۔

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ﴾(3:97-96)

''بے شک سب سے پہلا (اللہ کا) گھر جو تعمیر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے اس گھر کو برکت دی گئی ہے اور سارے جہان والوں کے لئے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں ان میں ابراہیم کا مقام عبادت ہے اور جو بھی اس گھر میں داخل ہوتا ہے امن پاتا ہے۔'' (سورہ آل عمران، آیت 96-97)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ ؟ قَالَ ((اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ : ثُمَّ اَيٌّ ؟ قَالَ ((اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى)) قُلْتُ : كَمْ بَيْنَهُمَا ؟ قَالَ ((اَرْبَعُوْنَ سَنَةً وَاَيْنَمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ فَهُوَ مَسْجِدٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسجد حرام'' میں نے عرض کیا ''اس کے بعد کون سی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسجد اقصیٰ'' میں نے عرض کیا ''ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟'' آپ

[1] کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، رقم الحدیث 1161

ﷺ نے فرمایا ”چالیس سال! اور تجھے جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لے۔ وہ جگہ مسجد (ہی) ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 45 مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلاَةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلاَةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلاَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلاَةٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ اَلْفِ صَلاَةٍ فِیْهِ سِوَاهُ . رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (صحیح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری مسجد میں نماز ادا کرنے کا اجر (دوسری مساجد کے مقابلے میں) ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب (دوسری مساجد کے مقابلے میں) ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

❀❀❀

[1] صحیح الجامع الصغیر ، للالبانی ، رقم الحدیث 3732

فَضْلُ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

مسجد اقصیٰ کی فضیلت

مسئلہ 46 مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے والا اس طرح گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے جس طرح آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَمَّا فَرَغَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ ؑ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللّٰهَ ثَلَاثًا حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ وَأَلَّا يَأْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ أَحَدٌ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ أُعْطِيَهُمَا وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ أُعْطِيَ الثَّالِثَةَ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''حضرت سلیمان علیہ السلام بن داود علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں۔ ① اللہ تعالیٰ انہیں ایسی حکومت دے جس میں وہ اللہ کے حکم کے مطابق فیصلے کریں۔ ② اللہ انہیں ایسی حکومت دے کہ ان کے بعد ایسی حکومت کسی دوسرے کو نہ ملے۔ ③ جو شخص اس مسجد میں نماز کے ارادے سے آئے وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ان کی دو دعائیں تو قبول فرمالیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تیسری دعا بھی قبول فرمالیں گے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 47 زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد اقصیٰ کا سفر اختیار کرنا جائز ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 50 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

[1] كتاب الصلاة ، باب ما جاء في صلاة في مسجد بيت المقدس (1156/1)

فَضْلُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ

مسجد نبوی ﷺ کی فضیلت

مَسئلہ 48 مسجد نبوی کی بنیاد خالص تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہے۔

﴿ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝﴾(9:108)

''جو مسجد پہلے روز سے ہی تقویٰ کی بنیاد پر بنائی گئی ہے وہ اس بات کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو اس میں ایسے لوگ (عبادت کرنے) آتے ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (سورہ التوبہ، آیت نمبر 108)

وضاحت: مذکورہ آیت میں بعض روایات کے مطابق مسجد قبا کی طرف اشارہ ہے اور بعض روایات کے مطابق اس سے مسجد نبوی مراد ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر (واللہ اعلم بالصواب!)

مَسئلہ 49 مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر ہے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 45 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 50 زیادہ اجر و ثواب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد نبوی کا سفر اختیار کرنا جائز ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ((لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلاَّ اِلٰى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں ''تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری

[1] کتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، رقم الحديث 3384

مسجد کا (زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے) سفر اختیار نہ کیا جائے ① مسجد نبوی ② مسجد حرام اور ③ مسجد اقصیٰ۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 51 مسجد نبوی میں آپ ﷺ کے حجرہ مبارک اور آپ ﷺ کے منبر شریف کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میرے حجرے اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر واقع ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ مسجد نبوی میں روضۃ الجنۃ کو سفید سنگ مرمر کے ستونوں اور سفید قالینوں سے نمایاں کیا گیا ہے اس جگہ کا دوسرا نام ''روضہ شریف'' ہے اور جہاں آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے اسے حجرہ شریف کہا جاتا ہے۔

***

❶ باب فضل ما بین القبر و المنبر ، رقم الحدیث 1120

فَضْلُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ

مسجد قباء کی فضیلت

مَسئلہ 52 مسجد قبا کی بنیاد خالص تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہے۔

وضاحت: آیت مسئلہ نمبر 48 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 53 مسجد قباء میں دو رکعت نماز ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ خَرَجَ حَتّٰى يَاْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰى فِيْهِ كَانَ لَهُ عَدْلُ عُمْرَةٍ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❶ (صحیح)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص (اپنے گھر سے) نکلے اور اس مسجد یعنی مسجد قباء میں آ کر (دو رکعت) نماز ادا کرے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 54 مسجد قباء کی زیارت کرنا مسنون ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُوْرُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر اور کبھی پیدل چل کر مسجد قباء کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❋❋❋

❶ كتاب المساجد ، باب فضل مسجد قباء والصلاة فيه، رقم الحديث 699

❷ كتاب الحج ، باب فضل مسجد قباء، رقم الحديث 3389

حُبُّ الْمَسَاجِدِ وَاجِبٌ

مسجدوں سے محبت کرنا واجب ہے

مسئلہ 55 اللہ تعالیٰ مسجدوں سے محبت کرتے ہیں، لہٰذا ہر مسلمان کو مسجدوں سے محبت کرنی چاہئے۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَسْوَاقُهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شہروں میں سے اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں اور شہروں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 56 ہر مسلمان کو مسجد سے اسی طرح محبت کرنی چاہئے جس طرح وہ اپنے گھر سے محبت کرتا ہے۔

عَنْ اَبِی دَرْدَاءِ ﷛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَلْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِیٍّ)). رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ[2] (حسن)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''مسجد ہر متقی شخص کا گھر ہے۔'' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

***

[1] كتاب المساجد ، باب فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح

[2] سلسلة الاحاديث الصحيحة ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 716

اَلْاَجْرُ لِمَنْ عَلَّقَ قَلْبَهٗ بِالْمَسْجِدِ

مسجد سے گہرا تعلق رکھنے کا ثواب

مسئلہ 57 جس شخص کا دل ہر وقت مسجد سے اٹکا رہے قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (اپنے عرش کا) سایہ مہیا کرے گا جب اس کے (عرش کے) سائے کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا ① انصاف کرنے والا حکمران ② وہ نوجوان جس نے اپنی نوجوانی اللہ کی عبادت میں گزار دی ③ وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں اٹکا رہتا ہے ④ وہ دو آدمی جنہوں نے خالص اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی اس محبت پر اکٹھے ہوئے اور اس محبت پر الگ ہوئے ⑤ وہ مرد جسے اونچے خاندان اور حسین وجمیل عورت نے دعوت گناہ دی لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں ⑥ وہ مرد جس نے اس طرح صدقہ کیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی علم تک نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے ⑦ وہ مرد جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے (اللہ کے ڈر سے) آنسو بہہ نکلے۔“ (بخاری)

وضاحت : مسجد سے دل اٹکنے کا مطلب یہ ہے ① زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزارنا ② ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے مسجد میں آنے کا انتظار کرنا ③ مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا ④ صفائی کے علاوہ مسجد کی دیگر ضروریات کا خیال رکھنا۔ واللہ اعلم بالصواب!

---

[1] کتاب الاذان ، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ و فضل المساجد، رقم الحدیث 660

فَضْلُ تَنْظِيْفِ الْمَسْجِدِ

مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت

مَسئلہ 58 مساجد کو صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنے کا حکم ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَ اَنْ تُنَظَّفَ وَ تُطَيَّبَ . رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ وَ اَبُوْدَاوُدَ[1] (صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مساجد بنانے انہیں پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا ہے۔'' اسے احمد، بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 59 مسجد کی دیوار پر لگا ہوا بلغم آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے صاف کیا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُءِيَ فِيْ وَجْهِهِ ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر بلغم لگا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ کو سخت ناگوار محسوس ہوا حتی کہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر بھی ناگواری کے آثار دکھائی دیئے، آپ ﷺ اٹھے اور اپنے دست مبارک سے اسے صاف کر دیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 60 ہر مومن آدمی کو مسجد کی دیکھ بھال اور صفائی کا اسی طرح اہتمام کرنا چاہیے جس طرح وہ اپنے گھر کی دیکھ بھال اور صفائی کا خیال رکھتا ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 56 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

---

1. صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 436
2. کتاب الصلاۃ ، باب حک البزاق بالید من المسجد، رقم الحدیث 405

مسئلہ 61 مسجد کی صفائی کرنے والی خاتون کی نماز جنازہ کے لیے آپ ﷺ نے خصوصی اہتمام فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابًّا فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ ، قَالَ اَفَلاَ كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ؟ قَالَ فَكَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْ اَمْرَهُ فَقَالَ ((دُلُّوْنِیْ عَلٰى قَبْرِهٖ)) فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْئَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلاَتِیْ عَلَيْهِمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت (یا مرد) مسجد کی خدمت کرتی تھی رسول اللہ ﷺ کو (چند دن) نظر نہ آئی تو آپ ﷺ نے لوگوں سے اس کے بارے میں سوال کیا تو لوگوں نے بتایا ''وہ تو فوت ہو چکی ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تم لوگوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟'' ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں لوگوں نے اسے معمولی بات سمجھ کر آپ کو اطلاع نہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے اس کی قبر بتاؤ'' لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی قبر بتائی تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر فرمایا ''یہ قبریں تاریکی سے بھری ہوئی ہیں میری نماز (یا دعاء) کی وجہ سے اللہ انہیں روشن فرما دیتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 62 مسجد میں گند ڈالنا یا گند صاف نہ کرنا نمازی کے نامہ اعمال میں گناہ کے طور پر لکھا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مُسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ وَلاَ تُدْفَنُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو ذر ﷛ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے اچھے اور برے سارے اعمال لائے گئے میں نے ان کے اچھے کاموں میں سے راستہ سے ایذا دینے والی چیزوں کو ہٹا دینا دیکھا اور ان کے برے کاموں میں سے وہ بلغم (تھوک) جو مسجد میں تھا، لیکن دفن نہ کیا گیا، اسے بھی دیکھا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

1. كتاب الجنائز ، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن، رقم الحديث 2215
2. كتاب المساجد ، باب النهى عن البصاق فى المسجد، رقم الحديث 1233

ثَوَابُ مَنْ جَاءَ اِلَى الْمَسْجِدِ لِلصَّلَاةِ

مسجد میں نماز کے لیے آنے کا ثواب

مسئلہ 63 مسجد میں آنے والے نمازیوں کی اللہ تعالیٰ عزت فرماتے ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فِيْ بَيْتِهِ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ اَنْ يُّكْرِمَ الزَّائِرَ)). رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جس نے گھر میں وضو کیا اور بہت اچھا وضو کیا پھر مسجد میں حاضر ہوا وہ اللہ کا مہمان ہے اور میزبان پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 64 صبح و شام نماز کے لیے مسجد جانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ صبح و شام جنت میں میزبانی فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ)) . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص صبح و شام مسجد میں جاتا ہے اس کی صبح کے وقت آمد پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں میزبانی تیار فرماتے ہیں اور شام کے وقت آمد پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں میزبانی فرماتے ہیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 65 مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے والے کے ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

---

1. الترغیب والترھیب ، للالبانی ، رقم الحدیث 320
2. کتاب الاذان ، باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح، رقم الحدیث 662

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً فَخُطُوَتَاهُ خُطْوَةٌ تَمْحُوا سَيِّئَةً وَخُطْوَةٌ تُكْتَبُ حَسَنَةً ذَاهِبًا وَرَاجِعًا)). رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ ❶

(حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص جماعت میں شرکت کے لیے مسجد میں گیا اس کے ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک نیکی نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے مسجد جاتے ہوئے بھی اور گھر واپس آتے ہوئے بھی۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 66 گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنے والے نمازی کے لیے ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

مَسئلہ 67 گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنے والے نمازی کے گھر واپس جانے تک کا سارا وقت نماز میں لکھا جاتا ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ يَرْعَى الصَّلَاةَ كُتِبَ لَهُ كَاتِبَاهُ أَوْ كَاتِبُهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الْمَسْجِدِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَالْقَاعِدُ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَالْقَانِتِ وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّينَ مِنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِ)) . رَوَاهُ أَحْمَدُ ❷

(صحیح)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب آدمی وضو کر کے نماز کے ارادے سے مسجد میں آتا ہے تو دونوں لکھنے والے فرشتے ...... یا ایک فرشتہ...... ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھتے ہیں اور جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کا نام عبادت گزاروں اور فرمانبرداروں میں لکھ دیتے ہیں نیز اللہ کے ہاں اس کا شمار نمازیوں میں ہوتا ہے (اس کی یہ ساری نیکیاں) گھر سے نکلنے کے وقت سے لے کر واپس آنے تک لکھی جاتی ہیں۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 68 مسجد میں آنے والے نمازی کے ایک قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

---

❶ کتاب الصلاۃ ، باب الامامة والجماعة فصل فی فضل الجماعة (2039/5) تحقیق شعیب الارناؤط

❷ 648/28 تحقیق شعیب الارنؤوط ، ناشر مؤسسة الرسالة

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَطَهَّرَ فِیْ بَیْتِهٖ ثُمَّ مَشٰی اِلٰی بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ لِیَقْضِیَ فَرِیْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خُطْوَاتُهٗ اِحْدٰهُمَا تَحُطُّ خَطِیْئَةً وَّاُخْرٰی تَرْفَعُ دَرَجَةً)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں گیا تاکہ اللہ کے عائد کردہ فرائض میں سے کوئی فرض (نماز) ادا کرے تو اس کے قدم کا معاملہ ایسا ہوگا کہ اس کے ایک قدم پر ایک گناہ معاف ہوگا اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوگا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 69 زیادہ فاصلے سے آنے والے نمازیوں کے لیے زیادہ ثواب اور کم فاصلے سے آنے والے نمازیوں کے لیے کم ثواب ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلَاةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًی)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”نماز کا سب سے زیادہ ثواب اسے ملتا ہے جو سب سے زیادہ فاصلے سے چل کر آتا ہے اور پھر اسے جو باقی لوگوں سے زیادہ فاصلے سے آتا ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 70 دور سے چل کر آنے والوں کے لیے زیادہ اجر وثواب کی خوش خبری سننے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اظہار مسرت!

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ یَّتَحَوَّلُوْا اِلٰی قُرْبِ الْمَسْجِدِ قَالَ : وَالْبِقَاعُ خَالِیَةٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ ((یَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِیَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ)) فَقَالُوْا : مَا كَانَ یَسُرُّنَا اَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قبیلہ بنوسلمہ کے لوگوں نے مسجد نبوی ﷺ کے قریب موجود

❶ كتاب المساجد ، باب المشي الى الصلاة، رقم الحديث 1521
❷ كتاب الاذان ، باب فضل الصلاة الفجر في جماعة، رقم الحديث 651
❸ كتاب المساجد، باب فضل الصلاة المكتوبه في الجماعة، رقم الحديث 1520

خالی جگہوں میں منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو، نماز کے لیے مسجد میں آنے پر تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔'' بنوسلمہ کے لوگ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی اس بات سے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر مسجد کے قریب آجاتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 71 نماز کے لیے مسجد کی طرف چل کر آنا اور امام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا گذشتہ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى اِلٰى صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَصَلَّاهَا مَعَ الْاِمَامِ غُفِرَلَهُ ذَنْبُهُ)). رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ [1] (صحيح)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو شخص وضو کرے اور خوب وضو کرے پھر فرض نماز ادا کرنے کے ارادے سے مسجد کی طرف آئے اور امام کے ساتھ نماز ادا کرے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' اسے ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 72 مسجد کی طرف چل کر جانا نیز مسجد میں بیٹھ کر ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کا کفارہ بننے والے اعمال میں سے ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَاِعْمَالُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''نہ چاہنے کے باوجود (سردی کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے) اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کا کفارہ بننے والے اعمال ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 73 گھر سے وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کے ارادے مسجد میں آنے والے کو حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب ، للالباني ، رقم الحديث 299

[2] كتاب الطهارة ، باب ماجاء في اسباغ الوضوء (343/1)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا اِلٰى صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰى تَسْبِيْحِ الضُّحٰى لَا يُنْصِبُهٗ اِلَّا اِيَّاهُ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلَاةٌ عَلٰى اِثْرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِيْ عِلِّيِّيْنَ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ❶ (حسن)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص گھر سے وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں آئے اس کے لیے حج کا احرام باندھنے والے آدمی کے برابر ثواب ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز ادا کرنا جن کے درمیان کوئی لغو اور بیہودہ بات نہ کی گئی ہو ایسا عمل ہے جو علیین میں لکھا جاتا ہے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 74 **نماز کے لیے پیدل مسجد کی طرف چل کر جانے والا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے والا اور شدید سردی میں مکمل وضو کرنے والا ہمیشہ بھلائی پر زندہ رہے گا، خاتمہ بالخیر ہوگا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جائے گا جس طرح آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔**

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اَتَانِيْ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ! فَقُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ فِيْمَ تَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى؟ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ ، وَفِيْ نَقْلِ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجُمُعَاتِ وَاِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكْرُوْهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❷ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میرا رب میرے پاس (خواب میں) بہترین صورت میں آیا اور کہا اے محمد ﷺ! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں اور فرماں برداری کے لیے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے بلند پایہ فرشتوں کی جماعت آپس میں کس چیز کے

❶ كتاب الصلاة ، باب فضل المشى الى الصلاة (522/1)
❷ ابواب التفسير ، تفسير سورة صٓ (2581/3)

بارے میں جھگڑتی ہے؟ میں نے عرض کیا'' ① درجات بلند کرنے والے اعمال کے بارے میں، ② گناہ مٹانے والے اعمال کے بارے میں، ③ جماعت کے لیے مسجد کی طرف چل کر آنے والے قدموں کے ثواب کے بارے میں، ④ شدید سردی میں اچھی طرح وضو کرنے کے ثواب کے بارے میں، (کیونکہ ان اعمال کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ) جو شخص ان اعمال کی حفاظت کرے گا وہ خیر اور بھلائی پر زندہ رہے گا۔ خیر اور بھلائی پر مرے گا اور گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوگا جس طرح ماں کے جننے کے دن گناہوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 75 نماز فجر اور نماز عصر کے لیے مسجد میں آنے والوں کی گواہی فرشتے دیتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس آگے پیچھے آتے رہتے ہیں اور نماز فجر اور عصر میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے ساتھ رات بسر کی (وہ فجر کے وقت) آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے ان کو چھوڑا تب بھی وہ نماز (فجر) ادا کر رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تب بھی وہ نماز (عصر) ادا کر رہے تھے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 76 جمعہ کے روز فرشتے جامع مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو کر آنے والے نمازیوں کا ثواب درجہ بدرجہ لکھتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى

❶ كتاب المساجد ، فضل صلوتي الصبح والعصر، رقم الحديث 1432

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے ایک قرض کا عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے تقاضا کیا۔ مسجد نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے میں سن لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور باہر آ کر فرمایا ''اے کعب!'' انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا'' آدھا قرض معاف کر دے۔'' کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو آپ کا حکم، میں نے معاف کر دیا۔'' تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''چل اٹھ اور اس کا قرض ادا کر۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا ، فَقَالَ : مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا ، قَالَا : مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ ، قَالَ : لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص نے مجھ پر کنکر پھینکا میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا ''جا ان دونوں کو بلا کر لا'' میں ان کو بلا لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''تم کون ہو؟'' یا یوں فرمایا ''کہاں سے آئے ہو؟'' انہوں نے کہا ''ہم طائف سے آئے ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر تم اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں شور وغل مچا رہے ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 139 مسجد میں اتنی آواز سے تلاوت کرنا جس سے دوسروں کی تلاوت یا نماز میں خلل آئے، منع ہے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلَا يَرْفَعَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فِي الْقِرَاءَةِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ [2] (صحیح)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خبردار رہو! تم میں سے ہر ایک (تلاوت

[1] كتاب الصلاة ، باب رفع الصوت في المسجد، رقم الحديث 470

[2] صحيح الجامع الصغير ، للالباني ، الجزء الثاني ، رقم الحديث 2636

(مسجد میں جانے اور آنے والے) ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کے روزے اور ایک سال کے قیام کے برابر ثواب ملتا ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 78 بندے کے مسجد میں آنے سے اللہ تعالیٰ اسی طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح کسی گمشدہ آدمی کے گھر واپس آنے پر اس کے اہل و عیال خوش ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ اِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ لَهُ كَمَا يَتَبَشْبَشُ اَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ اِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب تک بندہ نماز اور ذکر کے لیے مسجد میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اسی طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح کوئی غائب شخص اپنے گھر واپس آتا ہے تو گھر والوں کو اس سے خوشی ہوتی ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 79 نماز کے لیے مسجد میں جانے والے کے لیے اللہ کی ضمانت ہے کہ اگر وہ اس دوران میں فوت ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے اور اگر گھر زندہ واپس آ جائے تو اس کے لیے اجر و ثواب ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَ غَنِيْمَةٍ وَ رَجُلٌ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَ غَنِيْمَةٍ وَ رَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ ❷ (صحيح)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تین آدمی اللہ تعالیٰ کی

---

❶ كتاب الصلاة ، باب لزوم المساجد وانتظار المساجد (652/1)

❷ صحيح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2178

ضمانت میں ہیں ۔ پہلا وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلا ، اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اگر وہ فوت ہوجائے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا (اگر زندہ رہے تو) اسے ثواب اور مال غنیمت کیساتھ گھر واپس پہنچادے ۔ دوسرا وہ آدمی جو مسجد (میں نماز پڑھنے) کے لئے نکلا ، اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اگر وہ فوت ہوجائے تو اسے جنت میں داخل فرمائے یا (اگر زندہ رہے تو) اسے اجروثواب کے ساتھ گھر واپس پہنچادے ۔ تیسرا وہ شخص جو سلام کہہ کر اپنے گھر میں داخل ہو وہ بھی اللہ کی ضمانت میں ہے ۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے ۔

مَسئلہ 80 رات کی تاریکی میں مسجد آنے والے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے روشنی میں ملاقات کریں گے ۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَشٰی فِیْ ظُلْمَةِ اللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِنُوْرٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) . رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ ❶ (صحیح)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف آئے قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ سے روشنی میں ملاقات کرے گا ۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے ۔

مَسئلہ 81 رات کی تاریکی میں مسجد آنے والوں کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بہت بلند اور روشن نور عطاء فرمائیں گے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ لَیُضِیْءُ لِلَّذِیْنَ یَتَخَلَّلُوْنَ اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ بِنُوْرٍ سَاطِعٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) . رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ ❷ (حسن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو لوگ رات کی تاریکی میں مسجد میں آتے ہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ انہیں بہت روشن اور بلند نور عطا فرمائے گا ۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے ۔

---

❶ الترغیب والترهیب ، للالبانی ، رقم الحدیث 316

❷ مجمع الزوائد ، کتاب الصلاة ، باب المشی الی المسجد (2080/2)

مسئلہ 82 رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف چل کر جانا قیامت کے دن مکمل نور مہیا کرے گا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❶ (صحیح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تاریکی میں مسجد کی طرف چل کر جانے والوں کے لیے قیامت کے روز مکمل نور کی بشارت ہے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یہ نور پل صراط پر اہل ایمان کی رہنمائی کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 83 شدید سردی اور تاریکی میں نماز کے لیے مسجد آنے والوں کے گھر اللہ تعالیٰ شیاطین جنات سے پاک فرما دیتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

عَنْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ : كَانَتْ لَيْلَةٌ شَدِيْدَةُ الظُّلْمَةِ وَالْمَطَرِ ، لَوْ اَنِّي اغْتَنَمْتُ اللَّيْلَةَ شُهُوْدَ الْعَتَمَةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَفَعَلْتُ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ اَبْصَرَنِيْ ، وَمَعَهُ عُرْجُوْنَ يَمْشِيْ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : ((مَالَكَ يَا قَتَادَةُ هٰهُنَا هٰذَا السَّاعَةَ؟))فَقُلْتُ : اغْتَنَمْتُ شُهُوْدَ الْعَتَمَةِ مَعَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ. فَاَعْطَانِي الْعُرْجُوْنَ فَقَالَ : ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ خَلَفَكَ فِيْ اَهْلِكَ ، فَاذْهَبْ بِهٰذَا الْعُرْجُوْنَ فَاَمْسِكْ بِهِ حَتّٰى تَاتِيَ بَيْتَكَ ، فَخُذْهُ مِنْ زَاوِيَةِ الْبَيْتِ ، فَاضْرِبْهُ بِالْعُرْجُوْنِ ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَضَاءَ الْعُرْجُوْنُ مِثْلَ الشَّمْعَةِ نُوْرًا فَاسْتَضَاْتُ بِهِ ، فَاَتَيْتُ اَهْلِيْ فَوَجَدْتُهُمْ قَدْ رَقَدُوْا ، فَنَظَرْتُ فِي الزَّاوِيَةِ فَاِذَا فِيْهَا قُنْفُذٌ ، فَلَمْ اَزَلْ اَضْرِبُهُ بِالْعُرْجُوْنِ حَتّٰى خَرَجَ)). رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ❷ (حسن)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شدید بارش اور تاریکی کی رات میں ، میں نے خواہش کی کہ عشاء کی نماز نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ادا کروں چنانچہ میں مسجد میں چلا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو آپ ﷺ کی نگاہ مبارک مجھ پر پڑی آپ ﷺ کھجور کی ایک خشک چھڑی کے سہارے چل رہے تھے آپ ﷺ نے پوچھا ”قتادہ ایسے موسم میں تم یہاں کیسے؟“ میں نے عرض کیا ”اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا

---

❶ کتاب الصلاۃ ، باب المشی الی الصلاۃ (633/1)

❷ مجمع الزوائد ، کتاب الصلاۃ ، باب فی صلاۃ العشاء و الصبح فی الجماعۃ (2154/2)

جی چاہا کہ عشاء کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ ادا کروں'' رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) کھجور کی چھڑی مجھے عطا فرمائی اور فرمایا ''تمہارے بعد شیطان تمہارے گھر میں گھس گیا ہے یہ چھڑی لے جا اور اسے گھر جانے تک اپنے پاس رکھ، گھر میں تم شیطان کو ایک کونے میں پاؤ گے اسے (نکالنے کے لئے) اس چھڑی سے مارنا میں جب مسجد سے نکلا تو چھڑی شمع کی مانند روشن ہوگئی اور میں اس کی روشنی میں گھر پہنچا، دیکھا تو گھر والے سو چکے تھے۔ ایک کونے میں مجھے ایک چوہا سا نظر آیا میں اسے چھڑی سے مارنے لگا حتی کہ وہ گھر سے نکل گیا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 84 مسجد میں آنے والا اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ((سِتَّةُ مَجَالِسَ ، الْمُؤْمِنُ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَا كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْهَا فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ اَوْ عِنْدَ مَرِيْضٍ اُوْ فِيْ جَنَازَةٍ اَوْ فِيْ بَيْتِهِ اَوْ عِنْدَ اِمَامٍ مُقْسِطٍ يُعَزِّرُهُ وَيُوَقِّرُهُ)) . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''چھ مجالس ایسی ہیں جن میں مومن آدمی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے خواہ جس حال میں ہو، مسجد میں جماعت کے ساتھ یا مریض کے پاس (عیادت کرتے ہوئے) یا جنازے میں یا اپنے گھر میں یا عادل حاکم کے پاس بشرطیکہ وہ اس (حاکم) کی حمایت اور عزت کرتا ہو۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 85 مسجد کی طرف نماز کے لئے چل کر آنا باقی دین کو محفوظ کرنے والے اعمال میں سے ہے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 94 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 86 جماعت کے ارادے سے مسجد میں آنے والا جماعت کے ثواب سے محروم نہیں رہتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ رَاحَ

[1] مجمع الزوائد ، تحقيق عبد الله محمد الدرويش (136/2) ، رقم الحديث 2034

فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا تَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اچھی طرح وضو کیا اور مسجد کی طرف گیا اور دیکھا کہ لوگ اس سے پہلے نماز ادا کر چکے ہیں اللہ عزوجل اس کو بھی ان لوگوں جتنا ثواب عطا فرما دیتے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور اس میں شامل ہوئے اور ان لوگوں کے اجر سے بھی اللہ کچھ کمی نہیں فرماتے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے ارادے سے مسجد میں آنے والے شخص کو گھر سے نکلتے ہوئے یا راستے میں کوئی ایسا عذر پیش آ جائے جس سے جماعت نہ مل سکے تو اسے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب مل جائے گا۔ ان شاء اللہ!

❖❖❖

[1] کتاب الصلاۃ ، باب فی من خرج یرید الصلاۃ فسبق بھا (528/1)

ثَوَابُ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ

مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کا ثواب

مَسْئلہ 87 مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ فخر فرماتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷛ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْرِعًا قَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ ((اَبْشِرُوْا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلٰئِكَةَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰى)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی (نماز پڑھنے کے بعد) جس نے واپس گھر جانا تھا وہ گھر چلا گیا اور جس نے بیٹھنا تھا وہ بیٹھا رہا (اچانک) رسول اللہ ﷺ اتنی تیزی سے تشریف لائے کہ آپ ﷺ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمایا ”مبارک ہو، تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا ہے اور تمہارا ذکر فخر کے طور پر فرشتوں کے سامنے ان الفاظ میں فرما رہا ہے ’میرے ان بندوں کو دیکھو جو ایک فرض (نماز) ادا کر چکے اور دوسری کے انتظار میں ہیں۔‘“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسْئلہ 88 مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرنے والے کو مسلسل نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

عَنْ سَهْلِ السَّاعِدِيِّ ﷛ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ كَانَ فِي

[1] كتاب الصلاة ، باب لزوم المساجد و انتظار الصلاة (653/1)

الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [1] (صحيح)

حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز میں ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسْئلہ 89 مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرنے والے کا نام فرمانبرداروں اور عبادت گزاروں میں لکھا جاتا ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ 67 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسْئلہ 90 فرض نماز ادا کرنے کے بعد جب تک نمازی باوضو نماز کی جگہ بیٹھا رہے فرشتے اس کے لیے دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَّا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''فرشتے نمازی کے لیے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے فرشتے یہ دعاء کرتے ہیں ''یا اللہ اس پر رحم فرما، یا اللہ اس کے گناہ معاف فرما، یا اللہ اس پر نظر کرم فرما'' فرشتے اس وقت تک دعا کرتے ہیں جب تک وہ (فرشتوں کو) اذیت نہ دے یعنی اس کا وضو نہ ٹوٹے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسْئلہ 91 نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھ کر ذکر کرنے اور اس کے بعد دو نفل ادا کرنے والے کے لئے حج اور عمرہ کا ثواب ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

---

[1] كتاب المساجد ، باب الترغيب في الجلوس في المسجد(707/1)

[2] كتاب المساجد ، باب فضل الصلاة المكتوبة في الجماعة، رقم الحديث 1506

اللّٰهِ ﷺ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶ (حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے فجر کی نماز (مسجد میں) باجماعت ادا کی پھر طلوع آفتاب تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت نماز ادا کی اسے مکمل حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔ رسول اللہ نے تین مرتبہ یہ الفاظ ادا فرمائے ''پورے حج و عمرہ کا ثواب۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 92 اپنا زیادہ وقت مسجد میں گزارنے والے کے لیے اللہ کی طرف سے مہربانی، رحمت اور پل صراط پر ثابت قدمی کی ضمانت ہے۔

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَكَنَ الْمَسْجِدَ فَقَدْ ضَمِنَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ الرُّوْحَ وَالرَّحْمَةَ وَالْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ)). رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ❷ (حسن)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص (اپنا زیادہ وقت) مسجد میں قیام کرے اسے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مہربانی، رحمت اور پل صراط پر ثابت قدمی کی ضمانت دیتے ہیں۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 93 نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھ کر ذکر کرنا مستحب ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَقُوْمُ مِنْ مُّصَلاَّهُ الَّذِيْ يُصَلِّي فِيْهِ الصُّبْحَ اَوِ الْغَدَاةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے جب تک سورج طلوع نہ ہوتا جب سورج طلوع ہوتا تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 94 درج ذیل تین اعمال کی پابندی کرنے والے نمازی کا باقی دین بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔

---

❶ ابواب السفر، باب ما ذكر مما تستحب من الجلوس في المسجد (480/1)

❷ بشرى العابد بفضل المسجد تصنيف محمد بن محمد عبد الرحمن الصديقي تحقيق ربيع بن محمد السعودي، باب فضل توطن المساجد

❸ كتاب المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاة بعد الصبح، رقم الحديث 1525

① ناگواری کے باوجود (سردی یا بیماری کی وجہ سے) اچھی طرح وضو کرنا۔

② مسجد کی طرف زیادہ سے زیادہ چل کر آنا۔

③ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَ يَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ ؟)) قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! قَالَ ((اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَ كَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کیا میں تم کو وہ باتیں نہ بتلاؤں جن سے گناہ مٹ جائیں اور درجے بلند ہوں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ!'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''سختی اور تکلیف میں پوری طرح وضو کرنا اور زیادہ قدموں سے چل کر مسجد آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ اعمال (دین کا) پہرہ ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

***

[1] کتاب الطہارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ

ثَوَابُ مَنْ جَاءَ اِلَى الْمَسْجِدِ لِيَتَعَلَّمَ

مسجد میں علم حاصل کرنے کے لیے آنے کا ثواب

مسئلہ 95 دین کا علم حاصل کرنے کے لیے مسجد میں آنے والوں سے فرشتے محبت کرتے ہیں۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ مُتَّكِيءٌ عَلٰى بُرْدٍ لَهُ اَحْمَرَ فَقُلْتُ لَهُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : اِنِّيْ جِئْتُ اَطْلُبُ الْعِلْمَ فَقَالَ : ((مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ اِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا ثُمَّ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغُوْا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مِنْ مَحَبَّتِهِمْ لِمَا يَطْلُبُ)) .رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ مسجد میں ایک سرخ تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مبارک ہو طالب علم کو، طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں پھر وہ ایک دوسرے پر سوار ہو جاتے ہیں حتی کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں فرشتے طالب علم سے محبت اس لئے کرتے ہیں کہ جو علم، طالب علم حاصل کرتا ہے فرشتے اس علم سے محبت کرتے ہیں۔'' اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 96 دین کا علم حاصل کرنے کے لیے مسجد میں آنے والے شخص کو حج کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ لاَ يُرِيْدُ اِلاَّ اَنْ يَتَعَلَّمَ

[1] الترغيب والترهيب لمحى الدين الديب الجزء الاول رقم الحديث 108

خَیْرًا اَوْ یُعَلِّمَهُ کَانَ لَهُ کَاَجْرِ حَاجٍّ تَامًّا حَجَّتُهُ)) .رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ ❶ (صحیح)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص صرف اس لئے مسجد گیا تا کہ نیکی سیکھے یا نیکی سکھائے اس کے لئے ایک مکمل حج کا ثواب ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 97 مسجد میں دین کا علم سیکھنے اور سکھانے کے لئے آنے والوں کو اللہ تعالیٰ درج ذیل چار نعمتوں سے نوازتے ہیں۔

① اللہ تعالیٰ ان پر سکینت نازل فرماتے ہیں۔

② اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

③ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ان کے پاس مؤدبانہ کھڑے ہوتے ہیں۔

④ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فخریہ طور پر فرشتوں کے سامنے کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهُ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِکَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ یُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کچھ لوگ اللہ کے گھر (مسجد) میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اُن سے کرتے ہیں جو اُس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) اور (یاد رکھو!) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اس کو آگے نہیں کر سکے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 98 حصول علم کے لیے کسی دور دراز مسجد کا سفر کرنے والے کے لیے اللہ

❶ الترغیب والترهیب لمحی الدین الدیب الجزء الاول رقم الحدیث 145

❷ کتاب الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن، رقم الحدیث 6853

تعالیٰ جنت کا حصول آسان فرمادیتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص علم سیکھنے کے لئے سفر کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 99 حصول علم کی نیت سے مسجد میں آنے والوں کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر پھیلا دیتے ہیں۔

مسئلہ 100 حصول علم کے لیے مسجد آنے والوں کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی الْحِيْتَانُ فِی الْمَاءِ .رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحيح)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص علم کی خاطر سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے فرشتے طالب علم سے خوش ہوکر اپنے پر (اس کے قدموں کے نیچے) بچھاتے ہیں۔ طالب علم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز حتی کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی اُن کے لئے مغفرت طلب کرتی ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 101 حصول علم کے لیے مسجد آنے والے شخص کو جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ملتا ہے۔

❶ كتاب الذكر والدعاء ، باب فضل الا جتماع على تلاوة القرآن، رقم الحديث 6853

❷ كتاب السنة ، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم (182/1)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((مَنْ جَاءَ مَسْجِدِیْ هٰذَا لَمْ يَاْتِهٖ اِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهٗ اَوْ يُعَلِّمُهٗ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلٰى مَتَاعِ غَيْرِهٖ)) . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❶ (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو شخص بھلائی سیکھنے یا سکھانے کی غرض سے میری اس مسجد میں آئے اس کا درجہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے اور جو شخص اس کے علاوہ کسی دوسرے (دنیاوی) مقصد کے لئے آئے اس کی مثال اس شخص کی ہے جس کی نظر دوسرے کے مال پر ہو۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 102 حصول علم کے لیے مسجد میں آنے کا اجر وثواب دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِی الصُّفَّةِ فَقَالَ ((اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوْ اِلَى الْعَقِيْقِ فَيَاْتِیَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِیْ غَيْرِ اِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ ؟)) فَقُلْنَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ : ((اَفَلَا يَغْدُوْ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيُعَلِّمُ اَوْ يَقْرَاُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ (عَزَّوَجَلَّ) خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثٍ وَاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ❷

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا ''تم میں سے کون شخص یہ چاہتا ہے کہ روزانہ صبح بطحان یا عقیق (مدینہ منورہ کے دو بازاروں کا نام ہے) جائے اور وہاں سے اونچے کوہان والی دو اونٹنیاں (بلا قیمت) بغیر گناہ اور قطع رحمی کے لے آئے؟'' ہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! یہ تو ہم سب چاہتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تو پھر مسجد میں جاؤ اور کسی کو قرآن مجید کی دو آیتیں سکھا دو یا خود پڑھ لو تو وہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی تین آیات تین اونٹنیوں سے، چار آیات چار اونٹنیوں سے اسی طرح جتنی آیات ہوں گی اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب السنة باب فضل العلماء والحث على طلب العلم ،رقم الحديث (186/1)

❷ كتاب صلاة المسافرين ، باب فضائل القرآن باب فضل قرأة القرآن فى الصلاة وتعلمه، رقم الحديث 1873

ثَوَابُ مَنْ اَنْفَقَ عَلَى طُلَّابِ الْمَسْجِدِ

مسجد کے طلباء پر خرچ کرنے کا ثواب

مَسْئلہ 103 کتاب وسنت کا علم حاصل کرنے والے طلباء پر اپنا مال خرچ کرنے والے کو سات سو گنا بڑھا کر اجر وثواب دیا جائے گا۔

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (2:261)

''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سو بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے بڑھا کر اجر دیتا ہے اللہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 261)

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ : هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نکیل سمیت اپنی اونٹنی لایا اور عرض کی ''(یا رسول اللہ ﷺ !) میں یہ اونٹنی اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز تمہیں اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور ساری کی ساری نکیل والی ہوں گی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ)) . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❷ (صحيح)

---

❶ كتاب الامارة باب فضل الصدقة في سبيل الله، رقم الحديث 4897

❷ صحيح سنن النسائي للالباني الجزء الثاني رقم الحديث 2957

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 104 اللہ کے دین کے لیے جوڑا خرچ کرنے والے کے لیے قیامت کے روز جنت کے تمام دروازے کھلے ہوں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا فُلَانُ هَلُمَّ فَادْخُلْ، فَقَالَ: اَبُوْبَكْرٍ ﷺ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! ذَاكَ الَّذِیْ لَا تَوٰی عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)) .رَوَاهُ النَّسَائِیُّ [1] (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا اسے (قیامت کے روز) جنت کے دروازے کا ہر خازن بلائے گا اے فلاں! ادھر سے داخل ہو۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ایسے آدمی کو تو کسی قسم کا خدشہ نہیں ہوگا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہو گے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 105 اللہ کے دین کے لیے خرچ کرنے والے کے لیے فرشتے برکت کی دعاء کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ ، اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا ، وَيَقُوْلُ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لوگوں پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جس میں دو فرشتے نہ اترتے ہوں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے والے کو اچھا بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! ہاتھ روک لینے والے کا مال ضائع فرما۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

1. صحیح سنن النسائی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث 2983
2. کتاب الزکاۃ باب فی المنفق والممسک، رقم الحدیث 2336

مسئلہ 106 اللہ کے دین کی خاطر ایک کھجور یا اس کی قیمت کے برابر کیے گئے صدقہ کا اجر و ثواب پہاڑ کے برابر بھی مل سکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَ لاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلاَّ الطَّيِّبَ وَ اِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی ایک کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے، اور اللہ تعالیٰ حلال کمائی سے ہی صدقہ قبول کرتا ہے۔(حلال کمائی سے کیا گیا صدقہ)اللہ تعالیٰ دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر اس کے مالک کے لئے اسے پالتا (بڑھاتا) رہتا ہے، جس طرح کوئی تم میں سے اپنا بچھیرا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ) پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 107 اپنی آمدنی سے ایک تہائی مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا کبھی تنگدست نہیں ہوتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلاَةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلاَنٍ فَتَنَحّٰى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهٗ فِيْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ: يَا عَبْدَاللّٰهِ ! مَا اسْمُكَ ؟ قَالَ : فُلاَنٌ لِلْاِسْمِ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ ، فَقَالَ لَهٗ : يَا عَبْدَاللّٰهِ ! لِمَ تَسْأَلُنِيْ عَنْ اِسْمِيْ ؟ فَقَالَ : اِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَاؤُهٗ يَقُوْلُ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلاَنٍ لِاِسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا، قَالَ : اَمَّا اِذْ قُلْتَ هٰذَا فَاِنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَ آكُلُ اَنَا وَ عِيَالِيْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

---

❶ صحیح بخاری ، کتاب الزکاۃ ، باب الصدقة من کسب طیب، رقم الحدیث 1410

❷ مختصر صحیح مسلم ، للالبانی ، رقم الحدیث 354

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک شخص جنگل میں کھڑا تھا اس نے بادل سے آواز سنی (کسی نے آواز دی) کہ فلاں آدمی کے باغ کو پانی پلاؤ چنانچہ بادل ایک طرف چلا اور اپنا پانی ایک سنگلاخ زمین پر انڈیل دیا اچانک نالیوں میں سے ایک نالے نے سارا پانی جمع کر لیا وہ آدمی پانی کے پیچھے چلا۔ دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہے اور اپنے بیلچے سے پانی ادھر ادھر تقسیم کر رہا ہے۔ اس آدمی نے کہا ''اللہ کے بندے تمہارا کیا نام ہے؟'' اس نے کہا ''فلاں۔'' وہی نام جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ ''اے اللہ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟'' اس نے کہا ''کہ میں نے اس بادل سے، جس کا یہ پانی ہے آواز سنی تھی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ اور تیرا نام لیا (میں جاننا چاہتا ہوں) تو اپنے باغ میں کیا کرتا ہے؟'' اس نے کہا ''جب تو نے پوچھا ہے تو میں بتا دیتا ہوں، کہ جو کچھ میرے باغ میں پیدا ہوتا ہے، اس کا تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی سے میں اور میرا عیال کھاتا ہے اور ایک تہائی اس باغ میں لگا دیتا ہوں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے

مسئلہ 108 مساجد اور مدارس پر خرچ کیا گیا مال ایسا صدقہ جاریہ ہے جس کا اجر و ثواب قیامت تک جاری رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلاَثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب انسان مرتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے (1) صدقہ جاریہ (2) علم، جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں اور (3) نیک اولاد جو (اپنے والدین کے لئے) دعا کرے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

□□□

[1] کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، رقم الحدیث 4223

آدَابُ الذَّهَابِ اِلَى الْمَسْجِدِ وَالْاَيَابِ مِنْهُ

مسجد میں آنے اور جانے کے آداب

مسئلہ 109 ساتر، شائستہ، جاذب نظر اور مکمل لباس پہن کر مسجد میں آنا چاہیے۔

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (31:7)

''اے بنی آدم ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت اختیار کرو۔'' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 31)

مسئلہ 110 صاف ستھرا، خوشبودار اور عمدہ لباس پہن کر مسجد میں آنا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1].

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 111 سفید لباس پہن کر مسجد میں آنا مستحب ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سفید لباس پہنا کرو تمہارے لباسوں میں سے یہ سب سے بہتر ہے سفید کپڑے میں ہی اپنے مردوں کو کفن دو۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 112 پھولدار اور نقش ونگار والے کپڑے پہن کر مسجد میں آنا مکروہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ خَمِيْصَةٍ ذَاتِ اَعْلَامٍ

---

[1] كتاب الايمان ، باب تحريم الكبر، رقم الحديث 225

[2] ابواب الجنائز ، باب ما جاء في ما يستحب من الاكفان(729/1)

فَنَظَرَ اِلٰى عَلَمِهَا فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ ((اذْهَبُوْا بِهٰذِهِ الْخَمِيْصَةِ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَائْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا فِيْ صَلَاتِيْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ایک چادر اوڑھ کر نماز کے لیے کھڑے ہوئے جس پر نقش ونگار تھے دوران نماز میں آپ ﷺ کی توجہ چادر کے نقش ونگار کی طرف چلی گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور سادہ کمبل لا دو اس چادر نے مجھے نماز سے غافل کر دیا تھا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 113 مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہیے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالنا چاہیے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى فَاِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھتے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھتے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 114 مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت درج ذیل دعاء مانگنی چاہیے۔

عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُوْلُ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) وَاِذَا خَرَجَ قَالَ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [3] (صحيح)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے "اللہ کے نام سے مسجد میں داخل ہوتا ہوں، سلامتی ہو اللہ کے رسول پر، یا اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔" اور جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے "اللہ کے نام سے مسجد سے نکلتا ہوں، سلامتی ہو اللہ کے رسول پر، یا اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لیے

[1] كتاب المساجد ، باب كراهة الصلاة في ثوب له اعلام، رقم الحديث 1239

[2] كتاب الصلاة ، باب التيمن في دخول المسجد

[3] كتاب الصلاة ، باب الدعاء عند دخول المسجد (625/1)

اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 115 مسجد میں داخل ہونے کی ایک دوسری دعاء یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ[1]

(صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے ''میں پناہ طلب کرتا ہوں عظیم اللہ کی، اس کے عزت والے چہرے اور اس کی قدیم سلطنت کے واسطے، شیطان مردود سے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 116 مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنے چاہئیں۔

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو، تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بعض اہل علم کے نزدیک تحیۃ المسجد واجب ہے بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 117 کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں آنا منع ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے'' یا فرمایا ''وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اور اپنے گھر میں ہی بیٹھے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مذکورہ حدیث کے پیش نظر اہل علم نے ایسے دیگر امور سے بھی پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے جس سے نمازیوں کو تکلیف یا کراہت محسوس ہو مثلاً تمباکو نوشی کے بعد مسجد میں آنا یا پسینے سے شرابور کپڑے پہن کر مسجد میں آنا وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب!

[1] كتاب الصلاة ، باب ما يقول الرجل عند دخوله المسجد (441/1)
[2] كتاب الصلاة ، باب اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين (444)
[3] كتاب الاذان ، باب ما جاء في الثوم والبصل (855)

مسئلہ 118 مسجد میں آکر جگہ حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا درست نہیں جہاں جگہ میسر آئے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ ﷺ جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ [1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں آیا اور (جگہ حاصل کرنے کے لیے) لوگوں کی گردنیں پھلانگنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ”بیٹھ جاؤ تم لوگوں کو تکلیف پہنچا رہے ہو۔“ اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ وَاقِدِ نِ اللَّيْثِيِّ ﷺ قَالَ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں تین آدمی آئے۔ دو تو آپ ﷺ کے پاس چلے آئے ان میں سے ایک نے حلقے میں کچھ خالی جگہ دیکھی اور وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرے کو جگہ نہ ملی وہ لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو باہر ہی سے پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ جب آپ ﷺ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”(لوگو) میں تم سے ان تین آدمیوں کا حال بیان کرتا ہوں ان میں سے ایک نے اللہ کے پاس ٹھکانہ حاصل کیا اور اللہ نے بھی اُس کو جگہ دی دوسرے نے (لوگوں میں گھسنے سے) شرم کی اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور تیسرے نے اللہ کی طرف سے منہ موڑا، اللہ نے بھی اس سے منہ موڑا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 119 جو شخص اذان کے وقت مسجد میں موجود ہو اسے بلا شرعی عذر نماز ادا کرنے سے پہلے مسجد سے نہیں نکلنا چاہیے۔

---

[1] کتاب الصلاۃ تفریع ، ابواب الجمعۃ ، باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ (989/1)

[2] کتاب الصلاۃ ، باب الحلق والجلوس فی المسجد، رقم الحدیث 474

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : خَرَجَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ ، فَقَالَ : اَمَا هٰذَا فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ ، ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی موذن کی اذان کے بعد مسجد سے باہر نکلا تو انہوں نے کہا اس آدمی نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اذان کے وقت اگر تم مسجد میں ہو تو نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر نہ جاؤ۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 120 اگر کوئی آدمی کسی کام سے اٹھ کر جائے اور واپس آئے تو وہی شخص اس جگہ بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں جائے پھر واپس پلٹ آئے تو اس جگہ پر بیٹھنے کا وہی زیادہ حق دار ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 121 جوتے نجاست سے پاک ہوں تو جوتوں سمیت مسجد میں آنا اور نماز پڑھنا جائز ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ : سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❸

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ''کیا نبی اکرم ﷺ جوتوں سمیت نماز پڑھتے تھے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''ہاں!'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

★★★

❶ مجمع الزوائد ، باب فیمن خرج من المسجد، رقم الحديث 1922

❷ كتاب السلام ، باب اذا قام من مجلسه ثم عاد فهو احق به

❸ كتاب الصلاة ، باب الصلاة في النعال، رقم الحديث 386

خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَى الْمَسْجِدِ

خواتین کا مسجد میں آنا

مسئلہ 122 خواتین کا نماز کے لئے مسجد میں آنا واجب نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ لَا مَا فِی الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الذُّرِّيَةِ لَاَقَمْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فِتْيَانِیْ يُحَرِّقُوْنَ مَا فِی الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ [1]
(صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز کھڑی کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ وہ ان کے گھروں کو آگ سے جلا دیں۔" اسے احمد نے روایت کیا ہے

مسئلہ 123 خواتین مسجد میں جا کر نماز ادا کر سکتی ہیں بشرطیکہ فتنہ کا ڈر نہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَمْنَعُوْا نِسَائَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ [2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع نہ کرو (لیکن جب فتنہ کا ڈر ہو تو پھر) ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔" اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 124 خواتین کو مسجد میں مکمل ساتر لباس پہن کر آنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ

---

[1] 399/14 رقم الحديث 8796 تحقيق شعيب الارنؤوط

[2] كتاب الصلاة ، باب فی خروج النساء الی المساجد (530/1)

مَائِلاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لاَ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَ لاَ يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَ كَذَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جہنم میں جانے والی دو قسمیں ایسی ہیں جو میں نے ابھی تک نہیں دیکھیں ان میں سے ایک وہ لوگ جن کے پاس بیل کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (یعنی اپنی رعایا) کو ماریں گے، دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں مردوں کو بہکانے والیاں اور خود بہکنے والیاں، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح (بالوں میں جوڑے لگانے کی وجہ سے) ایک طرف جھکے ہوں گے ایسی عورتیں جنت میں جائیں گی نہ جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو طویل مسافت سے آتی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تُقْبَلُ صَلاَةَ حَائِضٍ اِلاَّ بِخِمَارٍ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ [2] (صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بالغ عورت کی نماز چادر یا موٹے دوپٹہ کے بغیر نہیں ہوتی۔'' اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 125 مسجد میں آنے والی خاتون کو خوشبو لگائے بغیر مسجد میں آنا چاہیے۔

عَنْ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِمْرَاةِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ : قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلاَ تَمَسَّ طِيْبًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی ''جو خاتون مسجد میں آنا چاہے وہ خوشبو کو ہاتھ تک نہ لگائے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 126 جو خاتون خوشبو کی دھونی لے چکے یا خوشبو لگا چکے اسے مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔

---

1. كتاب الجنة وصفة نعيمها ، النار يدخلها الجبارون و الجنة يدخلها الضعفاء
2. صحيح سنن ابى داؤد، للالبانى ، الجزء الاول ، رقم الحديث 596
3. كتاب الصلاة ، باب خروج النساء الى المساجد

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَیُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلاَ تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الاٰخِرَةَ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو خاتون خوشبو کی دھونی لے وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں شریک نہ ہو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 127 خوشبو لگانے کے بعد اگر کوئی خاتون مسجد آنا چاہے تو پہلے غسل کر کے خوشبو ختم کرے پھر مسجد میں آئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْاَةُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَلْیَغْتَسِلْ مِنَ الطِّیْبِ كَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ)). رَوَاهُ النَّسَائِیُّ ❷ (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی خاتون مسجد کی طرف جانے کا ارادہ کرے تو (پہلے) خوشبو ختم کرنے کے لیے اسی طرح غسل کرے جس طرح جنابت سے پاک ہونے کے لیے غسل کرتی ہے۔'' (پھر مسجد آئے) اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

❀❀❀

❶ كتاب الصلاة ، باب فی خروج النساء الی المساجد

❷ كتاب الایمان خ، باب اغتسال المراة من الطیب (4738/3)

اَلْاُمُوْرُ الَّتِیْ تَجُوْزُ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں جائز امور

مَسئلہ 128 مسجد میں قرآن وحدیث اور دینی علوم کی درس وتدریس جائز ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 95 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 129 ضرورت سے مسجد میں لیٹنا جائز ہے۔

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ ﷺ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا آپ ﷺ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 130 مسافر یا کسی ضرورت مند کا مسجد میں سونا جائز ہے۔

مَسئلہ 131 مسجد میں بے وضو داخل ہونا جائز ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ اَعْزَبُ لَا اَهْلَ لَهٗ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ غیر شادی شدہ نوجوان تھے اہل وعیال نہیں تھا اور مسجد نبوی ﷺ میں سویا کرتے تھے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 132 مسجد میں کھانا کھانا جائز ہے۔

❶ كتاب الصلاة ، باب الاستلقاء في المسجد، رقم الحديث 475

❷ كتاب الصلاة ، باب نوم الرجل في المسجد ، رقم الحديث 421

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَارِثٍ ﷺ قَالَ : اَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا فِي الْمَسْجِدِ لَحْمًا قَدْ شَوِیَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❶ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 133 مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ﷺ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷺ قَالَتْ : اَدْخِلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى اُصَلِّیَ عَلَيْهِ فَاُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ : وَ اللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَیْ بَيْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَ اَخِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ❷

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی نماز جنازہ ادا کرسکوں۔ لوگوں نے (مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا) ناپسند کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں یعنی سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 134 غیر مسلم مسجد میں داخل ہوسکتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ يَقُوْلُ : دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَهُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ ؟ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْنَا لَهُ : هٰذَا الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ❸ (صحیح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اونٹ پر آیا اور مسجد میں اپنا اونٹ بٹھایا اسے رسی سے باندھا اور پوچھا ”تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟“ ہم نے اسے بتایا ”یہ تکیہ لگائے ہوئے گورے شخص محمد ﷺ ہیں۔“ اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب الاضاحی ، باب الشواء (2676/2)

❷ كتاب الجنائز ، باب الصلاة على الجنازة فی المسجد، رقم الحديث 2254

❸ كتاب الصلاة فی المشرک يدخل المسجد (460/1)

مسئلہ 135 مسجد میں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ جائے تو اپنی جگہ بدلنی جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ اِلٰى غَيْرِهِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ [1] **(صحیح)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”مسجد میں جب کسی کو اونگھ آئے تو اسے اپنی جگہ بدل لینی چاہیے۔“ اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

●●●

[1] كتاب الصلاة، باب الرجل ينعس والامام يخطب (1119/1)

اَلْاُمُوْرُ الَّتِیْ لَا تَجُوْزُ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں ممنوع امور

مسئلہ 136 مساجد میں خرید وفروخت کرنا منع ہے۔

مسئلہ 137 مساجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَبِیْعُ اَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَکَ وَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَنْشُدُ فِیْهِ ضَآلَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْکَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم کسی شخص کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے دیکھو، تو کہو اللہ تعالیٰ تجھے تجارت میں نفع نہ دے۔ اور جب کسی کو اپنی گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرتے دیکھو، تو کہو اللہ تعالیٰ تجھے کبھی واپس نہ دے۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 138 مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کرنا منع ہے۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ ﷺ اَنَّهُ تَقَاضٰی ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا کَانَ لَهُ عَلَیْهِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰی سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِیْ بَیْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَیْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی کَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰی کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ ﷺ فَقَالَ ((یَا کَعْبُ !)) فَقَالَ : لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَاَشَارَ بِیَدِهٖ ((اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَیْنِکَ)) قَالَ کَعْبٌ : قَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُمْ فَاقْضِهٖ)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

---

[1] صحیح سنن الترمذی، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1066

[2] کتاب الصلاة ، باب التقاضی والملازمة فی المسجد، رقم الحدیث 457

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے ایک قرض کا عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے تقاضا کیا۔ مسجد نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے میں سن لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور باہر آ کر فرمایا ''اے کعب!'' انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا'' آدھا قرض معاف کردے۔'' کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو آپ کا حکم، میں نے معاف کر دیا۔'' تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''چل اٹھ اور اس کا قرض ادا کر۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ﷺ قَالَ : كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ : اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا ، فَقَالَ : مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا ، قَالَا : مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ ، قَالَ : لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص نے مجھ پر کنکر پھینکا میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا ''جا ان دونوں کو بلا کر لا'' میں ان کو بلا لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''تم کون ہو؟'' یا یوں فرمایا ''کہاں سے آئے ہو؟'' انہوں نے کہا ''ہم طائف سے آئے ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر تم اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں شور و غل مچاتے رہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 139 مسجد میں اتنی آواز سے تلاوت کرنا جس سے دوسروں کی تلاوت یا نماز میں خلل آئے، منع ہے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلَا يَرْفَعَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فِي الْقِرَاءَةِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ [2] (صحيح)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خبردار رہو! تم میں سے ہر ایک (تلاوت

[1] كتاب الصلاة ، باب رفع الصوت في المسجد، رقم الحديث 470

[2] صحيح الجامع الصغير ، للالباني ، الجزء الثاني ، رقم الحديث 2636

کے ذریعے) اپنے رب کے حضور فریاد کرتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی دوسرے کو تکلیف نہ دے اور قرأت میں اپنی آواز دوسرے کی آواز سے اونچی نہ کرے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 140 مساجد میں کسی شخص کو معمولی سی تکلیف پہنچانا بھی منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَرَّ فِیْ شَیْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْیَاخُذْ عَلٰی نِصَالِهَا لَا یَعْقِرْ بِکَفِّهِ مُسْلِمًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص ہماری مساجد یا بازاروں میں تیر لے کر چلے وہ ان کی نوکیں پکڑ کر رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی کر دے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 141 مسجد میں آنے کے بعد جگہ حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو زحمت دینا منع ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 118 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 142 مساجد میں بے مقصد شعر گوئی منع ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ. رَوَاهُ النَّسَائِیُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ مسجد میں اشعار سنتے تھے جس سے حمد، نعت اور دیگر دینی اشعار سننے یا پڑھنے کی رخصت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 143 مسجد میں تھوکنا منع ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((اَلتَّفْلُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَکَفَّارَتُهٗ اَنْ

---

[1] کتاب الصلاۃ، باب المرور فی المسجد، رقم الحدیث 452

[2] کتاب المساجد، باب النهی عن تناشد الاشعار فی المسجد (691/1)

تُوَارِيَهُ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ ❶ (صحيح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دیا جائے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِ اَحَدِكُمْ اِذَا صَلّٰى فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ ❷ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو اس کے سامنے اللہ ہوتا ہے، لہٰذا نمازی اپنے آگے نہ تھوکے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے قبلہ کی سمت تھوکنا صرف مسجد میں ہی منع نہیں بلکہ قبلہ شریف کی عزت اور عظمت کی وجہ سے مسجد سے باہر بھی قبلہ کی سمت تھوکنا منع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ'' ''جس شخص نے قبلہ کی طرف تھوکا قیامت کے روز اس کا تھوک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔'' (صحیح سنن ابوداؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 3239)

مَسئلہ 144 مساجد میں دنیاداری کی باتیں کرنا منع ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَجْلِسُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ حَلْقًا حَلْقًا اَمَامُهُمُ الدُّنْيَا فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَاِنَّهُ لَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ)). رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ ❸ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آخری زمانے میں کچھ لوگ مساجد میں حلقے بنا کر بیٹھیں گے جن کے پیش نظر محض دنیاوی معلومات ہوں گی ان کے ساتھ نہ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 145 مساجد میں حد قائم کرنا منع ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِيْ

❶ كتاب الصلاة ، باب في كراهية البزاق في المسجد (449/1)

❷ كتاب الصلاة ، باب في كراهية البزاق في المسجد (454/1)

❸ سلسلة احاديث الصحيحة ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 1163

الْمَسَاجِدِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❶ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مساجد میں حدود قائم نہ کی جائیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 146 مسجد میں اپنے لیے خاص جگہ مقرر کرنا منع ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِى الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيْرُ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ❷ (حسن)

حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگیں مار کر سجدہ ادا کرنے ، سجدے میں چوپائے کی طرح ہاتھ پھیلانے اور مسجد میں اونٹ کی طرح باڑے میں جگہ مخصوص کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 147 مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا منع ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا تَوَضَّا اَحَدُكُمْ فِىْ بَيْتِهٖ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ كَانَ فِىْ صَلَاةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ فَلَا يَقُلْ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ)). رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ ❸ (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص جب وضو کر کے مسجد کی طرف آئے تو واپس گھر آنے تک وہ نماز میں رہتا ہے، لہٰذا وہ یوں نہ کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔'' اسے ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : شریعت کے احکام و مسائل سمجھانے کے لیے اگر ایسا کرنے کی ضرورت پڑے تو وہ جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 148 مسجد میں داخل ہونے کے بعد نمازی کو مکمل اطمینان اور وقار کے ساتھ نماز میں شریک ہونا چاہئے، مسجد میں بھاگنا منع ہے۔

---

❶ كتاب الحدود ، باب النهى عن اقامة الحدود فى المسجد (2105/2)

❷ كتاب الصلاة ، باب صلاة من لا يقيم صلبه فى الركوع والسجود (768/1)

❸ الجزء الاول ، رقم الحديث 447 ، تحقيق الدكتور محمد مصطفى الاعظمى

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ عَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةَ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”جب نماز کھڑی ہو جائے تو بھاگتے ہوئے نہ آؤ بلکہ عام رفتار سے چل کر آؤ تم پر اطمینان سے آنا واجب ہے نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ پاؤ وہ ادا کرو اور جو رہ جائے اسے بعد میں مکمل کرو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 149 مسجد کو گزرگاہ بنانا منع ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَتَّخِذُوا الْمَسَاجِدَ طُرُقاً اِلَّا لِذِکْرٍ اَوْ صَلاَةٍ)). رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ [2] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مساجد کو گزرگاہ نہ بناؤ ان میں صرف اللہ کا ذکر کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے آنا چاہیے۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

***

[1] کتاب الجمعة ،باب المشی الی الجمعة (908)

[2] سلسلة الاحادیث الصحیحة ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 1001

عِقَابُ مَنْ لَا يَعْمُرُ الْمَسْجِدَ

مسجد کو آباد نہ کرنے کی سزا

مسئلہ 150 مساجد کو بے آباد اور ویران رکھنے والے لوگ کافر اور مشرک ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے "بندے اور کفر و شرک کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 151 مساجد کو بے آباد اور ویران رکھنے والوں کے گھروں میں کسی وقت بھی آگ لگ سکتی ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَانِيْ أَنْ يَسْتَعِدُّوْا لِيْ بِحُزَمٍ مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ تُحَرَّقُ بُيُوْتٌ عَلٰى مَنْ فِيْهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کا ڈھیر اکٹھا کریں اور پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ نماز پڑھائے اور خود جا کر گھروں کو وہاں موجود لوگوں سمیت آگ لگا دوں۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ)).

---

❶ كتاب الايمان ، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم الحديث 247

❷ كتاب المساجد ، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها، رقم الحديث 1483

رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز جمعہ میں حاضر نہ ہونے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ''میں نے ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو جا کر آگ لگا دوں جو جمعہ کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ بُيُوْتَهُمْ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحيح)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لوگ ترک جماعت سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 152 مساجد کو بے آباد رکھنے والوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❸ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''لوگ جماعت ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 153 مسلسل تین جمعہ مسجد میں نہ آنے والوں کے دلوں پر بھی اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

---

❶ كتاب المساجد ، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد فى التخلف عنها، رقم الحديث 1485

❷ كتاب المساجد والجماعات ، باب التغليظ فى التخلف عن الجماعة(647/1)

❸ كتاب المساجد والجماعات ، باب التغليظ فى التخلف عن الجماعة(647/1)

وَالدَّارِمِیُّ ❶ (صحیح)

حضرت ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے تین جمعے غفلت کی وجہ سے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔'' اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

❊❊❊

❶ صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 928

عِقَابُ مَنْ هَدَمَ الْمَسْجِدَ

مسجد کو گرانے کی سزا

مسئلہ 156 مسجد میں آنے والے نمازیوں کے لیے رکاوٹیں کھڑی کرنے والا، مساجد کو بے آباد اور برباد کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے اور ایسے ظالموں کے لیے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (2:114)

''اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو لوگوں کو اللہ کی مساجد میں اللہ کا نام لینے سے روکے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو۔ ایسے لوگ اس قابل نہیں کہ وہ ان مسجدوں میں قدم رکھیں، اگر جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں۔ ایسے ظالموں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔'' (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 114)

***

تفہیم السنۃ
کے
مطبوعہ حصے

حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان